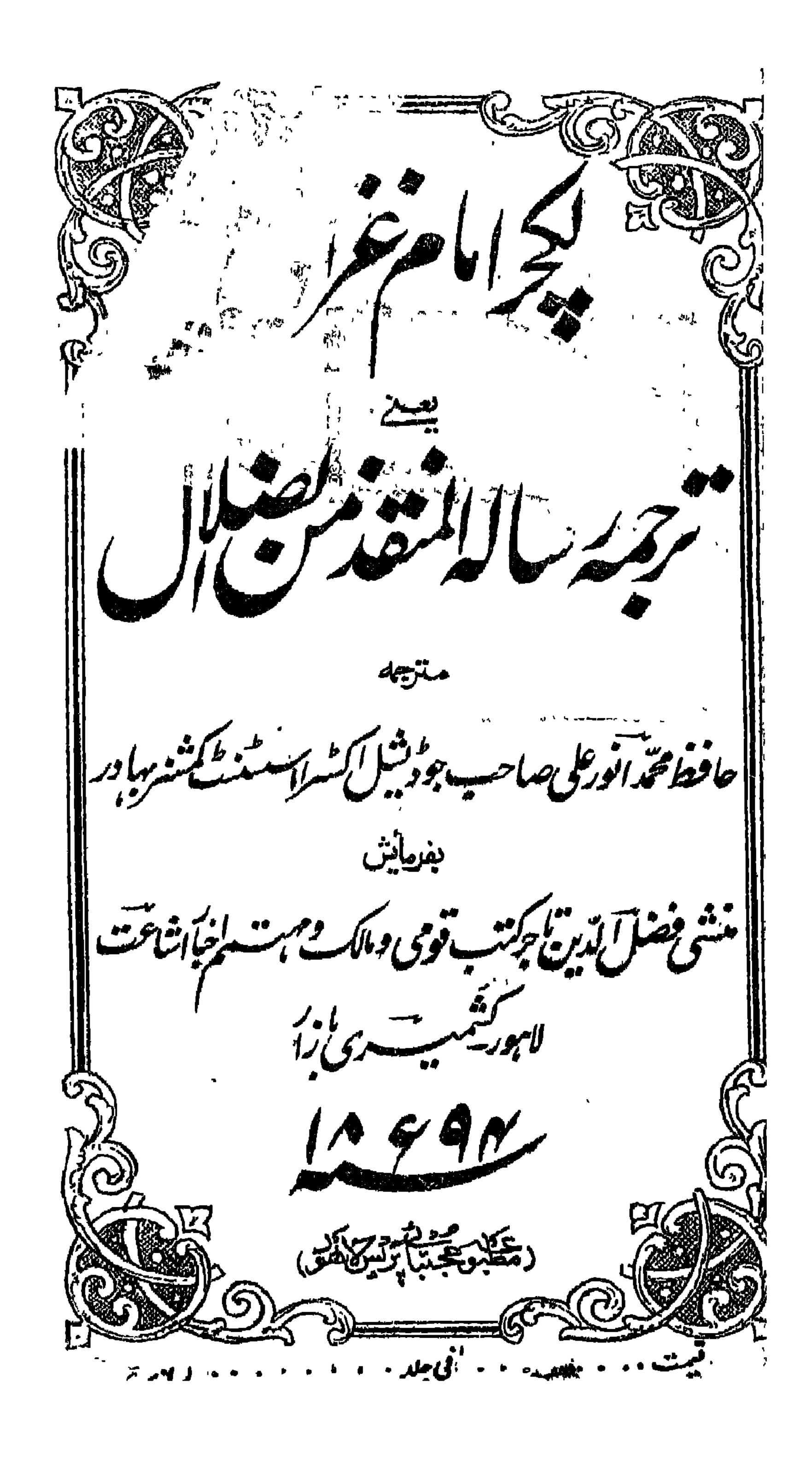


لیکچر امام غزالی

یعنی

ترجمہ رسالہ المنقذ من الضلال

مترجمہ

حافظ محمد انور علی صاحب جوڈیشل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر

بفرمائش

منشی فضل الدین تاجر کتب قومی و مالک و مہتمم اخبار اشاعت

لاہور کشمیری بازار

سنہ ۱۸۹۴ء

(مطبوعہ مجتبائی پریس لاہور)

قیمت ... فی جلد ... [illegible]

فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام

ہو نور یقذفہ اللہ تعالیٰ فی القلب

الحمد للہ کہ یہ ترجمہ رسالہ منقذ من الضلال امام محمد غزالی رحمۃ اللہ

موسوم بہ

لکچر امام غزالی رحمۃ اللہ

بفرمایش

منشی فضل الدین تاجر کتب قومی و مالک اخبار اشاعت لاہور کشمیری بازار

دسمبر ۱۸۹۴ء

مجتبائی پریس لاہور میں چھپا

قومی دلچسپیون کا نمونہ

حامیان اسلام! قومی

آپکی لائیبریری یا کتب خانہ کی المار یون مین مندرجہ ذیل کتابین ضرور ہونی چاہئین کیونکہ یہ وہ کتابین ہین جن سے قوم کی خستہ حالی کی طرف عوام الناس کو توجہ دلائی گئی ہے - یہ وہ کتابین ہین جنہون سے افسردہ دلون مین تاثیر کی برقی دوڑائی ہے - یہ کتابین ہین جو ملکی اور قومی اغراض کیواسطے اکسیر کا اثر رکہتی ہین - یہ وہ کتابین ہین جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیا ہین اور ہمین کیا ہونا چاہئیے - یہ وہ کتابین ہین جنہون سے مُردہ دلون کے واسطے مسیحائی کا کام کیا ہے - زیادہ نہین تو ایک ایک کاپی کے لیئے ضرور ہی ارشاد ہو قیمت نقد یا ذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل - وھو ھذا

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دلکش حصہ اول	۶ر	حسن انجلینا شہید وفا	[illegible] عہ	محصنات	[illegible]
” ” دوم	۸ر	شیام نرائن اور پاربتی	۱۲ر	اباسطے	۱۰ر
دلچسپ حصہ اول	۶ر	بزم خیال حصہ اول	۱۲ر	فسانۂ آزاد جلد اول	[illegible]
” ” دوم	۸ر	دلربا	۶ر	” ” دوم	[illegible]
دلفریب حصہ اول	۶ر	مہابھارت حصہ اول	۱۰ر	” ” سوم	[illegible]
سلطان نازک آرا	۶ر	مہتاب بیگم	عہ	” ” چہارم	[illegible]
سلطان حشمت آرا	۱۲ر	زن مرید	۶ر	جام سرشار	[illegible]
عمر پاشا ہر دو حصہ	[illegible]	حامد و لیہار	۶ر	آئینہ روزگار	۸ر
فاتحہ بنگالہ	[illegible]	البرٹ بل	۶ر	نمونہ وفا	[illegible]
درگیش نندنی	عہ	ڈاکٹ ایک ادیبہ	۱۲ر	سوزن عشق	[illegible]
ملک العزیز ورجنا	[illegible]	فریب وفا	۱۲ر	الہ دین لیلے	[illegible]
منصور موہنا	[illegible]	تعبیر خواب	۲۰ر	حاجی بابا اصفہانی	[illegible]

منقذ من الضلال
بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي يفتتح بحمده كل رسالة ومقالة والصلاة على محمد المصطفى صاحب النبوة والرسالة وعلى آله وأصحابه الهادين من الضلالة أما بعد فقد سألتني أيها الأخ في الدين أن أبث إليك غاية العلوم وأسرارها وغائلة المذاهب وأغوارها وأحكي لك ما أقاسيه في استخلاص الحق من بين اضطراب الفرق مع تباين المسالك والطرق وما استجرأت عليه من الارتفاع عن حضيض التقليد إلى يفاع الاستبصار وما استفدته أولاً من علم الكلام

لکچر امام غزالی رح ترجمہ رسالہ منقذ من الضلال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام ثنائیں اُس اللہ تعالیٰ کو شایان ہین جس کی ثنا سے ہرایک رسالہ اور مقالہ شروع کیا جاتا ہے - اور صلوٰۃ وسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہون جو صاحب نبوت ورسالت ہین - اور آپ کی آل واصحاب پر ہون جو گمراہی سے نجات دینے والے ہین - اما بعد - اے دینی بھائیو آپ پر واضح ہو کہ آپ نے جو مجھ سے فرمائیش کی ہے کہ مین آپ کو علوم کے غایات و اسرار بتلاؤن اور مذاہب کے نشیب و فراز جتلاؤن - اور مین آپ کے سامنے اُن مصایب و تکالیف کا بیان کرون جو مین نے مختلف فرقون کے ایچ پیچ مین سے امرحق اور راست کے نکالنے مین اُٹھائے ہین - باوجودیکہ طریق اور فریق بہت سے پھیلے ہوئے تھے اور نیز اُس جرأت کا ذکر کرون جو مین نے تقلید[1] کے گڑھے سے نکلکر تحقیق کے اوج تک پہونچنے مین کی تھی - اور وہ فواید بھی بیان کرون جو ابتدا مین علم کلام

[1] نوٹ :- اس تقلید کو تقلید شرعی نہ سمجھنا اسکا مفصل بیان آگے آئیگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب حمد و ثنا اُس حکیم علی الاطلاق کو شایاں ہیں جس نے اپنی حکمت کاملہ سے طرح طرح کی اشیا پیدا کین۔ اور اُن مین خواص ذاتی اور نیچرل لا ایسے رکہے جنکے علم سے عقل جزوی قاصر رہی۔ اور اُن نیچرل لا اور حقایق اشیا پر اُنہیں کو اطلاع بخشی جنکو طور نبوت سے حصہ دیکر انسان کامل بنایا۔ اور اپنا خلیفہ کیا۔ سب سے افضل اور سب سے اعلیٰ انسان کامل اور خلیفۃ اللہ اور رسول اللہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہین جن کا نام نامی احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہے۔ اور جس کے دل مین اتباع اور پیروی جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے نور اسلام پیدا ہوا اُس نے بہی اُن دقایق و حقایق و اسرار پر اطلاع پائی اور وہ انوار و اسرار اُسپر منکشف ہوئے جو عقل غریزی اور جزوی سے مخفی اور پوشیدہ تہے۔ **اما بعد** آپ صاحبون پر واضح ہو کہ آجکل جو فلسفیت کا بہت زور ہے اور اکثر صاحبان یہ نہین جانتے کہ حقیقت دین اسلام کیا ہے جس کے وہ خواہان ہین۔ اور کونسی فلسفیت محمود اور کونسی فلسفیت مذموم ہے۔ اس لیئے محمڈن صوفی ازم سوسائیٹی نے چاہا کہ رسالہ **منقذ من الضلال** امام ہمام حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ شایع کرے تا کہ طالبان دین اسلام کو حقیقت امور شرعیہ معلوم ہو۔ اور ہمین اپنی ناقصی سے جو گفتگو کرین اُس سے محترز ہون۔ اس ترجمہ کا نام **کلید امام غزالی** رحمۃ اللہ علیہ رکہا گیا۔ اور حاشیہ پر اصل عبارت رسالہ کو بہی لکہا گیا تا کہ اگر کہین غلطی ہو گئی ہو تو اُسکو بنا لیا جاوے۔ مگر اطلاع رہے کہ یہ ترجمہ مرادی بمحاورہ اُردو کیا گیا ہے اس لیئے بعض عبارت کا مطلب لکہا گیا ہے نسخہ لفظ ترجمہ نہین کیا گیا۔

راقم

ایک ممبر محمڈن صوفی ازم سوسائیٹی

اور اطاعت امر حق کے لیئے نرم اور سرگرم کرے

آپ پر واضح ہو کہ خلق مین جو بہت سے دین اور ملتین ہین - اور پھر اُمتِ محمدی مین جو بہت سے مذاہب اور بہت سے فرقے مین یہ اختلاف اور تفرقہ ایک ایسا بحرِ عمیق ہے کہ اکثر لوگ اس مین غرق ہوئے ہین اور بہت تھوڑے لوگ ہین جنھون نے اس سے نجات پائی ہے - ہر ایک فرقہ کا یہی خیال ہے کہ مین ہی نجات پاؤن گا - یہی تفرقہ ہے جسکی بابت مخبر صادق حضرت سیدالمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر صداقت اثر دی تھی کہ میری اُمت تہتر فرقے ہوجائیگی اور ان مین سے ناجی فرقہ ایک ہی ہوگا - پس وہی وقوع مین آیا جسکا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا - مین ابتدائی ایام شباب سے جبکہ میری عمر بیس ۲۰ برس سے کم تھی اسوقت تک کہ میرا سن پچاس سے کچھ زیادہ ہے ہمیشہ اسی بحرِ عمیق مین غوطہ زنی کرتا رہا - مگر میری غوطہ زنی ڈرپوک نامراد آدمی کی سی نہ تھی - بلکہ دلیر جری آدمی کی سی تھی - ہر ایک اندھیری جگہ مین گھسکر دیکھتا بھالتا تھا - اور ہر ایک مشکل مسئلہ مین غوض کرتا تہا - اور ہر ایک بھنور مین جا گھستا تھا - اور ہر ایک فرقے کے عقیدہ کا تفحص کرتا

وإن اختلاف الخلق في الأديان والملل ثم اختلاف الأئمة في المذاهب على كثرة الفرق وتباين الطرق بحر عميق غرق فيه الأكثرون وما نجا منه إلا الأقلون وكل فريق يزعم أنه الناجي وكل حزب بما لديهم فرحون وهذا ما أنبأنا به سيد المرسلين صلوات الله عليه وهو الصادق المصدوق حيث قال ستفترق أمتي ثلاثا وسبعين فرقة الناجية منها واحدة فقد كاد ما وعد أن يكون ولم أزل في عنفوان شبابي منذ راهقت البلوغ قبل بلوغ العشرين إلى الآن وقد أناف السن على الخمسين أقتحم لجة هذا البحر العميق وأخوض غمرته خوض الجسور لا خوض الجبان الحذور وأتوغل في كل مظلمة وأتهجم على كل مشكلة وأتقحم كل ورطة وأتفحص عن

سے مین نے حاصل کیئے تھے - اور پھر وہ مطالب و مضامین
آپ کے سامنے ظاہر کرون جو اہل تعلیم سے یعنی اُن سے
مین نے دریافت کیئے تھے جو حق کے دریافت کرنے
مین تقلید امام ؑ (معصوم) سے قاصر رہے اور ثالث بعد مین
مذاہب فلسفیہ کا ذکر کرون جن کو مین برا ثابت کرچکا ہون
اور اُس کے بعد طریق تصوف کا بیان کرون جسکو مین پسند
کرتا ہون - اور اُن آثار حق اور نشانات راستی کا تذکرہ
کرون جو مجھکو اُن دنون حاصل ہوئے جبکہ مین اقوال
خلق سے امور حقہ کی تلاش مین سرگردان تھا - اور یہ بھی بیان
کرون کہ پہلے مین بغداد مین جو بہت سے طلبہ کو پڑھاتا
تھا اُسکو مین نے کیون چھوڑا - اور پھر مین نے ایک مدت
کے بعد نیشاپور کی طرف کس وجہ سے معاودت کی -
تو اب مین آپ کی سچی رغبت اسطرف پاکر اس سب
حال کو عرض کرتا ہون اور اس بیان مین اللہ سے مدد اور
توفیق چاہتا ہون اُسی پر میرا توکل ہے اور اُسی کی طرف
میری التجا ہے (کہ اس کام کو پورا کرے)
صاحبو - خداوند تعالی آپ کو راہ راست دکھاوے اور

لہ امام سے کوئی امام آئمہ اربعہ سے نہ سمجھنا اسکا مفصل ذکر آئندہ آئیگا

وما اجتويته ثانيا من طرق اهل التعليم القاصرين لدرك الحق على تقليد الامام وما ازدريته ثالثا من طرق التفلسف وما ارتضيته آخرا من طريقة التصوف وما انجلى لي في تضاعيف تفتيشي عن اقاويل الخلق من لباب الحق وما صرفني عن نشر العلم ببغداد مع كثرة الطلبة وما دعاني الى معاودتي بنيسابور بعد طول المدة فابتدأت لاسعافك الى مطلبك بعد الوقوف على صدق رغبتك وقلت مستعينا بالله ومتوكلا عليه ومستوفقا منه وملتجئا اليه اعلم احسن الله تعالى ارشادك

الموروثة على قرب عهد سن الصبا اذ رأیت صبیان النصارى لا یکون لهم نشوء الا على التنصر وصبیان الیهود لا نشوء لهم الا على التهود وصبیان المسلمین لا نشوء لهم الا على الاسلام وسمعت الحدیث المروی عن رسول الله صلى الله علیه وسلم حیث قال کل مولود یولد على فطرة الاسلام فابواه یهودانه وینصرانه ویمجسانه فتحرک باطنی الى طلب حقیقة الفطرة الاصلیة وحقیقة العقائد العارضة بتقلید الوالدین والاستاذین والتمییز بین هذه التقلیدات واوائلها تلقینات وفی تمییز الحق منها من الباطل اختلافات فقلت فی نفسی اولا انما مطلوبی العلم بحقائق الامور فلا بد من طلب حقیقة العلم ما هی فظهر لی ان العلم الیقینی هو الذی ینکشف فیه المعلوم انکشافا

تقلید[1] کا پھندا میرے گلے سے نکل گیا اور جو عقاید موروثہ بچپن سے میرے ذہن نشین تھے اُن کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ کیونکہ مین نے دیکھا کہ عیسائی بچون کا نشو ونما عیسائی مذہب پر ہوتا ہے اور یہودیون کا یہودیت پر اور مسلمان بچون کا اسلام پر۔ اور یہ حدیث نبوی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مین نے سُنی تھی۔ کہ ہر ایک لڑکا فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اُسکے ماباپ اُسے یہودی کرلیتے ہین یا عیسائی بنا لیتے ہین۔ پس میرے دل نے یہ چاہا کہ حقیقت فطرت اصلیہ کو اور حقیقت اُن عقاید کو جو تقلید والدین اور اُستادون سے پیدا ہوجاتی ہین دریافت کرے اور اُن تقلیدات اور تلقینات مین تمیز کرے جن کی وجہ سے تمیز حق و باطل مین اختلافات ہین۔ تب مین نے اپنے دل سے کہا کہ تیرا مطلب علم حقائق امور سے حاصل ہوگا مگر پہلے تجھ کو علم کی ماہیت معلوم کرنی چاہیئے کہ وہ کیا ہے۔ پس مجھکو معلوم ہوا کہ علم وہی علم یقینی ہے جس سے شئے معلوم اسطرح پر منکشف ہوجائے کہ اُسمین کسی طرح کا شک وریب باقی نہ رہے اور وہم و غلط کا امکان یہانتک اُٹھ جائے

[1] اس تقلید سے مراد تقلید شرعی نہیں ہے جیسا کہ بیان آیندہ سے ظاہر ہوگا۔

تھا اور ہر گروہ کے اسرار مذہب پر اطلاع حاصل کرتا تھا تاکہ اہل حق اور اہل باطل میں تمیز کروں اور اہل سنت اور بدعتی کو جانوں - میں نے نہ تو کسی باطنی فرقہ کو اُس کی بطانت دریافت کیئے بدون چھوڑا - اور نہ کسی ظاہری فرقے کو اُس کی حصول ظہارت معلوم کیئے بدون چھوڑا - اور نہ میرے ہاتھ سے فلسفی چھوٹا جس کی فلسفیت اور حکمت کی کُنہ میں نے نہ دریافت کی ہو اور نہ کوئی متکلم یعنی اہل علم کلام بچا۔ جس کی بحث مباحثہ اور تکلم کی آخری حد تک پہونچنے کا میں نے قصد نہ کیا ہو - اور نہ کوئی ایسا صوفی بچا کہ جسکی صفائی اور تصوف پر اطلاع حاصل کرنے کی رغبت میں نے نہ کی ہو - اور نہ کوئی عابد و زاہد مجھ سے چھوٹا جسکی عبادت کا مرجع وانجام میں نے معلوم نہ کیا ہو - اور نہ کوئی زندیق اور معطل میں نے چھوڑا کہ جس کی بنا اور اصلیت میں نے نہ معلوم کی ہو کہ کس سبب سے اُس نے زندقہ اور معطل بننے پر جرأت کی - یہ جو حقائق امور کے دریافت کرنے کا شوق مجھے ابتداء عمر سے رہا یہ ایک امر قدرتی اور مادہ فطرتی تھا - جو خداوند تعالیٰ نے میرے سرشت میں رکھا ہوا تھا نہ کہ امر اختیاری اور کسبی - ہوتے ہوتے

عقیدة کل فرقة واستکشف اسرار مذهب کل طائفة لامیز بین محق ومبطل ومتسنن ومبتدع لا اغادر باطنیا الا واحب ان اطلع علی بطانته ولا ظاهریا الا وارید ان اعلم حاصل ظهارته ولا فلسفیا الا واقصد الوقوف علی کنه فلسفته ولا متکلما الا واجتهد فی الاطلاع علی غایة کلامه ومجادلته ولا صوفیا الا واحرص علی العثور علی سر صفوته ولا متعبدا الا واترصد ما یرجع الیه حاصل عبادته ولا زندیقا معطلا الا واتجسس وراءه للتنبه لاسباب جرأته فی تعطیله وزندقته وقد کان التعطش الی درک حقائق الامور دابی ودیدنی من اول امری وریعان عمری غریزة وفطرة من الله وضعتا فی جبلتی لا باختیاری وحیلتی حتی انحلت عنی رابطة التقلید

یہ ظاہر ہوا کہ سوائے حسیات اور ضروریات کے اور قسم کے علوم یقینی اور قطعی سے میں بالکل بے بہرہ ہوں تب مین نے اپنے جی مین کہا کہ اس حالِ یاس مین میری مشکلات حسیات اور ضروریات سے حل ہونگی (اور علم یقینی مجھکو حاصل ہوگا) مگر پھر مجھ کو اس بات کا دیکھنا ضرور ہوا کہ آیا حسیات پر میرا بھروسا رکھنا اور ضروریات کو غلطی سے مامون سمجھنا ایسا تو نہین ہے جیسا کہ مین اس سے پیشتر تقلیدات کو یقینی اور خطا سے مامون سمجھتا تھا اور اسپر بھروسا رکھتا تھا اور اکثر خلق کا نظریات پر بھروسا ہوتا ہے یا میرا بھروسا ایسا ہے جیساکہ محقق کا ہوتا ہے اور اسمین کوئی شایبہ شک اور غایلہ ریب کا نہین ہوتا - تب مین محسوسات اور ضروریات مین جد و جہد اور کوشش بلیغ سے تامل کرنے لگا - اور اُنکو دیکھنے لگا کہ کوئی شک تو اُن مین امکان نہین رکھتا اس حال مین مجھکو اُنمین بڑے شکوک معلوم ہوئے اور یہان تک محسوسات مین وسیع شک پیدا ہوا کہ میرے دل نے اُن پر یقین اور اعتماد کرنا ہی چھوڑدیا اور کہا کہ محسوسات پر کیونکر اعتماد ہوسکتا ہے - دیکھو ان مین

علم موصوف بهذه الصفة الا في المحسوسات والضروريات فقلت الآن بعد حصول اليأس لا مطمع في اقتباس المشكلات الا من الجليات وهي المحسوسات والضروريات فلا بد من احكامها اولا لاتيقن ان ثقتي بالمحسوسات واماني من الغلط في الضروريات من جنس اماني الذي كان من قبل في التقليديات ومن جنس امان اكثر الخلق في النظريات ام هو امان محقق لا غدر فيه ولا غائلة له فاقبلت بجد بليغ اتأمل في المحسوسات والضروريات وانظر هل يمكنني ان اشكك نفسي فيها فانتهى بي طول التشكك الى ان لم تسمح نفسي بتسليم الامان في المحسوسات ايضا واخذ يتسع هذا الشك فيها ويقول من اين الثقة بالمحسوسات واقواها حاسة البصر وهي تنظر الى الظل فتراه واقفا غير متحرك وتحكم

کہ دل کے گرد اُسکا خیال بھی نہ پھٹک سکے - بلکہ اُسکا خطا سے مامون ہونا یقین کے ساتھ اس قسم کا تعلق رکھے کہ اگر کوئی ایسا شخص جو پتھر کو زر خالص بنادے اور لاٹھی سے سانپ بناکر دکہائے وہ بھی اُس علم کے برخلاف کہے اور اُسکا بُطلان ثابت کرے - تب بھی اسمین شک راہ نہ پاوے - کیونکہ جب مجھکو یہ ثابت ہوگیا کہ دس زیادہ ہین تین سے - پس اگر کوئی شخص کہے کہ نہین بلکہ تین زیادہ ہین دس سے بدین دلیل کہ مین لاٹھی کو سانپ بناکر دکہا دیتا ہون اور اُس نے بناکر مجھے ایسا دکہا بھی دیا تو گو مجھے اُس کے اسطرح انقلاب ماہیت کر دکھانے سے تعجب ہو کہ یہ قدرت اُس کو کس طرح حاصل ہوئی - لیکن باانہمہ میرے اُس علم مین شک ذرا بھی دخل نہ پائے پھر مین نے یہ سمجھا کہ جو علم مجھ کو اس درجہ کے یقین قطعی سے نہ حاصل ہوگا اُس علم پر مین اعتبار نہ کرونگا اور مجھے اُس پر بھروسا نہ ہوگا کیونکہ ہر علم جس مین شک سے امان نہو علم یقینی نہین ہے -

قول ۱ - مداخل سفسطہ اور انکار علوم کے بیان مین

پھر مین نے اپنے علوم کی تفتیش شروع کی تو اوّلاً مجھکو

فلا یقارنه امکان الغلط والوهم ولا یتسع القلب لتقدیر ذلك بل الامان من الخطأ ینبغی ان یکون مقارنا للیقین مقارنة لو تحدی باظهار بطلانه مثلا من یقلب الحجر ذهبا والعصا ثعبانا لم یورث ذلك شکا وانکارا فانی اذا علمت ان العشرة اکثر من الثلاثة فلو قال لی قائل لا بل الثلاثة اکثر بدلیل انی اقلب هذه العصا ثعبانا وقلبها وشاهدت ذلك منه لم اشك بسببه فی معرفتی ولم یحصل لی منه الا التعجب من کیفیة قدرته علیه فاما الشك فیما علمته فلا ثم علمت ان کل ما لا اعلمه علی هذا الوجه ولا اتیقنه هذا النوع من الیقین فهو علم لا ثقة به ولا امان معه وکل علم لا امان معه فلیس بعلم یقینی

الفصل فی مداخل السفسطة وجحد العلوم

ثم فتشت عن علومی فوجدت نفسی عاطلا من

ولعل وراء ادراك العقل حاكما آخر اذا تجلى كذب العقل في حكمه كما تجلى حاكم العقل فكذب الحس في حكمه وعدم تجلي ذلك الادراك لا يدل على استحالته فتوقفت النفس في جواب ذلك قليلا وايدت اشكالها بالمنام وقالت اما تراك تعتقد في النوم امورا وتتخيل احوالا وتعتقد لها ثباتا واستقرارا ولا تشك في تلك الحالة فيها ثم تستيقظ فتعلم انه لم يكن لجميع متخيلاتك ومعتقداتك اصل وطائل فبم تأمن ان يكون جميع ما تعتقده في يقظتك بحس او عقل هو حق بالاضافة الى حالتك لكن يمكن ان تطرأ عليك حالة تكون نسبتها الى يقظتك كنسبة يقظتك الى منامك

کرکے آپکو وہاں سے ہٹادیا - اگر عقل سا زبردست حاکم نہ ہوتا تو آپ ہمیشہ ہماری ہی تصدیق کرتے رہتے ممکن ہے کہ عقل کے سوائے کوئی اور حاکم بھی ہو جو حاکم عقل کی بھی قلعی کھول دے جیساکہ عقل نے ہماری قلعی کھول دی ہے اور یہ امرکہ فی الحال اس ادراک حاکم زبردست کی جو عقل سے بڑھکر ہے آپ پر حکومت نہیں ہے دلیل اس کی نہیں ہوسکتا - کہ در حقیقت کبھی وہ نہیں ہے اور اسکا ہونا محال ہے - پس میرے دل نے اس کے جواب میں ذرا تامل کیا - اسی میں اُس اعتراض کی تائید جواب سے ہوئی اور دل نے کہا کہ کیا تم خواب میں ایسے امور و خیالات نہیں دیکھتے جن کا اُس وقت آپ کو پورا یقین حاصل ہوجاتا ہے اور اُن کے ثبات و قرار میں کوئی شک وشبہ نہیں رہتا - لیکن جب دم بھر میں عالم بیداری ہوتا ہے تو آپ کو واضح ہوجاتا ہے کہ یہ سب خیالات اور اعتقادات محض بے اصل اور بے بنیاد تھے - پس اسی طرح کیونکر یقین کرسکتے ہو کہ جمیع امور عقلیہ اور محسوسات جن پر تم نے عالم بیداری میں یقین کرلیا ہے وہ درحقیقت حق

ثم بالتجربة والمشاهدة بعد ساعة تعرف أنه متحرك وأنه لم يتحرك دفعة بغتة بل بالتدريج ذرة ذرة حتى لم تكن له حالة وقوف وتنظر إلى الكوكب فتراه صغيرا في مقدار دينار ثم الأدلة الهندسية تدل على أنه أكبر من الأرض في المقدار هذا وأمثاله من المحسوسات يحكم فيها حاكم الحس بأحكامه ويكذبه حاكم العقل ويخونه تكذيبا لا سبيل إلى مدافعته فقلت قد بطلت الثقة بالمحسوسات أيضا فلعله لا ثقة إلا بالعقليات التي هي من الأوليات كقولنا العشرة أكثر من الثلاثة والنفي والإثبات لا يجتمعان في الشيء الواحد والشيء الواحد لا يكون حادثا قديما موجودا معدوما واجبا محالا فقالت المحسوسات بم تأمن أن تكون ثقتك بالعقليات كثقتك بالمحسوسات وقد كنت واثقا بي فجاء حاكم العقل فكذبني

تو ہی تو حاسہ حِسّ بصر ہے اور وہ سایہ کو کھڑا دکھاتی ہے اور غیر متحرک یقین کراتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہوجاتا ہے کہ وہ ساکن نہیں تھا - اور ایک ہی دفعہ متحرک نہیں ہوا بلکہ بتدریج تھوڑا تھوڑا متحرک تھا - حتے کہ کسی وقت وہ ساکن ہو ہی نہین سکتا - اسی طرح آنکھیں ستارون کو چھوٹے چھوٹے بقدر دینار کے دیکھتی ہین اور دلائل علم ہندسہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مقدار مین زمین سے بڑے ہین - ایسے ہی اور بہت سے محسوسات ہین جن کی نسبت حواس ایک حکم دیتے ہین اور عقل اُسکو جھوٹا ثابت کرتی ہے - تب مین نے اپنے جی مین کہا کہ اب تو محسوسات پر بھی اعتماد نہ رہا شاید وہ امور عقلیہ ہی قابل اعتماد ہون - جو از قسم اولیات ہین جیسے کہ ہم کہین دس زیادہ ہین تین سے اور نفی و اثبات ایک شے مین جمع نہین ہوسکتے - اور ایک چیز قدیم اور حادثات معدوم اور موجود واجب اور محال نہین ہوسکتی - اسپر محسوسات بولین کہ جناب عقلیات پر تو ایسا ہی اعتماد اور وثوق نہین ہوسکتا جیسا کہ محسوسات پر ہوتا ہے - پہلے تو آپکو ہمپر اعتماد تھا اسپر حاکم عقل نے ہماری تکذیب

جب یہ اندیشے میرے دل مین گذرے تو مین اپنے دل مین بہت کڑہا۔ ہرچند مین نے چاہا کہ اس مرض کا علاج کرون لیکن کچھ بن نہ پڑا۔ کیونکہ اس مرض کا دفعیہ بدون ثبوت اور دلیل کے ہو نہین سکتا تھا اور دلیل و ثبوت کا قایم کرنا بدون اسکے ہو نہین سکتا کہ علوم اولیات سے اس کو مرکب کیا جائے۔ مگر اُن پر اعتبار نہ رہا۔ اس لیے یہ مرض لاعلاج اور نہایت مشکل معلوم ہوا۔ اور قریب دو ماہ کے لاحق رہا۔ ان دو ماہ مین میرا حال مثل سوفسطائی لوگون کے رہا۔ مگر یہ صرف حال تھا نہ نطق اور مقال۔ بعد اُس کے اللہ تعالے نے مجھ کو اس مرض سے شفا بخشی۔ اور طبیعت اعتدال کی طرف رجوع ہوئی۔ کہ مین ضروریات عقلیہ کو یقین کے ساتھ تسلیم کرنے لگا اور خطا سے محفوظ ماننے لگا۔ مگر یہ تسلیم ترتیب دلیل اور نظم کلام سے نہ تھی۔ بلکہ اُس نور سے تھی جو حضرت حق سبحانہ نے میرے دل مین ڈالا تھا۔ اور شرح صدر فرمایا تھا۔ اور یہی نور اکثر عرفانی امور کی تالی اور کلید ہے

خطرت لی هذه الخواطر وانقدحت فی النفس حاولت لذلک علاجا فلم یتیسر اذ لم یکن دفعه الا بالدلیل ولم یمکن نصب دلیل الا من ترکیب العلوم الاولیة فاذا لم تکن مسلمة لم یمکن ترتیب الدلیل فاعضل هذا الداء ودام قریبا من شهرین انا فیهما علی مذهب السفسطة بحکم الحال لا بحکم النطق والمقال حتی شفی الله تعالی من ذلک المرض وعادت النفس الی الصحة والاعتدال ورجعت الضروریات العقلیة مقبولة موثوقا بها علی امن ویقین ولم یکن ذلک بنظم دلیل وترتیب کلام بل بنور قذفه الله تعالی فی الصدر وذلک النور هو مفتاح اکثر المعارف فمن ظن ان الکشف

بقظتك الى منامك وتكون يقظتك نوماً بالاضافة اليها فاذا وردت تلك الحالة تيقنت ان جميع ما توهمت بعقلك تخيلات لا حاصل لها

او لعل تلك الحالة ما يدعيه الصوفية انها حالتهم اذ يزعمون انهم يشاهدون في احوالهم التي اذا غاصوا في انفسهم وغابوا عن حواسهم احوالاً لا توافق هذه المعقولات ولعل تلك الحالة هي الموت اذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فلعل الحياة الدنيا نوم بالاضافة الى الآخرة

اور درست ہین ہان اتنا کہہ سکتے ہو کہ اس حالت کی نسبت سے حق ہین - لیکن اگر اس حالت پر کوئی اور حالت طاری ہوجاوے جسکو آپکی حالت بیداری سے وہی نسبت ہو جو حالت خواب کو بیداری سے تھی - اور جسکی نسبت آپکا یہ عالم بیداری مثل عالم خواب کے ہو - تو آپکو یقین ہوجائیگا کہ جوکچھ آپ نے عقل کے زور سے خیالات پکائے تھے وہ توہمات لاحاصل تھے اور شاید یہ حالت وہی حالت ہو جس کا دعویٰ اہل تصوف کرتے ہین کیونکہ جب وہ اپنے آپ سے غایب اور بے ہوش ہوتے ہین اور اپنے باطن ہین مستغرق اور محو - تو اُس وقت وہ ایسے حالات دیکھتے ہین جو عقلی امور کے برخلاف ہوتے ہین - یا شاید یہ حالت حالت موت ہو - جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (لوگ سوئے ہوئے ہین جب مرینگے تب جاگین گے) پس ایسی صورت مین حیات دنیوی بہ نسبت عالم آخرت کے حالت خواب ہوگی اور جب کوئی مریگا اُسکو عالم آخرت کی اشیاء خلاف مشاہدہ عالم حیات کے ظاہر اور ثابت ہونگی اور اُس وقت یہ قول ثابت آئے گا (فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید)
(ہم نے کھول دیا تجھ سے تیرا پردہ پس تیری نظر آج تیز ہے)

فاذا مات ظهرت له الاشياء على خلاف ما شاهدها الآن ويقال له عند ذلك (فكشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد)

نفحات الا فتعرضوا لها والمقصود من هذه الکلمات ان یبذل کمال الجهد فی الطلب حتی ینتهی الی طلب ما لا یطلب فان الاولیاء لیست مطلوبة فانها حاضرة والحاضر اذا طلب فقد وتخفی ومن طلب ما لا یطلب فلا یتهم بالتقصیر فی طلب ما یطلب

اس لیے ہر شخص کو اسکا متر صد رہنا چاہئے۔ جیسے حضرت سرورِ کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (تمہاری زندگی کے ایام میں خدا کی رحمت کی بہت سی لپٹیں (یعنی خوشبوئیں) ہیں۔ پس تم اُنکی تاک میں رہو) اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ اُسکی طلب[1] میں کمال جدوجہد کرو۔ یہانتک کہ طلب تمہاری طلب مالایطلب[2] تک پہونچ جاوے (یعنی اُس چیز تک پہونچ جاوے جو طلب تمہاری سے بالاتر ہو) کیونکہ اولیا[3] مطلوب نہیں ہیں کیں لیے کہ وہ تو حاضر ہیں اور حاضر طلب کرنے سے گم اور مختفی ہوجاتا ہے۔

[1] یعنی طلب کشف حقایق میں بواسطہ اُس نور کے جس سے شرح صدر مراد ہے کوشش کرو۔

[2] مالا یطلب سے مراد کشف حقائق ہے جو عقل کی طلب سے بالاتر ہے اور عقل اُس کی طلب میں قاصر ہے۔

[3] مطلوب وہی ہوتا ہے جو طالب سے غایب ہو اور اُس کے قبضہ اقتدار فعلی سے باہر۔ حضور شے اور طلب شے میں تضاد کلی ہے جس شے کا مطلوب ہونا قرار دیا جائیگا۔ اُسکا غایب ہونا واجب ہوگا۔ اور حاضر ہونا محال ہے اسی طرح جو شے حاضر ہو اُسکا مطلوب ہونا محال ہے۔ پس جس شے کو حاضر مانا جائیگا وہ مطلوب نہوگی۔ اس لیے فرماتے ہیں کہ حاضر طلب کرنے سے گم ہوجاتا ہے

پس جس شخص نے یہ گمان کیا ہے کہ کشف (حقایق) صرف دلائل پر موقوف و منحصر ہے اُس نے اللہ تعالےٰ کی رحمت وسیع کو تنگ اور محدود کر دیا۔ جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معنے شرح صدر آیت فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام پوچھے گئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (وہ ایک نور ہے جسکو اللہ تعالےٰ دل میں ڈال دیتا ہے) پھر پوچھا گیا کہ اُس کی علامت کیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (دنیا سے مُنہ پھیرنا جو دار غرور ہے۔ اور عاقبت کی طرف رجوع کرنا جو دار پائیدار ہے) اور یہی مطلب ہے اُس حدیث کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے خلقت کو اندھیرے میں پیدا کیا پھر اُن پر اپنا نور چھڑکا) پس اس نور سے کشف کو طلب کرنا چاہیئے نہ صرف دلائل عقلیہ سے۔ اور چونکہ یہ نور جو دو رحمت الٰہی سے بعض مستعدوں کے دلوں میں پڑتا ہے۔

موقوف علی الادلۃ المجردۃ فقد ضیق رحمۃ اللہ الواسعۃ ولما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشرح ومعناہ فی قولہ تعالیٰ (فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام) فقال (ھو نور یقذفہ اللہ تعالیٰ فی القلب) فقیل وما علامتہ فقال (التجافی عن دار الغرور والانابۃ الی دار الخلود) وھو الذی قال علیہ السلام فیہ ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیھم من نورہ فمن ذلک النور ینبغی ان یطلب الکشف فذلک النور ینبجس من الجود الالٰھی فی بعض الاحایین ویجب الترصد لہ کما قال علیہ السلام ان لربکم فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا

الحق لا یعدو عن هذه الاصناف الاربعة فهؤلاء هم السالکون سبل طلب الحق فان شذ الحق عنهم فلا یبقی فی درک الحق مطمع اذ لا مطمع فی الرجوع الی التقلید بعد مفارقته اذ من شرط المقلد ان لا یعلم انه مقلد فاذا علم ذلک انکسرت زجاجة تقلیده وهو شعب لا یرأب وشعث لا یلم بالتلفیق والتألیف

حق ان چار فرقون سے باہر نہین (یعنی ایک ان چارون مین سے حق پر ہے) کہ یہی لوگ حق کے طالب اور حق کی تالاش مین ہین - اگر ان سے بھی حق باہر ہو تو پھر حق کے ملنے کی کوئی اُمید نہین ہے - جیسے تقلید چھوڑکر پھر تقلید کی طرف رجوع کرنے کی اُمید نہین رہتی - اور مقلد جبھی تک مقلد ہے - جب تک یہ جانے کہ مین متقلد[1] ہون - اور جب مقلد نے یہ جانا کہ مین مقلد ہون تو اُسکی تقلید کا شیشہ ٹوٹ گیا - اور ایسا بال اور شگاف اُسمین آیا کہ پھر ملانے اور جوڑنے

[1] نوٹ :- ہر مقلد علے قدر اپنے حال کے محقق ہوتا ہے کیونکہ تقلید سے پہلے وہ جس امر مین جسکی تقلید کرتا ہے - اپنے خیال مین پہلے سمجھ لیتا ہے کہ یہ امر حق ہے جب تقلید کرتا ہے - تو گویا اپنے تحقیق پر عمل کرتا ہے اور محقق ہے - اسلیئے مقلد کے لیئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے مقلد ہونیکو نہ جانے ورنہ مقلد نہ ہوگا یہان اُن میانجی صاحب کی حکایت خوب یاد آئی - جن کے پاس گھر سے نائی آیا تھا - اور اُسنے رو کر کہا کہ آپ کی بیوی رانڈ ہوگئی - یہ سُن کر وہ بھی رونے لگے - لوگون نے پوچھا کہ جناب آپ تو زندہ ہین پھر آپ کی بیوی کیسے رانڈ ہوئی - اور آپ کیون روتے ہین - کہا کہ یہ تو سچ ہے مگر مصرعہ
گھر سے آیا ہے معتبر نائی ٭ مگر یہ اطلاع رہے کہ یہان تقلید کے چھوڑنے سے تقلید کسی امام آئمہ اربعہ کی چھوڑنی مراد نہین ہے کلام کو اپنے مقام کے لحاظ سمجھنا چاہیئے - اور اسکو یاد رکھیئےگا
المقلد فی الشریعة ناجٍ والمقلد فی الطریقة هالک

القول في اصناف الطالبين

ولما شفاني الله تعالى من هذا المرض بفضله وسعة جوده انحصرت اصناف الطالبين عندي في اربع فرق المتكلمون وهم يدعون انهم اهل الرأي والنظر والباطنية وهم يزعمون انهم اصحاب التعليم والمخصوصون بالاقتباس من الامام المعصوم والفلاسفة وهم يزعمون انهم اهل المنطق والبرهان والصوفية وهم يدعون انهم خواص الحضرة واهل المشاهدة والمكاشفة فقلت في نفسي

اور جو کوئی[1] بالا یطلب کی طلب کرتا ہے اُسپر کوئی اتہام تقصیر کا طلب ما یطلب مین نہین لگایا جاتا۔

قول ٢ - اصناف طالبین کے بیان مین

جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے شفا بخشی تو مین نے طالبان حق کو چار فرقون مین پایا۔
ایک متکلمین ہین اور وہ دعویٰ کرتے ہین کہ ہم اہل رائے اور اہل نظر ہین۔
دوسرے باطنیہ ہین جو یہ گمان کرتے ہین کہ ہم اصحاب تعلیم ہین۔ اور امام معصوم سے اقتباس انوار مین مخصوص ہین۔
تیسرے فلاسفہ ہین جن کا یہ زعم ہے کہ ہم اہل منطق و برہان ہین۔
چوتھے صوفیہ ہین جو خاصان درگاہ الٰہی ہین اور صاحبان مشاہدہ و مکاشفہ ہین۔ تب مین نے اپنے جی مین کہا کہ

[1] یعنی عرفا جو کشف حقایق کے طالب ہین جس کی طلب مین عقلا قاصر ہین اُن پر یہ اتہام کوئی نہین لگا سکتا ہے کہ وہ ایسی چیزون کی طلب مین قاصر ہین جن چیزون کو عقلا بھی طلب کرسکتے ہین۔ حاصلکلام یہ ہے کہ جب عرفا مقصود اعلیٰ کی طلب مین قاصر نہین۔ تو اُن کو یہ کون کہہ سکتا ہے کہ دوسرے مطالب مین قاصر ہون گے ١٢

نے لوگون کے دلون مین وسوسے ڈال کر ایسی بدعات
کھڑی کردین - جو عقیدہ اہل سنت کے برخلاف تھین - اور وہ
لوگ اُن بدعات پر مصر ہوئے - اور قریب تھا کہ عقیدہ
اہل حق مین تشویش پڑجاوے - تب اللہ تعالےٰ نے
متکلمین کا گروہ پیدا کیا اور اُن کے دلون مین سنت کی
نصرت کرنے کا داعیہ ڈالا تاکہ کلام مرتب اور دلایل سے
بدعتیون کی اُن نئی بدعتون کی قلعی کھولین جو سنت ماثورہ
کے برخلاف ہین - اس طرح سے علم کلام اور متکلمین پیدا
ہوئے ان مین سے بعض متکلمین نے لوگون کو راہ حق کی
طرف لانے پر خوب ہی اعتراض دفع کیے - اور جو
عقیدہ اُن کو حضرت نبوت سے پہونچا تھا اُسپر تیر اندازون
کا بخوبی مقابلہ کیا - اور جو بدعات اُس کے اندر اہل بدعت نے
پیدا کردیئے تھے اُنکو دُور کیا - لیکن متکلمین نے اِسبارہ
مین بعض مقدمات مسلمہ خصم پر اعتبار و اعتماد کیا - ان امور
مسلمہ کی تسلیم پر مباحثات اور مناظرات مین - یا تو تقلید
کے سبب سے مجبور ہوئے یا اجماع امت کی
جہت سے - یا خود اُنھون نے قرآن و حدیث
سے لیکر انھین قبول کرلیا - یہ لوگ فریق
مخالف کے مقابلہ مین اکثر امور مسلمہ سے کام

في وساوس الشيطان أمورا مخالفة للسنة فلهجوا بها وكادوا يشوشون عقيدة الحق على أهلها فأنشأ الله تعالى طائفة المتكلمين وحرك دواعيهم لنصرة السنة بكلام مرتب يكشف عن تلبيسات أهل البدع المحدثة على خلاف السنة المأثورة فمنه نشأ علم الكلام وأهله فلقد قام طائفة منهم بما ندبهم الله تعالى إليه فأحسنوا الذب عن السنة والنضال عن العقيدة المتلقاة بالقبول من النبوة والتغيير في وجه ما أحدث من البدعة ولكنهم اعتمدوا في ذلك على مقدمات تسلموها من خصومهم واضطرهم إلى تسليمها إما التقليد أو إجماع الأمة أو مجرد القبول من القرآن والأخبار وكان أكثر خوضهم

الباطنية ومربعا بطريق الصوفية ومثلثا بتعليمات بطريق الفلسفة بعلم الكلام ومثنيا هذه الفرق مبتديا استقصاء ما عند هذه الطرق فابتدرت لسلوك اخرى مستجدة وتستانف لها صيغة الا ان يذاب بالنار

سے وہ نہین جڑتا۔ جب تک کہ اُسکو پھر آگ مین ڈال کر نہ گلایا جاوے اور نیا شیشہ نہ بنایا جاوے (یہ بات اپنے دل سے کہکر) مین نے ان چارون فرقون کے سلوک پر چلنے کا اور اس امر کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا کہ دیکھون ان کے پاس کیا کچھہ ہے۔ پہلے مین علم کلام پر عبور کرونگا۔ پھر علم فلسفہ پر۔ پہر تعلیمات باطنیہ پر۔ پہر طریق صوفیہ پر

القول فی بیان مقصود علم الکلام وحاصلہ

قول ۲ علم کلام کے مقصود اور اُسکے حاصل کے بیان مین

ثم انی ابتدأت بعلم الکلام فحصلته وعقلته وطالعت کتب المحققین منهم وصنفت فیه ما اردت ان اصنف فصادفته علما وافیا بمقصوده غیر واف بمقصودی وانما مقصوده حفظ عقیدة اهل السنة وحراستها عن تشویش اهل البدعة

سب سے پہلے مین نے علم کلام کو شروع کیا پھر مین نے اسکو تحصیل کیا اور اُسکو خوب سمجھا۔ اور انکے محققین کی کتابون کا مطالعہ کیا اور اُسمین کتابین تصنیف کین۔ تو مجھے ثابت ہوا کہ یہ علم اپنا مقصود تو پورا کرسکتا ہے لیکن میرا مقصود پورا نہین کرسکتا۔ اس علم کا مقصود یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کی حفاظت کرے اور اُسکو اہل بدعت کی تشویش سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندون کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے پہلے عقیدہ برحق سکھایا جسپر ان کی دین و دنیا کی بہتری منحصر تھی۔ جیسکہ قرآن مجید اور حدیث شریف اسپر گواہی دیتی ہین۔ بعدش شیطان

فقد القی الله تعالی الی عباده علی لسان رسوله عقیدة هی الحق علی ما فیه صلاح دینهم ودنیاهم کما نطق بمعرفتها القرآن والاخبار ثم القی الشیطان

یختلف باختلاف الادویة وما منها ینفع بعض الاشخاص ویضر بعضهم

القول فی حاصل علوم الفلسفة

وما منها یذم وما لا یذم وما یکفر قائله وما لا یکفر وما یبتدع فیه وما لا یبتدع وبیان ما سرقوه من کلام اهل الحق ومزجوه بکلامهم لترویج باطلهم فی درج ذلک وکیفیة حصول نفرة النفوس من ذلک الحق وکیفیة استخلاص الحقائق الحق الخالص من الزیف والبهرج من جملة کلامهم

ادویہ بہ حسب اختلاف امراض کے ہوتے ہین - اور بعض دوائین ایسی ہوتی ہین کہ ایک مریض کو تو اُن سے فائدہ ہوتا ہے اور دوسرے مریض کو اُن سے ضرر ہوتا ہے ۔

قول ۴ - فلسفہ کے حاصل کے بیان مین

اور اس بیان مین کہ کونسا امر ان کا ایسا ہے جسمین ان کی مذمت کرنی چاہیئے اور کونسا امر ان کا ایسا ہے جسمین ان کی مذمت نہ کرنی چاہیئے اور کونسا امر ان کا ایسا ہے جو قایل کو کافر کر دیتا ہے اور کون امر ایسا ہے جو کافر نہین کرتا ہے اور کونسا امر ایسا ہے جسمین ان کو مبتدع کہا جاتا ہے اور کونسا امر ہے جسمین ان کو مبتدع نہین کہا جاتا اور کون سے وہ امور ہین جنکو اُنہون نے اہل حق کی کلام سے اس لیئے چرا لیا ہے کہ اُسکے ذریعہ اپنی کلام باطل کی ترویج دین اور اس بیان مین کہ کس وجہ سے اس حق سے لوگون کو نفرت ہوجاتی ہے اور اس بیان مین کہ جو حقایق حق خالص کا صراف ہو وہ کیونکر اس سے خلاصی پاسکتا ہے اور ان کی کلام مین سے کھرے اور کھوٹے کو پرکھ سکتا ہے ٭

فی استخراج مناقضات الخصوم ومؤاخذتہم بلوازم مسلماتہم وہذا قلیل النفع فی جنب من لا یسلم سوی الضروریات شیئاً فلم یکن الکلام فی حقی کافیاً ولا لدائی الذی کنت اشکوہ شافیاً نعم لما نشأت صنعۃ الکلام وکثر الخوض فیہ وطالت المدۃ تشوف المتکلمون الی محاولۃ الذب عن السنۃ بالبحث عن حقائق الامور وخاضوا فی البحث عن الجواہر والاعراض واحکامہا ولکن لما لم یکن ذلک مقصود علمہم لم یبلغ کلامہم فیہ الغایۃ القصوی فلم یحصل منہ ما یمحق بالکلیۃ ظلمات الحیرۃ فی اختلافات الخلق ولا ابعد ان یکون قد حصل ذلک لغیری بل لست اشک فی حصول ذلک لطائفۃ ولکن حصولاً مشوباً بالتقلید فی بعض الامور التی لیست من الاولیات والغرض الآن حکایۃ حالی لا الانکار علی من استشفی بہ فان ادویۃ الشفاء

لیتے تھے۔ اور استخراج مطالب کا اُنہیں سے کرتے تھے
مگر یہ امر اُس شخص کے حق میں زیادہ مفید نہیں جو
سوائے ضروریات کے اَور کسی چیز کو نہ مانتا ہو۔ اِس لیئے
میرے حق میں یہ علم کلام کافی نہ تھا۔ اور جس مرض
کی مجھے شکایت تھی اُس کی شفا اس سے نہ ہوسکتی تھی
ہاں جب علم کلام نکلا اور اس میں بہت غور ہوتی رہی
تو دیر تک متکلمین عقاید اہل سنت سے اعتراضات کو
بذریعہ بحث حقایق امور کے دفع کرتے رہے۔ مگر اسمین
جواہر و اعراض اور اُن کے احکام کی بحث بہت بڑھ گئی۔
اور چونکہ اُن کے علم کا مقصود یہ نہ تھا۔ اس لیئے اُنکا کلام
مقصد اقصیٰ کو نہ پہونچا۔ اور اُس سے یہ بات حاصل
نہ ہوئی کہ ظلمات حیرت جو اختلافات خلق میں ہے
وہ بالکل دُور ہوجائے اور ممکن ہے کہ میرے سوائے
کسی اَور کو یہ فائدہ حاصل ہوا ہو۔ اور اسمین کچھ
شک نہیں ہے کہ بہت لوگوں کو اس سے فایدہ حاصل
ہوا ہے۔ مگر تاہم یہ حصول بعض امور میں جو اولیات سے نہیں
ہیں تقلید کی ملاوٹ سے خالی نہیں ہے۔ اور یہاں میری
غرض اپنے حال کی حکایت ہے نہ اُن لوگوں کا انکار جنکو اس
علم کلام سے شفا ہوچکی ہے۔ کیونکہ شفا کے لیئے مختلف

کوشش کی۔ اور یہ میری تحصیل صرف مطالعہ کتب فلسفہ کے ذریعہ سے بدون کسی معلم اور استاد کے تھی اور میرا یہ کام درس تدریس اور تصنیف علوم شرعیہ سے فراغت کے وقت ہوتا تھا۔ حالانکہ تین سَو طالبعلم مدرسہ بغداد مین مجھ سے علوم پڑھتے تھے اور فایدہ اُٹھاتے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے صرف مطالعہ ہی کے ذریعہ سے اُن متفرق اور عاریتی وقتوں مین دو سال سے بھی کم عرصہ مین علم فلسفہ کی انتہا درجہ تک مجھے پہونچادیا پھر مین ہمیشہ اسمین سوچ بچار کرتا رہا۔ اور ایک سال تک اُسی کو اُلٹ پھیر کرتا تھا اور دوہراتا تھا۔ اور اُسکے نقص اور مفاسد کی تلاش کرتا تھا۔ یہانتک کہ اسمین جو داؤ پیچ اور عمدہ اور خراب خیال تھے اُن سب پر مجھے اس قسم کی اطلاع حاصل ہوئی کہ جسمین مجھے کوئی شک باقی نہ رہا۔ اب آپ فلاسفہ کا حال اور ان کے علوم کے نتایج سُنئیے۔ مجھکو اس دریافت مین تحقیق ہوا کہ اگرچہ فلاسفہ کئی قسم کے ہین اور اُن کے علوم کئی قسم کے۔ مگر باایں ہمہ کثرت اُن سب پر کفر و الحاد کا داغ اور دھبا لگتا ہے گو اُنکے متقدمین

من الکتب بمجرد المطالعة من غیر استعانة باستاذ واقبلت علی ذلک فی اوقات فراغی من التصنیف والتدریس فی العلوم الشرعیة وانا ممنو بالتدریس والافادة لثلثمائة نفس من الطلبة ببغداد فاطلعنی اللہ سبحانہ بمجرد المطالعة فی هذه الاوقات المختلسة علی منتهی علومهم فی اقل من سنتین ثم لم ازل اواظب علی التفکر فیه بعد فهمه قریبا من سنة اعاوده واردده واتفقد غوائله واغواره حتی اطلعت علی ما فیه من خداع و تلبیس وتحقیق وتخییل اطلاعا لم اشک فیه فاسمع الآن حکایته وحکایة حاصل علومهم فانی رایتهم اصنافا ورایت علومهم اقساما وهم علی کثرة اصنافهم یلزمهم وصمة الکفر والالحاد وان کان بین القدماء منهم والاقدمین وبین الاواخر منهم والاوائل

علم کلام سے فارغ ہوکر مین نے علم فلاسفہ کا دیکھنا شروع کیا
اور مین نے یقین کرلیا کہ جب تک کوئی شخص کسی علم کو
اُسکی حد و انتہا تک تحصیل نکرے جس کے ذریعے سے
اُس علم کے اعلے درجے کے عالم و فاضل سے
مساوات اور ہمسری کرسکے تب تک اُس علم کے
نقص اور عیوب پر بخوبی مطلع نہین ہوسکتا بلکہ جب
اُس درجہ سے بڑھکر اُن حقایق اور نشیب و فراز پر
اطلاع پائے جنپر اُس علم کا اصلی عالم بھی مطلع نہین
ہوسکتا۔ تب اُس کی نکتہ چینی اُس علم پر قابل لحاظ اور
لائق اعتماد ہوسکتی ہے۔ لیکن علمائے اسلام مین سے ایسا
کوئی عالم میری نظر نہین پڑا جس نے اپنی ہمت اور توجہ
اُسکی طرف اسقدر کی ہو اور جو بعض مسایل فلسفہ کے بنظر تردید
متکلمین کی کتابون مین درج تھے وہ ایسے گھٹل اور متفرق اور
صریح متناقض اور فاسد تھے جن پر کوئی عامی نادان بھی دھوکا
نہین کھاسکتا چہ جائیکہ وہ شخص جو دقایق علوم کے سمجھنے کا
ارادہ رکھتا ہو۔ پس ان سب امور سے مجھے معلوم ہوا کہ
کسی مذہب کی تردید کرنا بدون اُسکے کنہ اور ماہیت
دریافت کرنے کے ایسا ہے جیساکہ اندھیرے مین تیر چلانا
اس لیئے مین نے اس علم فلسفہ کی تحصیل مین نہایت درجہ کی

ثم انی ابتدأت بعد الفراغ من علم الکلام بعلم الفلسفة وعلمت یقینا انه لا یقف علی فساد نوع من العلوم من لا یقف علی منتهی ذلک العلم حتی یساوی اعلمهم فی اصل العلم ثم یزید علیه ویجاوز درجته فیطلع علی ما لم یطلع علیه صاحب العلم من غوره وغائلة فاذ ذاک یمکن ان یکون ما یدعیه من فساده حقا ولم ار احدا من علماء الاسلام صرف عنایته وهمته الی ذلک ولم یکن فی کتب المتکلمین من کلامهم حیث اشتغلوا بالرد علیهم الا کلمات معقدة مبددة ظاهرة التناقض والفساد لا یظن الاغترار بها بغافل عامی فضلا عمن یدعی دقائق العلوم فعلمت ان رد المذهب قبل فهمه والاطلاع علی کنهه رمی فی عمایة فشمرت عن ساق الجد فی تحصیل ذلک

ہین اور نیز علم تشریح اعضائے حیوانات مین بہت غور کیا ہے جس سے کہ اُنھین اللہ تعالی کے عجایب صنع اور بدایع حکمت اس کثرت سے نظر آئین کہ وہ ایسے قادر حکیم کے اعتراف اور اقرار پر جو ہر ایک امر اور مقصد کے غایات پر مطلع ہووے مجبور ہوئے جو شخص علم تشریح اور عجایب منافع اعضا کا مطالعہ کرتا ہے اُسکو اس امر کا علم ضروری حاصل ہوجاتا ہے کہ بنیت حیوان اور خصوصاً بنیت انسان کا بانی کمال تدبیر رکھتا ہے - اور بڑا مدبر ہے - مگر چونکہ یہ لوگ طبیعت کے حالات مین بہت خوض و غور کرتے رہتے ہین اس لیئے اُن کو یہ ظاہر ہوا کہ قوام قوائے حیوانی مین اعتدال مزاج کی بڑی تاثیر ہے - اور اس سے اُن کو یہ گمان ہوگیا کہ انسان مین جو قوت عاقلہ ہے وہ بھی اُن کی مزاج کے تابع ہے - اور جب وہ مزاج نہین رہتا تو قوت عاقلہ بھی جاتی رہتی ہے اور جب وہ جاتی رہتی ہے اور معدوم ہوجاتی ہے تو پھر نہین آتی - کیونکہ عقلاً اعادہ معدوم کا نہین ہوسکتا - اس سے انھون نے یہ گمان کیا کہ نفس بھی جب مرجائیگا تو پھر عود نہ کریگا - اور اس گمان سے وہ آخرت کے اور دوزخ اور بہشت اور حشر و حساب کے منکر ہوگئے - پس اُن کے

وأكثروا الخوض في علم تشريح أعضاء الحيوانات ورأوا فيها من عجائب صنع الله تعالى وبدائع حكمته ما اضطروا معه إلى الاعتراف بفاطر حكيم مطلع على غايات الأمور ومقاصدها ولا يطالع التشريح وعجائب منافع الأعضاء مطالع إلا ويحصل له هذا العلم الضروري بكمال تدبير الباني لبنية الحيوان لا سيما بنية الإنسان إلا أن هؤلاء لكثرة بحثهم عن الطبيعة ظهر عندهم لاعتدال المزاج تأثير عظيم في قوام قوى الحيوان فظنوا أن القوة العاقلة من الإنسان تابعة لمزاجه أيضا وأنها تبطل ببطلان مزاجه فتنعدم ثم إذا انعدمت فلا يعقل إعادة المعدوم كما زعموا فذهبوا إلى أن النفس تموت ولا تعود فجحدوا الآخرة وأنكروا الجنة والنار والحشر والنشر والقيامة والحساب

تفاوت عظیم فی البعد عن الحق والقرب منه

فصل فی اصنافهم وشمول سمة الکفر کافتهم

بہ نسبت متاخرین کے حق سے زیادہ تر بعید تھے ۔

فصل فلاسفہ کے اقسام اور اُن کے کفر کے بیان مین

واضح ہو کہ اگرچہ فلاسفہ کے فرقے بہت سے ہین اور اُن کے مذاہب مختلف ہین ۔ لیکن باایںہمہ وہ تین قسم پر منقسم ہوتے ہین ۔ دہریہ ۔ طبیعیہ ۔ الٰہیہ ۔

پہلی قسم دہریون کی

یہ فلاسفہ متقدمین کا ایک فرقہ ہے جو صانع حقیقی اور مدبر عالم اور قادر مطلق سے منکر ہے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا بذاتِ خود اسی طرح سے جیسی اَب ہے موجود ہے بدون کسی صانع کے ہمیشہ حیوان سے نطفہ اور نطفہ سے حیوان ہوتا رہتا ہے اسی طرح ہوتا رہا ہے اور اسی طرح ہوتا رہیگا ۔ اس لیے دنیا ازلی و ابدی ہے یہ فرقہ زندیقون کا ہے ۔

دوسری قسم طبیعیون کی

یہ وہ قوم ہے جنہون نے عالم طبیعت مین بکثرت بحث کی ہے اور حیوانات اور نباتات کے عجائبات اور غرائبات

اعلم انهم علی کثرة فرقهم واختلاف مذاهبهم ینقسمون الی ثلاثة اقسام الدهریون والطبیعیون والالٰهیون الصنف الاول الدهریون وهم طائفة من الاقدمین جحدوا الصانع المدبر العالم القادر وزعموا ان العالم لم یزل موجودا کذلک بنفسه بلا صانع ولم یزل الحیوان من النطفة والنطفة من الحیوان کذلک کان وکذلک یکون ابدا وهؤلاء هم الزنادقة والصنف الثانی الطبیعیون وهم قوم اکثروا بحثهم عن عالم الطبیعة وعن عجائب الحیوان والنبات

بقایا لم یوفق للنزوع منها فوجب تکفیرهم وتکفیر متبعیهم من المتفلسفة الاسلامیین کابن سینا والفارابی وغیرهما علی انه لم یقم بنقل علم ارسطاطالیس احد من متفلسفة الاسلامیین کقیامهما وما نقله غیرهما لیس یخلو من تخبیط وتخلیط یتشوش فیه قلب المطالع حتی لا یفهم وما لا یفهم کیف یرد او یقبل ومجموع ما صح عندنا من فلسفة ارسطاطالیس بحسب نقل هذین الرجلین ینحصر فی ثلاثة اقسام قسم یجب التکفیر به وقسم یجب التبدیع به وقسم لا یجب انکاره اصلا فلنفصله

کا بقیہ اُس سے بھی رہگیا جسکے نکالنے کی توفیق اُسکو حاصل نہ ہوئی۔ پس اُن کے اور اُنکے متبعان متفلسفہ اسلامیین کی جیسے ابن سینا اور فارابی یا اَور ان جیسے ہین تکفیر واجب ہوئی اِس وجہ سے کہ علم ارسطا طالیس پر قیام اور اُسکی نقل متفلسفہ اسلامیین مین سے اَور کسی نے ایسی نہین کی جیسی ان دونون نے کی ہے۔ اور اَورون نے ایسا خلط ملط بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا تشویش مین پڑجاتا ہے اور مطلب اُن کا نہین سمجھا جاتا۔ اور جب سمجھا نہین جاتا تو کیا اُسکو رَدّ کرے اور کیا قبول۔ اور مجموعہ اقوال فلسفت ارسطا طالیس کا جو اِن دونون شخصون کے ذریعے سے ہم تک پہونچا ہے ہمارے نزدیک تین قسمون مین منحصر ہے ایک قسم پر تو تکفیر واجب آتی ہے۔ اور ایک قسم کو بدعت کہا جاتا ہے اور ایک قسم ایسی ہے کہ اُسکے انکار کی ضرورت نہین۔ پس اب ہم اُن کو مفصل بیان کرتے ہین۔

فصل ۲ فلاسفہ کے علمون کے اقسام مین

جس غرض کے لیے ہم علوم کی تلاش کر رہے ہین اُسکے لحاظ سے فلاسفہ کے علوم چھ قسم پر منقسم ہین۔

فصل اقسام علومهم اعلم ان علومهم بالنسبة الی الغرض الذی نطلبه ستة اقسام

فلم یبق عندهم للطاعة ثواب ولا للمعصیة عقاب فانحل عنهم اللجام وانهمکوا فی الشهوات انهماک الانعام وهؤلاء ایضا زنادقة لان اصل الایمان هو الایمان بالله والیوم الآخر وهؤلاء جحدوا الیوم الآخر وان آمنوا بالله وبصفاته

نزدیک نہ تو بندگی کا ثواب ہے اور نہ گناہ کا عذاب۔ اُنکے مُنھ سے لگام اُتر گئی۔ اور لذّات و شہوات مین ایسے غرق ہوگئے جیسے مویشی۔ یہ فرقہ بھی زندیقون کا ہے کیونکہ اصل ایمان یہ ہے کہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاسئے اور یہ لوگ اگرچہ اللہ تعالیٰ پر اور اُس کی صفات پر ایمان رکھتے ہین مگر یوم آخرت سے مُنکر ہین۔

تیسری قسم فلاسفہ الٰہیون کی

یہ فلاسفہ متاخرین ہین۔ جیسے سقراط جو افلاطون کا اُستاد تھا اور افلاطون جو ارسطاطالیس یعنی ارسطو کا اُستاد تھا۔ اور یہی ارسطا طالیس ہی نے علم منطق کو لکھا اور علوم کو آراستہ و پیراستہ کیا۔ اور علم کے مادہ کا ایسا خمیر تیار کیا جو اِس سے پہلے نہ تھا۔ اور جو علم و مسایل خام تھے اُن کو پختہ کیا اور جو علوم سابق مین تنگ اور مشکل تھے اُن کو واضح کیا۔ فلاسفہ الٰہیون نے عموماً پہلے دونون فریق فلاسفہ یعنی دہریہ اور طبعیہ کو رد کیا ہے اور اُن کے قبایح اسقدر بیان کیے ہین کہ اب اَوروں کو اسمین ضرورت تکلیف اُٹھانے کی نہین رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو مومنین سے ٹال دیا۔ پھر ارسطو نے افلاطون اور سقراط کے اور نیز اُسکے متقدمین فلاسفہ الٰہیین کی بخوبی تردید کی۔ مگر اُن کے عقاید کفریہ اور بدعات کے رذایل

الصنف الثالث الالهیون وهم المتاخرون منهم مثل سقراط وهو استاذ افلاطون وافلاطون استاذ ارسطاطالیس وارسطاطالیس هو الذی رتب لهم المنطق وهذب لهم العلوم وخمر لهم ما لم یکن مخمرا من علومهم وانضج لهم ما کان فجا من علومهم وهم بجملتهم ردوا علی الصنفین الاولین من الدهریة والطبیعیة واوردوا فی الکشف عن فضائحهم ما اغنوا به غیرهم وکفی الله المؤمنین القتال بتقاتلهم ثم رد ارسطاطالیس علی افلاطون وسقراط ومن کان قبلهم من الالهیین ردا لم یقصر فیه حتی تبرأ عن جمیعهم

فليت شعري على ما ان
الحق مع التقليد والانكار
للحسن وتحسينه
ممن يبحث عن الحق
هذا التقليد وقال
مستندا لسواه
واذا قيل له الحاذق
في صناعة واحدة
ليس يلزم ان يكون
حاذقا في كل صناعة

کہ دین سے انکار کرنا بھی اُس کا حق اور درست ہے (نعوذ باللہ منہا) بہت سے لوگ آپ نے دیکھے ہونگے جو صرف اتنی ہی بات سے گمراہ ہوگئے جن کے پاس سوائے اس کے اَور کوئی سند نہین ہے ایسے لوگون سے یون کہنا چاہیئے کہ دیکھو جو شخص ایک علم مین کامل مہارت رکھتا ہو اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ہر ایک علم مین کامل مہارت رکھتا ہو مثلاً جو شخص علم فقہ اور علم کلام مین ماہر ہو ضرور نہین کہ وہ طبیب حاذق بھی ہو اور جو شخص علم معقول سے ناواقف ہو تو ضرور نہین کہ علم نحو سے بھی جاہل ہو۔ بلکہ ہر مردے و ہر کارے کا معاملہ ہے۔ جو لوگ ایک ہنر مین دستگاہ کامل رکھتے ہین وہ لوگ اُسی ہنر کے میدان کے شہسوار ہوتے ہین دوسرے ہنرون مین جاہل اور احمق ہوتے ہین ۔ اور اسکو جاننا چاہیئے کہ ریاضیات مین پہلا کلام اگرچہ برہانیہ ہے مگر الٰہیات مین وہ بالکل ایک قیاس اور تخمینہ ہے اور اسکو وہی شخص خوب جانتا ہے جو تجربہ کار اور حقیقت پر غور کرنیوالا ہے۔ مگر جب یہ تقریر ایسے شخص کے سامنے کیجاویگی جو محض اُن کی تقلید سے ملحد ہوگیا ہے تو وہ اسکو کبھی نہین مانیگا۔ بلکہ اَور نفسانیت اسمین پیدا ہوجائیگی

فلا يلزم ان يكون
الحاذق في الفقه
والكلام حاذقا
في الطب وان
يكون الجاهل
بالعقليات جاهلا
بالنحو بل لكل صناعة
اهل بلغوا
فيها البراعة والسبق
وان كان الحمق والجهل
قد يلزمهم في غيرها
فكلام الاوائل
في الرياضيات
برهاني وفي الالهيات
تخميني

الهوى
غلبة علمه
العقل يقبل
زعمه متوهم
التقليد لم
الذي الحد
اذا قرر على
وخاض فيه فاذا

رياضية ومنطقية وطبيعية وإلهية وسياسية وخلقية. أما الرياضية فتتعلق بعلم الحساب والهندسة وعلم هيئة العالم وليس يتعلق شيء منها بالأمور الدينية نفياً وإثباتاً بل هي أمور برهانية لا سبيل إلى مجاحدتها بعد فهمها ومعرفتها وقد تولدت منها آفتان الأولى من ينظر فيها يتعجب من دقائقها ومن ظهور براهينها فيحسن بسبب ذلك اعتقاده في الفلاسفة ويحسب أن جميع علومهم في الوضوح ووثاقة البرهان كهذا العلم ثم يكون قد سمع من كفرهم وتعطيلهم وتهاونهم بالشرع ما تناولته الألسن فيكفر بالتقليد المحض ويقول لو كان الدين حقاً لما اختفى على هؤلاء مع تدقيقهم في هذا العلم فإذا عرف بالتسامع كفرهم وجحدهم

ریاضی ۔ منطق ۔ طبیعی ۔ الٰہی ۔ سیاست مدن ۔ علم اخلاق ۔ علم ریاضی ان علوم مفصلہ ذیل پر داخل ہین ۔ حساب ۔ ہندسہ ۔ ہیئت عالم ۔ ان مین سے کوئی بھی امور دینیہ سے تعلق نہین رکھتا نہ از روئے نفی کے نہ از روئے اثبات کے ۔ بلکہ یہ سب امور براہنیہ ہین ۔ جن کے سمجھنے اور سوچنے کے بعد ان کا انکار نہین کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن ان علوم ریاضیہ سے دو آفتین پیدا ہوجاتی ہین ۔

اوّل آفت یہ کہ جو شخص ان علوم کو دیکھتا ہے اُنکے باریک دقایق اور پختہ اور واضح دلایل سے متعجب ہوجاتا ہے اسلیئے فلاسفہ کو وہ اچھا جاننے لگتا ہے ۔ اور اُس کے دل مین یہ گمان فاسد راسخ ہوجاتا ہے کہ فلاسفہ کے سارے علوم وضوح اور وثاقت برہان مین ایسے ہی پختہ ہین ۔ جیساکہ یہ علم ریاضی ہے بعدازین اُسکے کان مین اُن کے وہ کفریات اور لغویات پہونچتے ہین جو امور شرعیہ کے برخلاف اُنکی زبان زد ہین ۔ پس محض تقلید سے اُن اقوال کو مان کر کافر ہوجاتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اگر دین اسلام ہوتا تو فلاسفہ پہ کیون مخفی رہتا ہے باوجودیکہ ان لوگون نے اسمین بہت تحقیق و تدقیق کی ہے اور پھر وہ یہ سمجھتا ہے

ان اعتقد ان الاسلام مبنی علی الجہل وانکار البرہان القاطع فیزداد للفلسفۃ حبا وللاسلام بغضا ولقد عظم علی الدین جنایتہ من ظن ان الاسلام ینصر بانکار ہذہ العلوم ولیس فی الشرع تعرض لہذہ العلوم بالنفی والاثبات ولا فی ہذہ العلوم تعرض للامور الدینیۃ وقولہ علیہ السلام ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رأیتم ذلک فافزعوا الی ذکر اللہ تعالی والی الصلاۃ لیس فی ہذا ما یوجب انکار علم الحساب المعرف بمسیر الشمس والقمر واجتماعہما او مقابلتہما علی وجہ مخصوص واما قولہ لکن اللہ اذا تجلی لشیء خضع لہ فلیس توجد ہذہ الزیادۃ فی الصحاح اصلا

دلایل مین تو شک نہ پڑا بلکہ اسلام کی نسبت یہہ گمان ہوگیا کہ اسلام کی بناء جہل اور انکار برہان قاطع پر ہے۔ اس لیئے اُن کے دل مین فلسفہ کی محبت بڑہ گئی اور اسلام کی عداوت جم گئی (نعوذ باللہ منہا) بیشک اُن لوگون نے بہت بُرا کیا ہے جنکے دل مین یہ بات بیٹھ گئی کہ دین اسلام کی نصرت علوم ریاضتیہ کے انکار سے ہوسکتی ہے حالانکہ شریعت مین ان علوم کی بابت کوئی تذکرہ نہین ہے نہ بطور انکار کے نہ بطور اقرار کے اور نہ ان علوم مین امور دینیہ کی بابت کچھہ مزاحمت ہے۔ اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (سورج اور چاند اللہ تعالی کے نشانون مین سے دو نشان ہین۔ ان کا کسوف اور خسوف کسی کی موت اور زندگی سے نہین ہوتا۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ تعو کا ذکر کرو) ان بیانات مین علم حساب کا انکار نہین نکلتا جس سے سورج اور چاند کی حرکت اور اُن کا اجتماع اور مقابلہ خاص خاص وجہ پر معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ الفاظ منسوب بہ حدیث کہ لکن اللہ اذا تجلّے لشیٔ خضع لہٗ (یعنی جب اللہ تعالی کسی چیز کو اپنا جلوہ دکہاتا ہے تو وہ چیز اُسکے سامنے جہک جاتی ہے) علم حدیث کی صحیح کتابون مین پائی نہین جاتی۔ یہ بیان ست

وشهوة البطالة وحب التكايس على التصيع على تحسين الظن بهم في العلوم كلها فهذه آفة عظيمة لاجلها يجب زجر كل من يخوض في تلك العلوم فانها وان لم تتعلق بامر الدين لكن لما كانت من مبادي علومهم يسري اليه شرهم وشومهم فقل من يخوض فيها الا وينخلع من الدين وينحل عن راسه لجام التقوى الآفة الثانية نشأت من صديق للاسلام جاهل ظن ان الدين ينبغي ان ينصر بانكار كل علم منسوب اليهم فانكر جميع علومهم وادعى جهلهم فيها حتى انكر قولهم في الكسوف والخسوف وزعم انما قالوه على خلاف الشرع فلما قرع ذلك سمع من عرف ذلك بالبرهان القاطع لم يشك في برهانه

اور غلبہ ہوا اور شہوت بطالت اور محبت ضلالت سے اس بات پر مستعد ہوگا کہ جمیع علوم میں فلاسفہ کی تحسین کرے یہ ایک اور بڑی آفت اسپر آئی۔ اس لیئے علوم ریاضیہ پر بہت غور کرنے والے کو روکنا اور ٹوکنا چاہیئے کیونکہ یہ علوم اگرچہ علم دین سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے لیکن علوم فلسفہ کے مبادی اور آغاز ہیں۔ اس لیئے فلاسفہ کا شر اور شومی اس طالب علم میں بھی سرایت کرجاتی ہے اور ایسے آدمی بہت کم ہیں جو علوم ریاضیہ میں غور کریں۔ اور دین سے الگ نہو دیں۔ اور تقوی کی لگام اپنے مونھ سے نہ نکالیں۔

دوسری آفت وہ ہے جو اسلام کے نادان دوستا سے پیدا ہوتی ہے۔ انھوں نے یہ گمان کیا کہ جمیع علوم جو فلاسفہ کی طرف منسوب ہیں اُن سے انکار کرنا نصرت اسلام ہے اور یہ گمان اُن کا یہانتک بڑھا کہ کسوف اور خسوف کے باب میں جو اُن کے اقوال ہیں اُنسے بھی انکار کردیا۔ اور سمجھا کہ یہ اقوال خلاف شرع ہیں اور جب اس کو ایسے لوگوں نے سُنا جو مسایل ریاضیہ کو دلایل اور برہان قاطع سے درست اور صحیح سمجھ چکے تھے اور یقین کر چکے تھے تو اُن کو اُن

ان کل انسان حیوان لزم ان بعض الحیوان انسان ویعبر عن هذا بان الموجبة الکلیة تنعکس موجبة جزئیة وای تعلق لهذا بمهمات الدین حتی یجحد وینکر

ہر ایک انسان حیوان ہے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ بعض حیوان انسان ہین - اور اہل منطق اپنی اصطلاح مین اس مسئلہ کو یون بیان کرتے ہین کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہے اس مسئلہ کو امور دینیہ اور مسایل اسلامیہ سے کچھہ تعلق نہین کہ اسکو ضرور مانا جاوے یا انکار کیا جاوے - اگر کوئی مسلمان اس سے انکار کرے تو اس سے اہل منطق کے دل مین صرف منکر ہی کی عقل پر بدظنی نہین آئیگی بلکہ اُس کے دین پر آئیگی جسکو اُس منکر نے اس انکار پر منحصر سمجھ رکھا ہے - ہان گو کہ علم منطق مین فی نفسہ کوئی امر ایسا نہین ہے جو اس سے انکار کیا جاوے مگر فلاسفہ) اہل منطق نے اُسمین کئی خرابیان کر رکھی ہین (اور داؤپیچ اپنے رکھے ہوئے ہین یعنے) پہلے تو خود اُنہون نے برہان اور دلیل کے لیئے ایسے شرایط قایم کیئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بے شک ان سے علم یقینی حاصل ہوسکتا ہے - لیکن جب مقاصد دینیہ پر پہنچے تو ان شرائط کا ایفا نہ کیا اور نہایت تساہل سے اُن کو اُڑا گئے -

اور دوسری یہ کہ اُنھون نے اس علم مین اپنی کفریات ملا رکھی ہین اور انکو اسمین نقل کیا ہے پس) جو شخص علم منطق کو پسند کرتا ہے اور اُسکو ایک واضح اور مدلل علم سمجھتا ہے وہ اکثر علم الٰہیات کے کفریات کو بھی جو علم منطق مین بطور نقل کے بیان ہوتے ہین یہی خیال

فاذا انکر لم یحصل من انکاره عند اهل المنطق الا سوء الاعتقاد فی عقل المنکر بل فی دینه الذی یزعم انه موقوف علی مثل هذا الانکار نعم لهم نوع من الظلم فی هذا العلم وهو انهم یجمعون للبرهان شروطا یعلم انها تورث الیقین لا محالة لکنهم عند الانتهاء الی المقاصد الدینیة ما امکنهم الوفاء بتلك الشروط بل تساهلوا غایة التساهل وربما ینظر فی المنطق ایضا من یستحسنه ویراه واضحا فیظن ان ما ینقل عنهم من الکفریات

فهذه حکم الریاضیات وآفاتها وأما المنطقیات فلا یتعلق شیء منها بالدین نفیا وإثباتا بل هي النظر في طرق الأدلة والمقاییس وشروط مقدمات البرهان وکیفیة ترکیبها وشروط الحد الصحیح وکیفیة ترتیبه وأن العلم إما تصور وسبیل معرفته الحد وإما تصدیق وسبیل معرفته البرهان ولیس في هذا ما ینبغي أن ینکر بل هو من جنس ما ذکره المتکلمون وأهل النظر في الأدلة وإنما یفارقونهم بالعبارات والاصطلاحات وبزیادة الاستقصاء في التعریفات والتشعیبات ومثال کلامهم فیها قولهم إذا ثبت أن کل أ ب لزم أن بعض ب أ أي إذا ثبت

ریاضیہ کا اور اُس کی آفات کا تھا۔

منطقیات

اب لیجئے منطقیات ان مین سے بھی کوئی علم دین سے علاقہ نہین رکہتا نہ بطور اقرار کے نہ بطور انکار کے بلکہ منطق مین تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ دلایل کو کس طرح مرتب کرنا چاہئے اور قیاسون کا پیمانہ اور معیار کیا ہے اور دلیل کے مقدمات کی کیا شرائط ہین اور کس طرح اُن کو مرکب کیا جاتا ہے اور نیز صحیح تعریف کرنیکی کیا شرائط ہین اور کس طرح اُنکو ترتیب دینا چاہئے اور نیز یہ کہ علم تصور ہے یا تصدیق۔ تصور کو تعریف کے ذریعہ سے حاصل کرسکتے ہین۔ اور تصدیق کی معرفت کا طریق دلیل و برہان ہے ان مین کوئی بات ایسی نہین جو قابل انکار ہو۔ بلکہ یہ ایسی قسم کی باتین ہین جنکا ذکر خود متکلمین علم کلام مین کرتے ہین اور اہل مباحثہ اپنے دلائل مین پیش کرتے ہین صرف عبارتون اور اصطلاحون کا اور اُن کے نتایج اور شاخون مین نہایت غور کرنے اور حاوی ہونے کا فرق ہے۔ منطقیون کا ایک قول بطور مثال کے پیش کرتا ہون۔ کہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ ہر ایک ا۔ ب ہے تو اس صورت مین آپ کو ضرور ماننا پڑے گا کہ بعض ب ا ہے یعنی جب ثابت ہوگا کہ

عن جسم الانسان واعضائه الرئيسة والخادمة واسباب استحالة مزاجه كما ليس من شرطه الديانة انكار علم الطب فليس من شرطه ايضا انكار ذلك العلم الا في مسائل معينة ذكرناها في كتاب تهافت الفلاسفة وما عداها مما يجب المخالفة فيها فعند التأمل يتبين انها مندرجة تحتها واصل جملتها ان تعلم ان الطبيعة مسخرة لله تعالى لا تعمل بنفسها بل هي مستعملة من جهة فاطرها والشمس والقمر والنجوم والطبائع مسخرات بامره لا فعل لشيء منها بذاته عن ذاته

جسم انسان اور اُسکے اعضاء رئیسہ اور اعضاء خادمہ کی بحث کرتا ہے اور اُن کی مزاج اور استحالہ کے اسباب بیان کرتا ہے۔ پس جیسا کہ علم طب کا انکار کرنا دین میں کوئی امر ضروری نہیں ایسی ہی علم طبیعیات کا انکار بھی ضروری نہیں ہے۔ مگر ہاں چند مسایل معینہ جن کا ذکر ہمنے رسالہ تہافت الفلاسفہ میں کیا ہے ایسے ہیں کہ اُن کی مخالفت کرنی واجب اور لازم ہے اور دیگر مسایل بھی غور کرنیسے اُنہیں کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ اُن مسایل مخالفہ کی تردید میں اہل اسلام کو اس اصل اصول کا عقیدہ رکہنا ضرور ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابع ہے اور بذات خود وہ کچھہ نہیں کرسکتی ہے بلکہ اپنے خالق کیطرف سے کام میں لگائی گئی ہے[1]۔ اسی طرح سورج اور چاند۔ ستارے اور افلاک اور طبایع سب اللہ تعالیٰ کے مطیع فرمان ہیں اُن میں کوئی فعل اور تاثیر بذاتہ نہیں ہے[2]

[1] نوٹ :- اس سے یہہ نہ سمجھہ لینا کہ ہر ایک کی طبیعت اور نیچر کو خالق کام میں لگا کر آپ الگ بیٹھا ہوا ہے۔ ایسا عقیدہ کفر ہے کہ اس سے اُس کا معطل لازم آتا ہے کوئی فعل طبیعت کا کسی وقت بدون مشیت اور ارادہ خالق کے ظہور میں نہیں آتا۔ ہر فعل میں ہر وقت اُسکا ارادہ اور مشیت کارکن ہے طبیعت کی طرف نسبت فعل کی مجازاً ہے اور خالق کی طرف حقیقتاً کہ لا تتحرک فی الوجود ذرة الا بقوته وقدرته وارادته۔ [2] جاننا چاہیئے کہ سبب اور علت مخلوق ہے علت کو معلول کا خالق سمجھنا کفر ہے پھر تو ایک خالق کی جگہہ ہزارہا خالق ہوجاتے ہیں جن کی اسلام نے جڑ کھود کر پہینکدی ہے اور یہ کہنا کہ خدا خالق خالقان ہے بڑی حماقت کی بات ہے۔ عقلاً خالق ایک ہی ہوسکتا ہے مخلوق بذاتہ دوسرے کی خالق نہیں ہوسکتی پس معلول کی پیدایش میں علت اور سبب سے قطع نظر کرکے مسبب پر نظر رکھنی چاہیئے یہی اہل اسلام کا اصلی عقیدہ ہے تنبیہ۔ اگر علم طبیعیات کے پڑہنے کے وقت تم عجائبات صنعت الٰہی کو پیش نظر رکھو جو ہر جسم و طبیعت سے ظاہر ہے اور اُسکی قدرت کاملہ کا مطالعہ کرتے رہو تو یہہ علم نہایت ہی اچھا ہے اور پکا مسلمان بنا دیتا ہے برائی اسکی اسی میں ہے کہ تم ایک خالق کو چھوڑکر

البتة ايضاً مطرقة فهذه آفته الالهية الى العلوم قبل الانتهاء فاستعجل بالكفر تلك البراهين هو بديهية مشتمل

کرلیتا ہے کہ یہ منطقی براہین اور دلایل سے بخوبی ثابت ہوچکی ہین اور پیشتر اس سے کہ علوم الٰہیہ کی انتہا تک پہونچے اُن کفریات کو مان کر کافر ہوجاتا ہے یہ آفت اُن کے علم منطق مین بھی ہے[1]

طبعیات

علم طبعیات ایک علم ہے جس مین اجسام عالم سموات اور کواکب کی اور اُن کے ماتحت اجسام مفردہ کی جیسے پانی ہوا ۔ آگ اور خاک ہین ۔ اور اجسام مرکبہ کی جیسے حیوانات اور نباتات اور معدنیات ہین ۔ بحث کی جاتی ہے ۔ اور نیز اُن کے تغیرات اور استحالات اور امتزاجات کے اسباب کا بیان کیا جاتا ہے ۔ یہ بحث ایسی ہے جیسے کہ طبیب علم طب مین

[1] نوٹ :- جس علم منطق کی مثالون مین فلاسفہ کے علم الٰہیات کے کفریات نہون اُس کا پڑھنا کچھ مضایقہ نہین ہے ۔ اور اگر کسی مسلمان طالب علم کو ضرورۃً ایسی کتاب علم منطق کی پڑھنی پڑے جمین فلاسفہ کے الٰہیات کے کفریات ہون تو اُسکو اس اسلام کا رکھنا چاہیئے اور اُن کفریات کو کفر ہی جاننا چاہیئے اور اپنے تئین اُن کے منطق کی آفت سے بچانا چاہیئے ۱۲

وأما علم الطبيعيات فهو بحث عن اجسام العالم السموات وما فيها من الكواكب وما تحتها من الاجسام المفردة كالماء والهواء والتراب والنار ومن الاجسام المركبة كالحيوان والنبات والمعادن ومن اسباب تغيرها واستحالاتها وامتزاجها فذلك يضاهي بحث الطب

اما المسائل الثلاث فقد خالفوا فیها کافة المسلمین وذلک فی قولهم ان الاجساد لا تحشر وانما المثاب والمعاقب هی الارواح المجردة والمثوبات والعقوبات روحانیة لا جسمانیة ولقد صدقوا فی اثبات الروحانیة فانها کائنة ایضا ولکن کذبوا فی انکار الجسمانیة وکفروا بالشریعة فیما نطقوا به ومن ذلک قولهم ان الله تعالی یعلم الکلیات دون الجزئیات فهو ایضا کفر صریح بل الحق انه لا یعزب عن علمه مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض ومن ذلک قولهم بقدم العالم وازلیته

تصنیف کیا ہے وہ تین مسائل جن مین فلاسفہ کافہ مسلمین کے مخالف چلے ہین یہ ہین۔

۱۔ اجساد قیامت کے دن اُٹھائے نہین جائینگے یعنی حشر اجساد نہوگا اور صرف ارواح مجردہ مثاب اور معاقب ہونگی۔ اور یہ عقوبات روحانیہ ہونگے نہ جسمانیہ۔ روحانیت کے اثبات مین تو گو وہ سچے ہین کہ روحین موجود ہین لیکن جسمانیت کے انکار مین جھوٹے ہین اور شریعت کے انکار سے وہ کافر ہوگئے ہین۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کلیات کو جانتا ہے جزئیات کو نہین[له] جانتا یہ بھی کفر صریح ہے حق یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے علم سے آسمان و زمین کے اندر ایک ذرہ بھی غایب نہین۔

۳۔ یہ کہنا کہ عالم قدیم و ازلی ہے۔

له نوٹ۔ دیکھئے جن فلاسفہ کو آپ علوم ریاضی منطق طبیعی مین بڑا دانا اور بڑا عقلمند سمجھتے تھے جیسے ارسطو وغیرہ ہین یہان آکر اُن کی عقل پر کیا پتھر پڑے ہین کہ خدا کو کلیات کا عالم مانا ہے جزئیات کا عالم نہین مانا۔ جسکو آج کوئی احمق بھی نہین کہتا۔ بات یہ ہے کہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو ایک علم مین دانا ہو وہ جمیع علوم مین دانا ہو۔ سب سے بڑی حماقت فلاسفہ نے یہ کی ہے کہ اُس علم کو جو ورائے طور عقل جزوی ہے اُسکا دعوےٰ اپنی عقل جزوی اور غور بینی سے معلوم کرنیکا کیا۔ اور اپنے اپنے وقت کے نبی کی پیروی اُسمین نہ کی۔ جن کو عقل کلی عطا کی گئی تھی۔ اور ہدایت خلق کے لیئے بھیجا گیا تھا ۱۲

واما الالہیات ففیہا اکثر اغالیطہم فما قدروا على الوفاء بالبراهين على ما شرطوه في المنطق ولذلك كثر الاختلاف بينهم فيه ولقد قرب مذهب ارسطاطاليس فيها من مذاهب الاسلاميين على ما نقله الفارابي وابن سينا ولكن مجموع ما غلطوا فيه يرجع الى عشرين اصلا يجب تكفيرهم في ثلثة منها وتبديعهم في سبعة عشر ولابطال مذهبهم في هذه المسائل العشرين صنفنا كتاب التهافت

علم الٰہیات

اس علم مین فلاسفہ نے بہت بڑی غلطیان کھائی ہین جو شرایط برہان کے لیئے انہون نے منطق مین قایم کی تہین اُنکا ایفا اِمین نہ کرسکے اسواسطے اس علم مین خود اُن کا باہمی بہت اختلاف ہے۔ان مین سے ارسطاطالیس مذاہب اسلامیہ کے کسی نہ کسی مذہب کے قریب رہا ہے جیساکہ فارابی اور بوعلی سینا نے نقل کیا ہے۔ لیکن سارے مسایل جن مین غلطیان ان سے واقع ہوئی ہین وہ بیس اصول کی طرف راجع ہین۔تین اُن مین سے ایسے ہین جنمین اُنکی تکفیر واجب ہے۔اور سترہ ایسے ہین جن مین اُنکو بدعتی کہنا پڑتا ہے۔انھین بیس مسایل کے ابطال کے لیئے ہمنے رسالہ تہافت الفلاسفہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵

ہزارہا خالق مان لو اور دائرۂ اسلام سے نکل جاؤ۔یا اِمین ایسا خوض اور فکر اپنی عقل ناقص سے کروکہ اُسکی قدرت کاملہ کو بھول کر اعادہ معدوم کا محال سمجھو اور اس گمان فاسد سے آخرت اور دوزخ اور بہشت اور حشر و حساب کے منکر ہوجاؤ۔ جنکی خبر اُس سچے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے جو تمہارا ہادی اور پیشوا ہے اور وہ ایمان جو اس سے پہلے تمکو اُس پیارے نبیؐ کے سچے ہونے کا تھا نہ رہے۔نعوذ باللہ منہا ۱۲

۶

اور انواع اور کیفیت معالجہ اور مجاہدہ نفس پر منحصر ہے یہ علم بھی فلاسفہ نے اقوال صوفیہ سے لیا ہے جو موصوف بعشق الٰہی ہین اور یادِ خُدا مین مستغرق اور مخالفت نفس وہوا مین مستعد اور سرگرم ہین اور دُنیا سے مُنہ پھیر کر طریق الی اللہ پر چلتے ہین صوفیہ کرام قدس اللہ اسرارہم کو اپنے مجاہدات مین نفس کے اخلاق اور عیوب و آفات جو کچھ منکشف اور واضح ہوئے اُنھون نے اُن کی تصریح فرمائی ہے اُسمین سے فلاسفہ نے کچھ لیکر اپنی کلام مین ملالیا ہے تاکہ اُس کلام پاکیزہ موثر کے ذریعے سے اُن کی کلام باطل کی بھی ترویج ہو۔ اور یہ بات قائم رہے کہ فلاسفہ سلف کے زمانے مین بھی صوفیہ کرام موجود تھے بلکہ یہ لوگ صوفیہ کرام عاشقان اللہ ہر ایک زمانے مین ہوتے آئے ہین دنیا اِن سے کبھی خالی نہین رہ سکتی کہ یہی زمین کی میخین ہین اور اِنھین کی برکت سے رحمت الٰہی اہلِ زمین پر نازل ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنھین بزرگون کے طفیل تم پر مینھ برسایا جاتا ہے اور اِنھین کے وسیلہ سے تمھین رزق دیا جاتا ہے۔ اِنھین بزرگان دین مین سے اصحاب کہف گذشتہ زمانون مین تھے۔ چنانچہ اُن کا قصہ قرآن مجید مین موجود ہے پس جب انبیا علیہم السلام اور اولیا صوفیہ کرام کے کلام کو فلاسفہ نے

وانواعها وكيفية معالجتها والمجاهدة معها فانما اخذوها من كلام الصوفية وهم المتألهون المثابرون على ذكر الله تعالى وعلى مخالفة الهوى وسلوك الطريق الى الله تعالى بالاعراض عن ملاذ الدنيا وقد انكشف لهم في مجاهدتهم من اخلاق النفس وعيوبها وآفاتها ما صرحوا بها فاخذها الفلاسفة ومزجوها بكلامهم توسلا بالتجمل بها الى ترويج باطلهم ولقد كان في عصرهم بل في كل عصر جماعة من المتألهين لا يخلي الله العالم عنهم فانهم اوتاد الارض ببركاتهم تنزل الرحمة على اهل الارض كما ورد في الخبر حيث قال عليه السلام بهم تمطرون وبهم ترزقون ومنهم كان اصحاب الكهف وكانوا في سالف الازمنة على ما نطق به القرآن فتولد من مزجهم كلام النبوة وكلام الصوفية

فلم یذهب احد من المسلمین الی شیء من هذه المسائل ولما ما عدا ذلک من نفیهم الصفات وقولهم انه علیم بالذات لا بعلم زائد علی الذات مجاراة فیهم فهما قریب من مذهب المعتزلة ولا یجب تکفیر المعتزلة بمثل ذلک وقد ذکرنا فی کتاب فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة ما یتبین فیه فساد رای من یتسارع الی التکفیر فی کل ما یخالف مذهبه

اہل اسلام کا کوئی بھی فرقہ ان مسایل کا قائل نہین اور
سوائے ان تین مسایل کے فلاسفہ جو صفات کی نفی کرتے ہین
اور یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ علیم بالذات ہے اور ایسے علم سے علیم
نہین ہے جو ذات پر زاید ہو اور اسی قسم کے جو اور اقوال انکے
ہین وہ سب معتزلہ کے مذہب کے قریب قریب ہین۔ ایسے مسایل
مین معتزلہ کی تکفیر ضروری نہین ۔ہم نے کتاب موسوم
فیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ مین اُس شخص کی رائے
کی بُرائی نہایت وضاحت سے بیان کی ہے جو اپنے
مذہب کے ہر ایک مخالف پر فوراً کفر کا فتویٰ لگا دیتا ہے۔

واما السیاسیات فجمیع کلامهم فیها یرجع الی الحکم المصلحیة المتعلقة بالامور الدنیویة والایالة السلطانیة وانما اخذوها من کتاب الله المنزلة علی الانبیاء ومن الحکم الماثورة عن سلف الاولیاء

علم سیاسیات

اس علم مین فلاسفہ کے سارے اقوال کا مرجع اور ناول اُن
حکمتون اور مصلحتون پر منحصر ہے جو امور دینویہ سلطانیہ
سے متعلق ہین۔ اور یہ باتین اُنھون نے کُتب الٰہی سے لی
ہین جو انبیاء سابقین پر نازل ہوئی ہین۔ اور اُن حکمتون
سے اخذ کی ہین جو اولیاء سلف پر ظاہر ہوئی ہین۔

علم اخلاق

علم اخلاق مین اُن کا سارا کلام صفات اور اخلاق نفس اور انکے اجناس

واما الخلقیة فجمیع کلامهم فیها یرجع الی حصر صفات النفس واخلاقها وذکر اجناسها

فان لم یکن الا الکفر مع باعتبار انکار فلا ینبغی ان یخالف فی غیرہ بما هو حق فی نفسه وان کان ایضا حقا عنده وهذه عادة ضعفاء العقول یعرفون الحق بالرجال لا الرجال بالحق والعاقل یقتدی بسید العقلاء علی رضی الله عنه حیث قال لا تعرف الحق بالرجال اعرف الحق تعرف اهله فالعاقل یعرف الحق ثم ینظر فی نفس القول فان کان حقا قبله سواء کان قائله مبطلا او محقا بل ربما یحرص علی انتزاع الحق من اقاویل اهل الضلال عالما بان معدن الذهب الرغام ولا باس علی الصراف ان ادخل یده فی کیس القلاب وانتزع الابریز الخالص من الزیف والبهرج مهما کان واثقا ببصیرته فانما یزجر عن معاملة القلاب القروی دون الصیرفی البصیر

جب صفت انکار نبوت حضرت رسالت پناہی کی وجہ سے اُن کو کافر کہا جاتا ہے تو دیگر امور ہین جو فی نفسہ حق ہین - اور کفر نہین ہین اُن کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے - یہ ضعیف عقلون کی عادت ہے کہ حق کو آدمیون کی جہت سے پہچانتے ہین نہ کہ آدمیون کو حق کی وجہ سے اور عقلمند آدمی حضرت سید العقلا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیروی کرتا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ (حق اور راستی آدمیون کے ذریعے سے نہین پہچانی جاتی پہلے تو حق کو پہچان پھر اہل حق کو بھی پہچان لیگا) پس عاقل پہلے حق کی معرفت حاصل کرتا ہے - پھر نفس قول کی طرف نظر کرتا ہے - اگر وہ حق ہوتا ہے تو اُسکو مان لیتا ہے - خواہ اُسکا قایل مبطل ہو (یعنی اہل باطل سے ہو) یا محق ہو (یعنی اہل حق سے ہو) بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عاقل آدمی اہل ضلال یعنی گمراہ اور بدراہ لوگون کی کلام سے بھی حق کو لے لیتا ہے - اِسوجہ سے کہ سونا کبھی راکھ مین سے بھی مِل جاتا ہے - اور اگر ایک صراف کامل کسی قلب ساز کی تھیلی مین زر خالص نکالنے کی غرض سے ہاتھ ڈال دیوے تو اُسکو کچھ ملامت نہین کرسکتے ہین - کیونکہ وہ اپنی چشم بصیرت سے زر خالص کو کھوٹے اور خراب مال سے الگ نکال لیتا ہے - ہان مگر قلب ساز کے ساتھ دیہاتی آدمی لین دین رکھے - تو قابل ملامت ہے - کیونکہ وہ دہوکا کھا جائیگا - اُسکو کھرے کھوٹے کی تمیز

اپنی کتابون مین اپنی کلام باطل مین ملایا تو اس سے دو آفتین پیدا ہوئین ایک آفت تو اُن کتابون کے قایل اور معترف کے حق مین ہے دوسری آفت اُن کے منکر اور تردید کرنیوالے کے لیئے۔ مگر تردیدکنندہ کے حق مین یہ آفت بہت بھاری ہے وہ یہ ہے کہ بعض ضعیف العقل مسلمان لوگ جب انبیا علیہم السّلام اور صوفیہ کرام کے بعض مسائل کو فلاسفہ کی کتابون مین لکھا ہوا دیکھتے ہین اور اُن کے باطل اور نادرست کلام مین ملاجلا پاتے ہین تو وہ سب کو یکسان کلام سمجھکر یہ گمان کر لیتے ہین کہ اُسکو بالکل ترک کرنا چاہیئے۔ اور اُسکا ذکر بھی نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ جو کوئی اُسکا تذکرہ کرے اُس کو بھی بُرا کہنا چاہیئے۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ پہلے پہل اُنھون نے صرف فلاسفہ ہی سے اس مضمون کو سُنا ہے اور صرف اُنہیں کی کتابون مین دیکھا ہے۔ اس جہت سے اُن کی ضعیف عقل یہی سمجھتی ہے کہ یہ بالکل باطل ہے کہ قایل اسکا مبطل ہے اُنکا حال ایسا ہے۔ جیساکہ کوئی شخص نصرانی سے سنے لا آلہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ تو وہ اُسکو برا سمجھے اور نہ مانے۔ اور کہے کہ یہ عیسائیون کا کلمہ ہے اور دیر تک توقف نکرے اور یہ نہ سوچے کہ نصرانی کو جو کافر کہا جاتا ہے اس کلمہ کی جہت سے نہین کہا جاتا ہے بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے انکار کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ پس

بعضها من مولدات الخواطر فلا يبعد ان يقع الحافر على الحافر وبعضها يوجد في الكتب الشرعية واكثرها موجود في كتب الصوفية ان هذا الرجل الاول كتب بهم فاذا كان الكلام معقولا في نفسه ومؤيدا بالبرهان ولم يكن على مخالفة الكتاب والسنة فلم ينبغي ان يهجر ويترك فلو فتحنا هذا الباب وتطرقنا الى ان يهجر كل حق سبق الى خاطر مبطل للزمنا ان نهجر كثيرا من الحق وللزمنا ان نهجر جملة من آيات القرآن واخبار الرسول وحكايات السلف وكلمات الحكماء والصوفية لان صاحب كتاب اخوان الصفا اوردها في كتابه مستشهدا بها ومستدرجا قلوب الحمقى بواسطتها الى باطله ولادى ذلك الى ان يستخرج المبطلون الحق من ايدينا بايداعهم اياه كتبهم واقل درجة العالم

کیونکہ اُن مین بہت سی باتین وہ ہین جو کتب شرعیہ اور کتب صوفیہ
کی ہین - اور ہوسکتا ہے کہ اُنکا توارد ہو گیا ہو - جیسے کبھی
ایک نقش پا پر دوسرا نقش پا منطبق ہوجاتا ہے - اور بالفرض
اگر وہ عمدہ باتین صرف فلاسفہ ہی کی کتابون مین پائی جاتی
ہین تو بھی اُنسے انکار کرنا واجب نہین ہے - کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ
معقول ہو اور برہان سے مؤید ہو اور مخالف کتاب اور سنت
کے نہو تو اُس سے بھی انکار کرنا نہ چاہیئے - اگر ہم اسی طرح
انکار کا دروازہ کہولدین - اور ہم یہ طریق اختیار کرین کہ جو امر
حق کسی اہل باطل کے دل مین گذرے اُسکو بھی قابل ترک
سمجہین - تو اسصورت مین بہت سے کلمات حق اور سچی
باتین ہم سے چھوٹ جائینگی - بلکہ بہت سی آیات قرآنی اور
احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حکایات سلف اور کلمات
حکما اور صوفیہ کرام رح کی ہمکو چھوڑنی پڑینگی - جنکو صاحب کتاب
اخوان الصفا نے بطور شہادت کے اس غرض سے پیش کیا ہے
کہ احمقون کے دل اُن کے ذریعے سے فلاسفہ کے خراب اور باطل
مضامین کیطرف مائل کرے - اور نیز اس سے یہ بھی لازم آئیگا کہ اہل
باطل بہت سے امور حقہ اور کلمات صدق آیات کو ہمارے ہاتھ سے
چھین لینگے - کیونکہ انہون نے ہمارے بہت سے کلمات صدق
سمات کو اپنی کتابون مین درج کرلیا ہے - کم سے کم عالم کو ایسا ہونا

ويمنع من ساحل البحر الأخرق دون السباح الحاذق ويصان عن مس الحية الصبي دون المعزم الباب ولعمري ما أغلب على الأكثر الخلق ظنهم بأنفسهم الحذاقة والبراعة وكمال العقل في تمييز الحق عن الباطل والهدى عن الضلالة فيجب حسم الباب في زجر الكافة عن مطالعة كتب أهل الضلال ما أمكن إذ لا يسلمون عن الآفة الثانية التي سنذكرها وإن سلموا عن هذه الآفة التي ذكرناها ولقد اعترض على بعض الكلمات المبثوثة في تصانيفنا في أسرار علوم الدين طائفة من الذين لم تستحكم في العلوم سرائرهم ولم تنفتح إلى أقصى غايات المذاهب بصائرهم وزعموا أن تلك الكلمات من كلام الأوائل مع أن

نہین ایسے ہی سمندر کے کنارے سے نادان لڑکے کو روکنا چاہیئے نہ کامل پیراک کو۔ اور سانپ کے چھونے سے لڑکے کو روکنا چاہیئے نہ کامل فسونگر کو۔ اور جن بعض نادانون نے خام خیالی سے اپنے آپ کو کامل عقلمند اور حاذق سمجھ لیا ہے اور یہ خیال کرلیا کہ ہے کہ ہم حق کو باطل سے اور ہدایت کو ضلالت سے بخوبی تمیز کرسکتے ہین حالانکہ وہ ایسے نہین ہین تو ضرور ہے کہ جسطرح ہوسکے اُن کو اہل ضلال کی کتابون کے مطالعہ سے روکا جاوے اسلیئے کہ یہ لوگ اگرچہ اس آفت یعنی آفت ردسے سالم رہین مگر دوسری آفت یعنی آفت قبول سے جسکا ذکر ہم آگے کرین گے سلامت رہین گے اور اُسمین پھنس جائین گے اور خراب ہوجائینگے اور میری تصانیف مین جو کلمات اسرار علوم دین کے لکھے گئے اور اُن پر بلا لحاظ حق و باطل کے بعض لوگون نے اعتراض کیئے تو وہ بھی ایسے ہی لوگ تھے جن کی طبیعت علم دین مین ہنوز پوری اور مستحکم جمی ہوئی نہ تھی۔ اور مذہب کے اعلا درجے کے نتیجے اور اغراض انکی چشم بصیرت پر منکشف نہ ہوئے تھے (یعنی اسرار علوم دین کو نہین جانتے تھے۔ اور غایات مذاہب سے واقف نہ تھے) اُنھون نے یہ گمان کرلیا تھا کہ یہ کلمات بھی فلسفیت کے ہین اور خواطر کے پیدا کرنیوالے ہین اور یہ اُنکی غلطی تھی

دوسری آفت ۔ آفت قبول ہے جو شخص اُن کی کتابون
اخوان الصفا وغیرہ کا مطالعہ کریگا ۔ اور اُن مین اُن احکام
نبوت اور کلمات صوفیہ کرام رح کو دیکھیگا جو انہون نے اُن مین
ملائے ہوئے ہین تو اکثر وہ اُن کو پسند کریگا اور قبول کریگا
اور اُن کی نسبت نیک اعتقاد رکھیگا ۔ اور فوراً اُن کے بد خیالات
کو جو آیات اور حدیث مین ملے ہوئے ہین بسبب اُس حسن
اعتقاد کے جو اُن آیات اور حدیث کی نسبت اُسکو ہے قبول
کریگا ۔ اور اُن خیالات کی تحسین کریگا ۔ یہ ایک قسم کی کشش
(اور سرک پھانسی) ہوگی جو آہستہ آہستہ باطل اور ضلالت کیطرف
کھینچ لیگی ۔ پس جب کسی کو اس آفت مین گرفتار دیکھا جائے تو
اُسکو اُن کی کتابون کے مطالعہ سے روکنا اور جھڑکنا چاہئے
تاکہ وہ زیادہ خطرہ اور خرابی مین نہ پڑجاوے ۔ جیسے دریا کے
پھسلنے کنارے پر جانے سے اُس لڑکے کو روکنا اور بچانا
واجب ہے جو اچھی طرح تیرنا نہین جانتا ۔ ایسے ہی عام مسلمانون
کو اُن کی کتابون کے مطالعہ سے روکنا اور بچانا واجب ہے
اور جیسے بچہ کو سانپ کے چھونے سے روکنا ضرور ہے
ایسے ہی کانون کو ان کلمات مختلفہ باطلہ فلاسفہ کے
کے سننے سے روکنا واجب ہے ۔ اور جیسے فسونگر پر یہ واجب ہے
کہ اپنے چھوٹے بچے کے سامنے سانپ کو نہ چھوئے تاکہ

الآفة الثانية آفة القبول فإن من نظر في كتبهم كإخوان الصفا وغيرهم فرأى ما مزجوه بكلامهم من الحكم النبوية والكلمات الصوفية ربما استحسنها وقبلها وحسن اعتقاده فيها فيسارع إلى القبول لباطلهم الممزوج به لحسن ظن حصل فيما رآه واستحسنه وذلك نوع استدراج إلى الباطل ولأجل هذه الآفة يجب الزجر عن مطالعة كتبهم لما فيها من الغدر والخطر وكما يجب صون من لا يحسن السباحة عن مزالق الشطوط يجب صون الخلق عن مطالعة تلك الكتب وكما يجب صون الصبيان عن مس الحيات يجب صون الأسماع عن مختلط الكلمات وكما يجب على المعزم أن لا يمس الحية بين يدي ولده الطفل

ان يتميز عن العامي فلا يغفل ان وجد العسل في محجمة الحجام فان المحجمة لا تغير ذات العسل وان نفرة الطبع منه مبني على جهل عامي فانه مبني على ان المحجمة انما صنعت للدم المستقذر فيظن ان الدم مستقذر لكونه في المحجمة ولا يدري انه مستقذر بصفة في ذاته فاذا عدمت هذه الصفة في العسل فكونه في ظرف مثله لا يكسبه تلك الصفة فلا ينبغي ان يوجب له استقذارا وهذا وهم باطل وهو غالب على اكثر الخلق فمهما نسبت الكلام واسندته الى قائل حسن فيه اعتقادهم قبلوه وان كان باطلا وان اسندته الى من ساء فيه اعتقادهم ردوه وان كان حقا فابدا يعرفون الحق بالرجال ولا يعرفون الرجال بالحق وهو غاية الضلال هذه آفة الرد

چاہیئے کہ جاہل عامی سے متمیز اور جدا رہے۔ اگر شہد لطیف مجمہ حجام مین پایا جاوے تو اُسکو نظر کراہیت اور نفرت سے نہین دیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ مجمہ حجام کا شہد کی ذات کو تبدیل نہین کرسکتا۔ اور ایسے شہد سے جو کسی عامی کی طبع نفرت کرتی ہے اُسکی بنا جہل عامی پر ہے جو یہ جانتا ہے کہ مجمہ حجام کا گندہ خون لینے کے لیئے بنایا گیا ہے اور اُسمین جو خون ہے وہ گندہ ہے اور یہ نہین سمجھتا کہ خون تو اپنی کسی صفت سے جو اُس کی ذات مین ہے خراب اور گندہ ہے نہ مجمہ مین ہونیکی وجہ سے اور جب وہ صفت اس شہد مین نہین ہے تو وہ گندہ نہین۔ اور اس برتن مجمہ مین ہونے سے یہ خراب صفت اُسمین پیدا نہین ہوجاتی اور اُسکو گندہ نہین کہنا چاہیئے یہ ایک وہم باطل ہے جو اکثر خلق پر غالب ہے کہ جہان کسی بات کو کسی ایسے آدمی کی طرف منسوب کیا جسمے اُن کا نیک اعتقاد ہے تو اُسکو (جھٹ پٹ) قبول کرتے ہین خواہ وہ باطل اور ناروا ہی کیون نہ ہو۔ اور جب اُسے کسی ایسے شخص کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جس سے اُنکو بداعتقادی ہے تو فوراً اُسکو نامنظور کرتے ہین۔ خواہ حق اور درست ہی کیون نہ ہو۔ اعمّا لوگ حق کو آدمیون سے پہچانتے ہین۔ نہ آدمیکو حق سے۔ یہی نہایت درجہ کی گمراہی ہے ایسا آفت رد ہے

فهذا ما اردنا ذكره من آفة الفلسفة وغائلتها … ولا يجعل الحق باطلا ولا الباطل حقا

کہوٹے کے پاس ہونا کھرے کو کھوٹا نہین بنا دیتا - اور کھوٹے کا کھرے پاس ہونا کھوٹے کو کھرا نہین بنا دیتا - ایسے ہی باطل کا حق کے جوار مین ہونا اُسکو حق نہین کردیتا - اور نہ حق کا باطل کے پڑوس مین ہونا حق کو باطل بنا سکتا ہے - یہ سب باتین جو ہمنے بیان کین فلسفت کی بلائین اور آفتین تہین -

قول ۵ - مذہب تعلیمیہ اور اُسکی خرابی کے بیان مین

جب مین علم فلاسفہ کی تحصیل اور تفہیم و تردید سے فارغ ہوچکا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ بہی میری اصل غرض اور مطلب کے لیئے کافی نہین ہے - اور نیز یہ بات بہی واضح ہوئی کہ عقل سب مطالب پر حاوی اور سب مقاصد کا احاطہ کرنیوالی نہین ہے - اور تمام مشکلات اور پیچیدہ باتین اس سے حل نہین ہوسکتی ہین اس سے پیشتر ایک مذہب تعلیمیہ کا پیدا ہوا تھا - اور خلقت مین مشہور تھا کہ یہ لوگ امام معصوم قایم بالحق سے حقایق امور کی معرفت حاصل کرتے ہین - مجھے بہی شوق ہوا کہ اُن کی بات چیت سُنون اور اُن کی کتابون مین جو کچھ ہے اُسپر اطلاع پاؤن - اسی اثنا مین اتفاقاً حضرت بادشاہ خلیفۂ وقت کا حکم میرے نام پہنچا کہ مین تعلیمین کے مذہب پر رسالہ لکھون - جس سے اُنکے مذہب کی اصلیت اور

القول في مذهب التعليمية وغائلته

ثم اني لما فرغت من علم الفلسفة وتحصيله وتفهيمه وتزييف ما يزيف منه علمت ان ذلك ايضا غير واف بكمال الغرض وان العقل ليس مستقلا بالاحاطة بجميع المطالب ولا كاشفا للغطاء عن جميع المعضلات وكان قد نبغت نابغة التعليمية وشاع بين الخلق تحدثهم بمعرفة معنى الامور من جهة الامام المعصوم القائم بالحق عن لي ان ابحث عن مقالاتهم لاطلع على ما في كنانتهم ثم اتفق ان ورد علي امر جازم من حضرة الخلافة بتصنيف

اور اسکا بچہ اپنے تئین ویساہی خیال کرکے سانپ کو نہ پکڑلے بلکہ اسکے سامنے سانپ سے ڈرتا ہے اور اسکو ڈراتا ہے ایسا ہی عالم راسخ کو کرنا چاہیئے (کہ کلام باطل فلاسفہ کے دیکھنے اور سننے سے عامی کو روکے) اور جیسے کہ افسون گر کامل سانپ پکڑنے کے وقت تریاق اور زہر کو تمیز کرکے تریاق اسمین سے نکال لیتا ہے اور زہر پھینک دیتا ہے اور وقت حاجت کے خواہشمندون کو تریاق کے دینے مین دریغ نہین کرتا اور جیسے صراف کامل کھرے کھوٹے کے پرکھنے والا قلب ساز کی تھیلی مین ہاتھ ڈال کر زر خالص اور کھرے کو نکال لیتا ہے۔ اور کھوٹے اور ردی کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور پھر اس کھرے کو خواہشمندون کے دینے مین دریغ نہین کرتا ایسا ہی عالم کو کرنا چاہیئے۔ اور جب کوئی خواہشمند تریاق تریاق سے اس خیال سے نفرت کرے کہ وہ سانپ سے نکالا گیا ہے جسمین زہر ہوتا ہے۔ یا کوئی فقیر خستہ حال جو خواستگار مال ہو اس خیال سے سونا لینے سے انکار کرے کہ وہ قلب ساز کی تھیلی مین سے نکالا گیا ہے تو اسکو سمجھانا اور متنبہ کرنا چاہیئے کہ وہ نفرت اور انکار اسکا جہل محض ہے اور اس فائدہ سے جو اس کا مطلب ہے محروم رہنے کا باعث ہے اور اس امر کو اسکو بہت وضاحت اور صراحت سے سمجھانا اور جتلانا چاہیئے کہ جیسے کھرے کا

إذا علم أنه سيقتدي به ويظن أنه مثله بل يجب عليه أن يحذره منه بأن يحذر هو في نفسه بين يديه فكذلك الأمر على العالم الراسخ مثله وكما أن المعزم الحاذق إذا أخذ الحية وميز بين الترياق والسم فاستخرج منه الترياق وأبطل السم فليس له أن يشح بالترياق على المحتاج إليه فكذلك الصراف الناقد البصير إذا أدخل يده في كيس القلاب وانتزع منه الإبريز الخالص وطرح الزيف والبهرج فليس له أن يشح بالجيد المرضي على من يحتاج إليه كذلك العالم وكما أن المحتاج إلى الترياق إذا استشعرت نفسه عنه حيث علم أنه مستخرج من الحية التي هي معدن السم والقتالة ... السم إذا نفر الى المال إذا نفر عن قبول الذهب المستخرج من كيس القلاب وجب تنبيهه على أن نفرته جهل محض هو سبب حرمانه عن الفائدة التي هي مطلبه ويحتم تعريفه أن

فبما تأمن أن يطالع الشبهة من تعلق ذلك بفهمه ولا يلتفت إلى الجواب أو ينظر في الجواب ولا يفهم كنهه وما ذكره أحمد حق ولكن في شبهة لم تنتشر ولم تشتهر فأما إذا انتشرت فالجواب عنها واجب ولا يمكن الجواب إلا بعد الحكاية نعم ينبغي أن لا يتكلف لهم شبهة لم يتكلفوها ولم أتكلف أنا ذلك بل كنت قد سمعت تلك الشبهة من واحد من أصحابي المختلفين إلي بعد أن كان قد التحق بهم وانتحل مذهبهم وحكى أنهم يضحكون على تصانيف المصنفين الذين ردوا عليهم فإنهم لم يفهموا بعد حجتهم وذكر تلك الحجة وحكاها فلم أرض لنفسي أن يظن بي الغفلة عن أصل حجتهم فلذلك أوردتها ولا أن يظن بي أني وإن سمعتها فلم أفهمها

سمجھے کس طرح یقین ہے کہ جو شبہات کو دیکھے گا وہ جواب کو بھی ضرور دیکھ لیگا۔ یا جواب کو دیکھکر اسکی باریکیان ضرور سمجھہ لیگا۔ امام احمد حنبل رح کا یہ اعتراض اُس شبہہ کی بابت درست ہے جو مشتہر اور زبان زد عام نہوا ہو۔ لیکن جب وہ مشتہر ہوجاوے تو اُس کا جواب دینا ضروری ہے اور جواب بدون نقل سوال کے دیا نہین جاسکتا۔ ہان اتنا چاہیئے کہ مخالفون کے شبہ کے بیان کرنے مین اُن سے زیادہ تکلف نہ کیا جاوے اور نیز جو شبہ اُنھون نے ذکر نہین کیا اُسکو پیش نہ کیا جاوے مین نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور جو شبہات کہ مین نے اپنے ایک دوست کی زبانی سُنے جو پہلے تعلیمیین کے فرقہ مین تھا اور بعدہٗ میرے پاس اُن کے شبہات بیان کیا کرتا تھا۔ اور بعض شبہون کی بابت اُن سے مضحکہ اور استہزا نقل کیا کرتا تہا اور کہتا تھا کہ وہ بعض تردید کرنیوالون کے جوابات پر ہنستے ہین۔ اور کہتے ہین کہ وہ ہماری شبہہ یعنی اعتراض کو نہین سمجھے۔ بعدش اس اعتراض کی اصل تقریر نقل کیا کرتا تھا وہ بعینہٖ بیان کی کیونکہ مینے یہ مناسب نہ سمجھا کہ میری بابت بھی وہ یہی کہین کہ اصل مطلب ہمارا نہین سمجھا۔ اسلئے مین نے اول اُن کے سب دلایل شبہات بیان کیے تا غفلت کا اعتراض اُٹھہ جائے۔ اور اُن کے شبہات کی تقریر بہت خوبی سے کی۔ تاکہ نہ سمجھنے کا دہبہ نرہے۔ اور پھر اُن کے جواب دیئے

حقیقت کھل جائے ۔ اس حکم کو مین ٹال نہ سکا ۔ اور یہ ایک خارجی
باعث اُس اصلی باعث کا یعنی شوق دلی کا ضمیمہ ہوگیا ۔ پس
مین اُنکی کتابین تلاش کرنیلگا اور اُنکے مقالات اور تقریرون
کو جمع کرنیلگا مین نے اُن کے بعضے نئے کلمات خاطر زا جو
اُنکے بزرگان سلف کے نہتے ۔ سُنے ہوئے تھے ۔ مین نے
اُن کلمات کو جمع کرکے نہجلی ترتیب کیا ۔ اور اُنکا پورا جواب
لکھا حتی کہ جب مین اُنکے کلام کو حسب قاعدہ اہل تحقیق
کے ترتیب دے رہا تھا ۔ اور اُن کے سوالات کو جواب دینے
کی غرض سے درست کرکے حسب موقع جما رہا تھا ۔ تو بعض
اہل حق نے میرے ان شبہات کی برجستہ اور پُرزور تقریرون
کو دیکھکر کہا کہ یہ تو تم اہل تعلیم کے لیئے خود کوشش اور
مدد کر رہے ہو کیونکہ اگر تم اس طرح تقریر نہ کرتے تو وہ اپنے
مذہب کی تائید مین کبھی اس طرح کی سعی و کوشش نکرسکتے
تھے ۔ ان بزرگون کا یہ اعتراض ایک طرح سے بجا تھا ۔
کیونکہ جب حارث محاسبی رح بھی اپنی کتاب معتزلہ کی
تردید مین لکھ رہے تھے ۔ تو امام احمد رح بن حنبل نے اُسپر
یہی اعتراض کیا تھا ۔ حضرت حارث رح نے جواب دیا کہ بدعتیون
کی تردید فرض ہے ۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ ہان بیشک ۔ مگر تو نے
پہلے اُن کے شبہات کو بیان کیا پھر اُنکے جواب لکھے ہین

وان تكون العلم معصوما ولكن معلمنا المعصوم محمد صلى الله عليه وسلم فان قالوا هو ميت فنقول وامامكم غائب فان قالوا معلمنا علم الدعاة وبثهم في البلاد وهو منتظر مراجعتهم ان اختلفوا او اشكل عليهم مشكل فنقول ومعلمنا قد علم الدعاة وبثهم في البلاد واكمل التعليم اذ قال الله تعالى اليوم اكملت لكم دينكم وبعد كمال التعليم لا يضر موت المعلم كما لا يضر غيبته فبقي قولهم كيف تحكمون فيما لم تسمعوه أبالنص ولم تسمعوه ام بالاجتهاد والرأي وهو مظنة الخلاف

ضرورت بھی تسلیم کی جاتی - لیکن ان کے جواب میں یوں کہا جاتا
کہ ہمارے معلم معصوم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ تو وصال پا چکے - تو ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح تمہارا امام
بھی غائب اور غیر حاضر ہے - اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے معلم
نے بہت سے دعوت کرنیوالے اور اللہ کے دین حق کی طرف پکارنے
والے تعلیم کرکے اطراف عالم میں متفرق اور منتشر کر دیئے
ہیں اور ان سے کہدیا ہے کہ جس مسئلہ میں تمہارا اختلاف
ہو یا مشکل پیش آوے تو تم واپس آکر مجھ سے پوچھ لو میں
تمہارا منتظر ہوں تو ہم بھی کہیں گے کہ ہمارے معلم برحق
نے بھی دعوت الی الحق کرنے والوں کو پڑھا سکھا کر اطراف
و اکناف میں پھیلا دیا ہے اور کامل کر دیا ہے - جس کے باب
میں یہ آیت ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ یعنی
آج تمہارے دین کی تعلیم حد تکمیل تک پہنچا دی اور بعد تکمیل
کے اگر معلم اور متعلم میں ظاہری بعد ہو جاوے تو کچھ مضر نہیں
جیساکہ آپ کہتے ہیں کہ معلم کا غائب ہونا مضر نہیں - باقی
رہا یہ اعتراض ان کا ہم سے کہ جو مسائل تم نے اپنے معلم
سے بہ تصریح نہیں سنے - اور بے شک درحقیقت بہت
سے امور بہ تصریح نہیں سنے ان کی بابت تم کیا کرتے ہو -
اگر اپنی رائے سے اجتہاد کرتے ہو تو اسمیں غلطی کا گمان ہے

تلك البدعة مع ضعفها الى هذه الدرجة ولكن ثار التعصب واشتد الذين عن الحق الى تطويل النزاع معهم في مقدمات كلامهم والمجاهدة في كل ما نطقوا به مجاهدوهم في دعواهم الحاجة الى التعليم والمعلم ودعواهم انه لا يصلح كل معلم بل لا بد من معلم معصوم فظهرت حجتهم في اظهار الحاجة الى التعليم والمعلم وضعف قول المنكرين

الجاهل لما نهضت نصرة الحسد بدون كلام مهم وقوم فهو انه لا حاصل فاذا هو لا حاصل عنده لا امكان ثم ظهرت فشيعهم الى اقصى والمقصود الى قريحة ولذلك فقد رتبتها

یعنی مینے اُن کے شبہات کو حد درجہ تک وضاحت اور درستی سے بیان کیا - اور بعدش نہایت زور کی دلایل سے اُن کی خرابی اور بطلان کو ثابت کیا کہ اُن کے اقوال بے سود اور لاحاصل ہین اگر اسلام کے نادان دوستون کی سو ر سغرت اسلام ہوتی اور نامکمل جواب اُن کے مقابلہ مین پیش نہ کرتے تو اُن کی بدعت باوجودیکہ کمزور تھی اس درجہ کو نہ پہونچتی - لیکن انہون نے شدت تعصب سے اس نزاع کو یہان تک بڑھایا کہ اُن کی ہرایک بات کا مقابلہ کیا - اگر انہون نے کہا کہ تعلیم اور معلم کی حاجت ہے تو انہون نے ثابت کرنا چاہا کہ کوئی حاجت نہین - اگر انہون نے بیان کیا کہ ہرایک معلم تعلیم حقیقی کے لایق نہین بلکہ ایسی تعلیم کے لیئے معلم معصوم درکار ہے - تو انہون نے وہی انکار رکہا کہ معصوم کی کچھ ضرورت نہین - مگر آخر تعلیمین کے دلائل ضرورت تعلیم و تعلم مین قوی ثابت ہوئے اور اُن کے جواب ضعیف - تو بعض لوگ اُن کے دہوکے اور فریب مین آگئے اور اُن کے خیال مین بیٹھ گیا کہ تعلیمین کا مذہب قوی ہے اور اُن کے مخالفین کا بودا اور ضعیف - لیکن یہ نہ سمجھے کہ یہ تو مذہب حق کے مددگار اور موید کی نادانی اور اپنے مذہب کی عدم واقفیت پر مبنی ہے - تردید کا اچھا طریق یہ تھا کہ معلم کی ضرورت کا اقرار کیا جانا اور معلم کے معصوم ہونیکی

في مقابلته فاغتر بذلك جماعة وظنوا ان ذلك من قوة مذهبهم وضعف مذهب المخالفين له ولم يفهموا ان ذلك من ضعف ناصر الحق وجهله بطريقه بل الصواب الاعتراف بالحاجة الى معلم وانه

والمصيب اجران فكان الحق في جميع المجتهدات وكذلك اذا صرف الى الفقير ودفعها بظنه فقيرا فاخطا ظنه فظهر انه غني لم يواخذ به وان اخطا لانه لم يعمل الا بظنه فان قال قائل فلم يقدم ظنه على ظن غيره فنقول انه عمل بما يجب عليه فيما بين الله وبين نفسه كالمجتهد في القبلة يتبع ظن نفسه وان خالفه غيره فان قال فالقلد يتبع ابا حنيفة والشافعي رحمهما الله او غيرهما فاقول والمقلد في القبلة عند الاشتباه اذا اختلف عليه المجتهدون كيف يصنع فيقول له مع نفسه اجتهاد

ثواب ہے۔ اور جو درست اجتہاد کرے اُسکو دو ثواب۔ تو ہم کہین گے کہ حضرت من اسی طرح آپ تمام اجتہادیات کا حال سمجھئے۔ اسی طرح کسی کو زکوٰۃ کا مال فقیر کو دینا ہے۔ اُسنے اپنی رائے سے ایک شخص کو فقیر سمجھکر مال دیا۔ حالانکہ وہ درحقیقت غنی تھا۔ تو اس صورت مین اُسکو مواخذہ نہوگا گو اُس نے اپنے اُس اجتہاد مین کہ غنی کو فقیر سمجھا خطا کی۔ کیونکہ اُس نے اپنے ظن کے مطابق عمل کیا۔ اسپر وہ کہہ سکتے ہین کہ مخالف کا ظن اس کے برخلاف ہے۔ پس کیا وجہ کہ اُسکو اسپر ترجیح دیجائے۔ ہم جواب دینگے کہ ایسی صورت مین اپنے ظن پر عملدرآمد کرنے کا حکم ہے جیسا قبلہ کی بابت۔ خواہ دوسرے کا ظن اُس کے برخلاف ہو۔ اسپر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ مقلدین تو اپنی رائے کے پیچھے نہین چلے۔ کوئی حضرت امام ابوحنیفہ رح کی تقلید کرتا ہے۔ کوئی امام شافعی رح کی وغیرہ وغیرہ۔ ہم کہین گے کہ مثلاً بحالت شبہ سمت قبلہ کے پہچانتے مین جب ایک شخص دو آدمیون کی رائے پوچھے۔ مگر اُن دونون مین اختلاف رائے ہو تو فرمائیے اب وہ بجز اسکے اَور کیا کرسکتا ہے کہ اپنی رائے اور عقل سے یہ سوچے کہ ان دونون مین سے قبلہ کی

نوٹ:- یہ ایک تمثیل ہے نہ بیان کہ جب اماموں مین کسی مسئلہ مین اختلاف ہو تو اپنی رائے کا دخل اُسمین دے جو مسئلہ اپنی رائے مین اچھا سمجھے اُسپر عمل کرے ایک مسئلہ مین اپنی رائے سے امام اعظم رح کو ترجیح دے اور دوسرے مین امام شافعی کو تیسرے مین امام حنبل رح کو فوقیت دے اور چوتھے مین امام مالک کو۔ ایسے خیال کی تردید خود آگے بیان سے ہوتی ہے۔ فافہم وتامل

فنقول نفعل ما فعله معاذ اذ بعثه رسول الله عليه السلام الى اليمن او يحكم بالنص عند وجوده وبالاجتهاد عند عدمه بل كما يفعله دعاتهم اذا بعدوا عن الامام او القاضي الشرع اذا لم يمكنه ان يحكم بالنص فان النصوص المتناهية لا تستوعب الوقائع الغير المتناهية ولا يمكنه الرجوع في كل واقعة الى البلدة الامام والى ان تقطع المسافة ويرجع ويموت المستفتي وقد فات الانتفاع بالرجوع فمن اشكلت عليه القبلة ليس له طريق الا ان يصلي باجتهاده اذ لو سافر الى بلد الامام لمعرفة القبلة لفات وقت الصلاة فاذا صلى الى غير القبلة بناء على الظن وقيل ان المخطئ في الاجتهاد له اجر واحد

درجواب اس کے ہم کہینگے کہ ہم ایسے حال مین وہی کرینگے جو حضرت
معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ جب آنکو ہمارے حقیقی معلم حضرت
رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک یمن کو بھیجا کہ جن امور
مین صریح حکم اُن کے پاس تھا اُن مین تو اُسکی تعمیل کی اور
جن معاملات مین صریح حکم نہ تھا اُن مین اپنے اجتہاد پر عمل
کیا۔ بلکہ آپ کے اہل دعوت بھی جب اپنے امام سے جدا ہوکر
دور دراز ملکون مین جاتے ہین تو ایسا ہی کرتے ہین۔ اس لیئے
کہ صریح حکم تو محدود ہوتے ہین۔ اور معاملات غیر محدود۔ اور
نہایت دور دست ملکون سے امام کے شہر مین واپس آکر
اتنی جلدی صریح حکم حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔ بلکہ ہوسکتا ہے
کہ اُس کے واپس آتے اور جاتے تک فتویٰ پوچھنے والا مرجائے
اور واپس آنے کا کچھ فائدہ نہو۔ اگر کسی شخص کو قبلہ
مین شک پڑجائے تو وہ اگر امام کے شہر کی طرف روانہ ہو
تو بے شک اُس کی نماز کا وقت جاتا رہیگا اُس کے لیئے
سوائے اسکے اور کوئی طریق نہین کہ اپنے اجتہاد اور رائے
سے نماز پڑھے۔ اُس کی نماز جائز ہوگی خواہ غیر سمت قبلہ
کیون نہ پڑھی گئی ہو۔ کیونکہ پڑھنا ضروری تھا۔ اگر اپنی رائے
سے نہ پڑھتا تو کیا کرتا۔ اور حضرت رسالت پناہی صلے اللہ
علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جو اجتہاد مین خطا کرے اُسے ایک

وهي الموازين الخمس التي ذكرها الله تعالى في القرآن وبينتها في كتاب القسطاس المستقيم فان قال خصمك فيما لك تخالفك في الميزان فاقول الميزان لا يتصور الخلاف فيه ذلك الميزان لا يخالف فيه اهل التعليم لانه مستخرج من القرآن وتعلمته منه ولا يخالف فيه اهل المنطق لانه موافق لما شرطوه في المنطق وغير مخالف له ولا يخالف فيه المتكلم لانه موافق لما يذكره في ادلة النظريات وبه يعرف الحق في الكلاميات فان قال فان كان في يدك مثل هذا الميزان فلم لا ترفع الخلاف بين الخلق فاقول لو اصغوا الي لرفعت الخلاف بينهم

وزن کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے اور حق اور باطل مین تمیز ہوسکتا ہے اور اس میزان کے باٹ اور وزنہ وہی ہین جو اللہ تعالے نے قرآن مجید مین بیان فرماتے ہین۔ اور وہ پانچ ہین جنکو مین نے رسالہ قسطاس مستقیم مین بیان کیا ہے - اسپر اگر وہ یہ اعتراض کرین کہ ممکن ہے کہ آپ کا فریق مخالف۔ آپکی اس میزان اور ترازو کو نمانے - ہین اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ وہ ایسا ترازو ہے کہ ممکن نہین کہ اسکو سمجھ سوچکر کوئی انکار کرے۔ اور فرقہ اہل تعلیم تو کسی طرح اس کے مخالف ہی نہین ہوسکتا کیونکہ وہ میزان اور ترازو قرآن مجید سے لی گئی ہے۔ اور اسی سے مین نے اسکو نکالا ہے - اور اہل منطق بھی اسمین مخالفت نہین کرسکتے کیونکہ وہ ان کی منطقی شرایط کے مطابق ہے اور نیز متکلمین بھی اس سے انکار نہین کرسکتے - کہ جس طرح ثبوت مطلوب کے لیے وہ دلائل پیش کیا کرتے ہین اور علم کلام مین حق کو ثابت کیا کرتے ہین اسی طرح کی وہ میزان ہے - اسپر اگر کوئی قائل کہے کہ جب آپ نے ایسی میزان قایم کرلی ہے تو پھر خلق مین سے خلاف اور تفرقہ باہمی کو آپ نے کیون نہین رفع کردیا - اس کے جواب مین مین دعوی سے کہتا ہون کہ اگر لوگ میری بات کو کان لگاکر سنتے تو مین ان مین سے اس خلاف کو اٹھا دیتا

شناخت مین کون افضل ہے - جو افضل ہو اُسی کا اتباع کرے
اسی طرح مذاہب مین اجتہاد کا اتباع ہے - یعنی خلق کو اجتہاد
مین انبیاء اور آیمہ مجتہدین کی ضرورت ہے باوصف اس علم کے
کہ کبھی مجتہدین سے اجتہاد مین خطا اور غلطی بھی ہوجاتی ہے
بلکہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنے فرمایا ہے کہ مین
ظاہر کے حال پر حکم دیتا ہون - اور اسرار کو اللہ کے علم پر
چھوڑتا ہون یعنی مین ظن غالب پر حکم کرتا ہون - اور جو
گواہون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے - کبھی اُسمین خطا
اور غلطی بھی ہوجاتی ہے - جب ایسے اجتہادون مین خطا
اور غلطی سے انبیاء بھی محفوظ نہین ہین تو دوسرون سے
کب اُمید ہوسکتی ہے کہ وہ خطا اور غلطی سے ایسے اجتہاد
مین محفوظ اور مامون رہین گے - یہان پہ اہل تعلیم دو سوال
پیش کرتے ہین -

اوّل یہ کہ آپ کا یہ حیلہ اجتہادات مین تو چل جاتا ہے لیکن
قواعد عقاید مین مخطی اور خطا کار مجتہد معذور اور قابل معافی
نہین ہے - پس اختلاف کی صورت مین جو عقاید مین ہو آپ کیا
کرینگے - مین جواب دیتا ہون - کہ عقاید کے قواعد اور اصول قرآن مجید
اور حدیث شریف مین موجود ہین - اور اُنکے علاوہ جسقدر تفصیل اور
تشریح امور متنازع فیہ مین درکار ہے - قسطاس یعنی میزان مستقیم کے ساتھ

فمعرفة الافضل فتتبع ذلك الاعلم بدلالة الاشياء فكذلك في المذاهب فتتبع ذلك الاجتهاد فحوج الخلق الى الاجتهاد من ضرورة الانبياء والائمة مع العلم بانهم قد يخطئون وقد قال رسول الله صلعم انا نحكم بالظاهر والله يتولى السرائر اي انا احكم بالظن الحاصل من قول الشهود وربما اخطئوا فيه ولا سبيل الى الامن من الخطاء للانبياء في مثل هذه المجتهدات فكيف يطمع في ذلك - ولهم هيهنا سؤالان احدهما قولهم هذا ان صح في المجتهدات فلا يصح في قواعد العقائد اذ المخطي فيه غير معذور فكيف السبيل - فاقول قواعد العقائد يشتمل عليها الكتاب والسنة وما وراء ذلك من التفصيل والمتنازع فيه يعرف الحق فيه بان يوزن بالقسطاس المستقيم

وقد حصلت فی العالم من برکات تعلیمکم الخلاف ما لم یکن بمثله عهد فان ادعیت انک تنزع الخلاف بین الخلق ولکن المتحیر بین المذاهب المتعارضة والاختلافات المتقابلة لا یلزمه الاصغاء الیک دون خصومک واکثر الخصوم یخالفونک ولا فرق بینک وبینهم وهو سؤال الثانی فاقول هذا اولاً ینقلب علیک فانک اذا دعوت هذا المتحیر الی نفسک فیقول المتحیر بم صرت اولیٰ من مخالفیک واکثر اهل العلم یخالفونک فلیت شعری بماذا تجیب اتجیب بان تقول امامی منصوص علیه فمن یصدقک فی دعوی النص وهو لم یسمع النص من الرسول

بھی امام کی تعلیم سے اس قسم کا خلاف رفع نہ کیا۔ اور خلاف رفع کرنا تو درکنار۔ وہ اندیشے آپ کی برکت سے وقوع مین آئے جو پیشتر کسی زمانہ مین پیدا نہ ہوئے تھے۔

دوسرا سوال اُن کا ہم سے یہ ہے کہ آپ دعویٰ کرتے ہین کہ مین خلق سے خلاف باہمی کو رفع کردون گا۔ لیکن جو شخص مذاہب متعارضہ اور اختلافات متقابلہ مین حیران ہے اُسپر لازم نہین کہ وہ صرف آپ ہی کے پاس حق سُننے کے لیئے آئے۔ اور آپ کے مخالف کے پاس نہ جائے۔ اور آپ کے بہت فریق مخالف ہین اُن مین اور آپ مین اُسکے نزدیک کچھ فرق نہین۔ مین اُس کے جواب مین کہتا ہون کہ یہی سوال آپ پر لوٹتا ہے کیونکہ جبکہ آپ نے ایسے متحیر ڈانواڈول کو ہدایت کے لیئے اپنی طرف بُلایا تو وہ متحیر اسی طرح آپ کو بھی کہہ سکتا ہے کہ کیا آپ بہ نسبت اپنے فریق مخالف کے کہ اکثر اہل علم آپکے برخلاف ہین۔ کچھ زیادہ استحقاق رکھتے ہین۔ مین نہین جانتا کہ آپ اس کا کیا جواب دینگے۔ کیا آپ یہ جواب دینگے کہ میرے امام کے معصوم ہونے پر نص صریح واقع ہے۔ لیکن وہ اسکو تسلیم نہ کرے گا۔ کیونکہ اس نے خود اُس نص کو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہین سُنا۔ اور لوگون کو یہ کہتے سُنا ہے

مین نے قسطاس المستقیم مین اس خلاف کے رفع کرنیکا طریق بیان کیا ہے۔ آپ اگر اسکو سوچین گے اور غور کرینگے تو آپ پر واضح ہوجائیگا۔ کہ وہ حق ہے اور اگر لوگ اسکو کان لگا کر سُنین تو وہ میزان اور ترازو ایسی ہے کہ خلاف باہمی کو اُٹھا دیتی ہے۔ مگر کیا کیا جاوے لوگ اسکو اچھی طرح سُنتے نہین ہان ایک فریق نے اسکو کان لگا کر سُنا تھا اُس کا خلاف اور تفرقہ اُٹھ گیا اور آپ نے بھی تو یہ چاہا تھا کہ باوجود لوگون کے نہ سننے کے خلاف کو اُن مین سے رفع کردین۔ پھر اب تک آپ کیون اسکو رفع نکرسکے۔ آپ تو کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی جو امامون کے سر اور سردار ہین وہ اسکو رفع نہ کرسکے اور یہ دعویٰ آپ کا کہ امام یہ قدرت رکھتا ہے کہ لوگون کو اپنے کلام کے سُننے پر جبراً مجبور کرے۔ تو پھر کیون آپ نے اب تک اُنہین اس امر پر مجبور نہین کیا۔ اور کس دن کے لیئے یہ توقف روا رکھا ہے۔ بلکہ یہ بات ہے کہ جتنا آپکے بنا والی امام نے اس بات کا دعویٰ کیا اُتنا ہی خلاف لوگونمین بڑہتا گیا اور مخالف زیادہ ہوگئے۔ یہان تک کہ اس خلاف سے ایک قسم کے سخت ترین ضرر اور نقصان کا خوف پیدا ہوگیا کہ مبادا عام خونریزی ہو۔ اور ملک کی بربادی اور بچون کا یتیم ہونا اور مستورات برہنگی اور مال کا غارت ہونا وقوع مین آسکے۔ سو آپ نے

وذكرت طريق رفع الخلاف في كتاب القسطاس المستقيم ثم ام التعلم انت وانه يرفع الخلاف قطعا لو اصغوا ولا تصغون باجمعكم بل قد اصغى الي طائفة فرفعت الخلاف بينهم وامامك يريد رفع الخلاف بينهم مع عدم اصغائهم فلم لم يرفع الى الآن ولم لم يرفع علي رضي الله عنه وهو راس الائمة او يدعي انه يقدر على حمل كافتهم على الاصغاء قهرا فلم لم يحملهم الى الآن والى اي يوم اجله وهل حصل بين الخلق بسبب دعوته الا زيادة خلاف وزيادة مخالف نعم لم يخش من الخلاف نوع من الضرر لا ينتهي الى سفك الدماء وتخريب البلاد وايتام الاولاد وقطع الطرق والاغارة على الاموال

کی طرف رجوع کرنا پڑیگا - جسکے آپ منکر ہین - اور آپکا فریق مخالف جو ایسی دلیلین بلکہ اِن سے بھی زیادہ واضح دلیلین پیش کریگا - اُسکا جواب دینا پڑیگا - یہ سوال اُنپر اس طرح سے اُلٹا ہے کہ اگر اُن کے متقدمین اور متاخرین سب جمع ہوکر جواب بنائین تو نہ بن سکے - اور ہمارے مناظرین نے جو پہلے اُن سے مباحثہ کیئے ہین - آنھون نے یہ خرابی کی کہ اپنی کمزوری سے اُس اعتراض کو اِنہین پر نہ پلٹایا بلکہ اُس کا طول طویل جواب دینا شروع کیا - جو نہ تو سریع الفہم تھا اور نہ فریق مقابل کو خاموش کرنیوالا - اگر کوئی اس اعتراض پر جواب کرے کہ یہ تو اُلٹا پٹنا ہوا - اُن پر یہی اعتراض وارد رہا - اور تمپر بھی - پس کیا اس کا کوئی شافی اور تحقیقی جواب بھی ہے - ہم کہین گے کہ ہان - ہے - وہ یہ ہے کہ جب کوئی متحیر اور متلاشی کہے کہ مین متحیر ہون اور کسی مسئلہ کا تعین نہ کرے - جس مین وہ متحیر ہے - تو ہم اُسے کہینگے - کہ تو گویا ایسا مریض ہے - جو کہ یہ کہتا ہے کہ مین مریض ہون - اور اپنا مرض نہین بتلاتا - اور علاج چاہتا ہے - اُس سے ہم یہ کہین گے کہ مرض مطلق کا کوئی علاج نہین - بلکہ مرض کو خاص کرنا چاہیے جیسے دردسر اسہال وغیرہ - اسی طرح متحیر کو چاہیئے کہ اُس مسئلہ کو بتلائے - جسمین وہ متحیر ہے - اگر وہ اُس مسئلہ کو متعین کریگا

التي ينكرها فان خصمه يدلي بمثل تلك الادلة واوضح منها وهذا السؤال انقلب عليهم اشكالا لو اجتمع اولهم واخرهم على ان يجيبوا عنه لم يقدروا عليه وانما نشأ الفساد من جماعة من الضعفة ناظروهم فلم يشتغلوا بالقلب بل بالجواب والتطويل فلم يسبق الى الافهام فلم يكن مما يفحم الخصم ويقطع شغبه فان قال قائل هذا قلب وليس بجواب فهل له جواب قلنا نعم فان المتحير ان قال انا متحير ولم يعين المسألة التي هو متحير فيها يقال له انت كمريض يقول انا مريض ولا يعين مرضه ويطلب علاجه فيقال له ليس في الوجود علاج للمرض المطلق بل لمرض معين من صداع او اسهال او غيرهما فكذلك المتحير ينبغي ان يعين ما هو متحير فيه فان عين المسألة

فقال هب انه ... قبل النبوة ... فاذا كان ... مجيبا سلم لك النص ثم كذبك ... على اختراعك و ... مع تطابق اهل العلم وانما يسمع ...

کہ آپ جھوٹے اور اختراع کرنیوالے ہین۔ بعد ازین مین کہتا ہون کہ فرض کیجئے کہ اُس نے آپکی نص کو تو مان لیا ہے مگر جب وہ اصل نبوت مین ہی متحیر اور ڈانواں ڈول ہے تو کیا آپ کے امام معصوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے حجت پیش کرین گے اور یون کہین گے کہ میری صداقت کی یہ دلیل ہے کہ مین تیرے باپ کو زندہ کرسکتا ہون۔ اور زندہ بھی کردیا اور اُس زندہ شدہ نے بھی اپنے بیٹے سے کہا کہ یہ سچا ہے لیکن وہ کیونکر اُسکو سچا بالضرور مان سکتا ہے۔ جبکہ ایسے قسم کے معجزے سے تمام لوگون نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا پیغمبر نہ مانا۔ بلکہ اسپر بھی بہت سے مشکل سوالات ہین جو سوائے دقیق بحث عقلی کے دفع نہین ہوسکتے۔ اور عقلی بحث پر آپ کا اعتقاد نہین اور معجزے کی صداقت کو کوئی ثابت نہین کرسکتا۔ جب تک سحر اور معجزہ مین تمیز اور فرق ثابت کرکے نہ دکھلایا جاوے۔ اور وہ ثابت نہین ہوسکتا۔ جب تک کہ یہ ثابت نہ ہوجاوے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو گمراہ نہین کرتا۔ اور یہ بات مشہور ہے کہ اس سوال کا جواب مشکل ہے۔ پس یہ امور کسطرح دریافت ہوسکین۔ جس حالت مین کہ آپ کا امام بہ نسبت مخالف کے زیادہ تر مستحق اطاعت نہین۔ اسصورت مین ضرور آپکو دلائل عقلیہ

على صدق عيسى فيقول الدليل احياء اباك فاحياه فشاطقني باني محق فاذا اعلم صدقه ولم يدر ... كافر مخالف صدق عيسى بمعجزة المعجزة بل عليه من الاسئلة المشكلة ما لا يدفع الا بدقيق النظر العقلي ولا نظر العقلي عندك ولا يعرف دلالة المعجزة على الصدق ما لم يعرف التمييز بين السحر والمعجزة وبين المعجزة ولا يعرف ان الله لا يضل عباده وسؤال الاضلال وعسر الجواب عنه مشهور فبما ذا يندفع جميع ذلك وليت شعري ... امامك اولى بالمتابعة من مخالفه ... الى الادلة العقلية

الا بعد عرض على بطلانه
وفي كتاب القسطاس المستقيم وهو كتاب
مستقل بنفسه مقصوده بيان ميزان العلوم واظهار الاستغناء
عن الامام المعصوم لمن احاط به بل المقصود ان التعليمية ليس معهم شيء من الشفاء المنجي من ظلمات الآراء بل هم مع عجزهم عن اقامة البرهان على تعيين الامام طال ما جربناهم فصدقناهم في الحاجة الى التعليم والى المعلم المعصوم وانه الذي عينوه ثم سألناهم عن العلم الذي تعلموه من هذا المعصوم وعرضنا عليهم اشكالات فلم يفهموها فضلا عن القيام بحلها فلما عجزوا احالوا على الامام الغائب وقالوا انه لا بد من السفر اليه والعجب انهم ضيعوا عمرهم في طلب المعلم وفي التبجح بالظفر به ولم يتعلموا منه شيئا اصلا كالمتضمخ بالنجاسة يتعب في طلب الماء حتى اذا وجده لم يستعمله وبقي متضمخا بالخبائث

جواب ہے جو طوس مین میرے سامنے پیش کیئے گئے - اور
خامساً کتاب قسطاس المستقیم مین جس کا مقصود خاص میزان علوم کا
بیان کرنا ہے اور اظہار اس امر کا کہ امام کے معصوم ہونے کی
ہمیشہ کچھ حاجت نہین - یہان تو یہ جتلانا مقصود ہے کہ تعلیمین کے
پاس ظلمت نجاست اور خباثت سے نجات دینے والی کوئی چیز نہین
بلکہ وہ اپنے امام کو بھی دلیل سے معین نہین کرسکتے - با این ہمہ
ہمنے ایکدفعہ انکا تجربہ کیا اور انکے اس قول کو تصدیق بھی کیا
کہ انکو بالضرور تعلیم کی حاجت ہے - اور معلم معصوم کی ضرورت ہے
اور یہ بھی تسلیم کرلیا کہ وہ امام معصوم سے سیکھے ہین - مگر جب انپر
اعتراضات کیئے تو وہ ان اعتراضون کو سمجھ نہ سکے - چہ جائیکہ
ان کو حل کرسکتے - جب وہ عاجز ہوگئے - تو انھون نے امام غائب
کا حوالہ دیا اور کہا کہ انکی خدمت مین سفر کرکے جانا چاہیئے - اور
ان سے پوچھنا چاہیئے - تعجب کی بات تو یہ ہے کہ
انھون نے علم کی تلاش مین اپنی عمر ضایع کی -
اور پھر اسمین کامیاب ہونے پر مسرت اور خوشی
بھی ظاہر کی - لیکن با اینہمہ پھر بھی کچھ نہ سیکھا - جیساکہ نجاست
آلودہ کوئی پانی کی تلاش مین مارا مارا پھرے - جب
اسے پانی مل جائے تو اس کو اس نجاست کے
دور کرنے مین استعمال نہ کرے - اور ناپاک رہے

جسمین اُسے حیرت ہے - تو اُسمین حق و باطل کی تمیز اُنھین موازین خمسہ سے ہوجائیگی - جنکا پہلے بیان ہوا - اُس میزان کو دیکھکر ہر ایک سمجھدار یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سچا ترازو ہے - اور اسکے تول پر پورا پورا اعتماد ہوسکتا ہے - اور اسی میزان سے اس میزان کے حق ہونیکا علم اور یقین حاصل ہوسکتا ہے - اور اسی سے دوسرے امر وزن کردہ شدہ کی حقیقت اور درستی کا ایسا یقین حاصل ہوجائیگا جیساکہ علم حساب کا طالبعلم بذریعہ حساب ہی کے حساب کی صحت اور درستی کو اور نیز معلم کی علمیت اور صداقت کو دریافت کرلیتا ہے - اور اسکو صحیح جانتا ہے - مین نے اس امر کو کتاب قسطاس المستقیم مین بوضاحت ۲۰ ورق کے اندر اندر بیان کیا ہے - وہان اسکو دیکھنا چاہیے یہان اصل مطلب تعلیمین کے مذہب کا ابطال نہین ہے کہ اسکا بیان تو مین پہلے ہی کئی کتابون مین کرچکا ہون اولاً کتاب مستظہری مین - اور ثانیاً کتاب موسومہ حجتہ الحق مین کہ ان کتابون مین جوابات اُن مسائل سے متعلق ہین جو بغداد مین میرے سامنے پیش کیئے گئے - اور ثالثاً کتاب مفصل الخلاف مین جو بارہ فصل کی ہے کہ اس کتاب مین جواب اُنکی باتون کا ہے جو ہمدان مین میرے سامنے پیش کیگئین - اور رابعاً کتاب مستی الدرج مین جو بصورت نقشہ کے ہے کہ اسمین اُن ضعیف سوالات کا

معرفة الحق فيها
بالوزن بالموازين
الخمسة التي له
يتعلمها احد بل
ويعرف سلامته
الميزان الحق الذي
يتعلق بكل ما وزن
به فيفهم الميزان
ويفهم الضامنه
صحة الوزن كما
يتفهم متعلم علم
الحساب بنفس الحساب
ويكون معلم الحساب
عالما بالحساب وصادقا
فيه وقد اوضحت
ذلك في كتاب القسطاس
في مقدار عشرين
ورقة فليتأمل فيه وليس
المقصود الآن بيان
فساد مذهبهم
فقد ذكرت ذلك
في كتاب المستظهري
اولا وفي كتاب حجة
الحق ثانيا وهو جواب
كلام لهم عرض
علي ببغداد وفي
كتاب مفصل الخلاف
الذي هو اثنا
عشر فصلا ثالثا
وهو جواب كلام
عرض علي بهمدان
ورابعا في كتاب الدرج
المرقوم بالجداول
وهو من ركيك كلامهم

علمه فما فدنا منه تعليمية وقفت الحال الا انه اذا سئلت عن هذا فاطلبه فانا مقيد بهذا القدر فقط لا انه علمه او زاده حل ذلك لا نفهم لا يحب جميع لا نفى الاشكالات بل عجز عن فهمه فضلا عن جوابه فهذه حقيقة حالهم فاخبرهم فلما خبرناهم نفضنا اليد عنهم ايضا

تسلیم کرچکے ہین ہمیں چونکہ آپنے معلم سے تعلیم پائی ہے اس لیے براہ مہربانی آپ اس علم کی ہمین بھی تعلیم دین۔ اور مستفید فرمائین۔ تو اُس وقت کہہ دیتے ہین۔ کہ ہان اب جو تمنے تعلیم اور معلم کی ضرورت کو تسلیم کرلیا ہے۔ اب آپ اس علم کی تلاش کیجیے۔ ہماری غرض فقط اتنی ہی تھی۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہین تبلاتے۔ کیونکہ جانتے ہین کہ اگر اس سے زیادہ زبان ہلائی تو ساری قلعی کہل جائے گی ادنی سے ادنی اشکال حل کرنا توبجائے خود رہا۔ اعتراض ہی سمجھ مین نہین آئیگا۔ یہ اُن کی حقیقت حال ہے۔ اگر تو آزمائیگا تو اُن سے متنفر ہوگا۔ ہمنے جب اُنہین آزمالیا تو اُن سے ہاتھ اپنا اُٹھا لیا۔

القول فی طرق الصوفیة

قول ۶ طریق صوفیہ کے بیان مین

ثم انی لما فرغت من هذه العلوم اقبلت بهمتی علی طریق الصوفیة وعلمت ان طریقتهم انما تتم بعلم وعمل وکان حاصل علمهم قطع عقبات النفس والتنزه عن اخلاقها المذمومة وصفاتها الخبیثة حتی یتوصل بها الی تخلیة القلب

جب مین ان علوم سے فراغت پاچکا تو صوفیہ کرام قدس اللہ اسرارہم کے طریق کی طرف متوجہ ہوا۔ تب پہچان جانا کہ اُن کا طریق علم اور عمل دونون سے پورا ہوتا ہے۔ اور اُن کے عمل کا نتیجہ اور حاصل یہ ہے کہ عقبات نفس کے قطع ہوجاتے ہین۔ اور وہ اخلاق مذمومہ اور صفات خبیثہ سے منزہ اور مبرا

کلامه واسترذله وهو المحکی فی کتاب اخوان الصفا وهو على التحقيق حشو الفلسفة فالعجب ممن يتعب طول العمر في تحصيل العلم ثم يقنع بمثل ذلك العلم الركيك المستغث ويظن انه ظفر باقصى مقاصد العلوم فهؤلاء ايضا جربناهم وسبرنا ظاهرهم وباطنهم فرجع حاصلهم الى استدراج العوام وضعفاء العقول ببيان الحاجة الى المعلم ومجادلتهم في انكارهم الحاجة الى التعليم بكلام قوي مفحم حتى اذا ساعدهم على الحاجة الى المعلم مساعد وقال هات

طاليس بل استرك ... رد عليه ارسطا ... الفلاسفة وقد ... ارك مذاهب ... الاوائل ومذهبه ... وهو رجل من قدماء ... فلسفة فيثاغورس ... ما ذكره فيثا من رسالة ... من علومهم وعاد حاصل ... ومنهم من ادعى شيئا

اور بعض کہ تعلیمین مین سے ایسے لوگ ہین کہ وہ علم کا دعوےٰ کرتے ہین اور جو وہ بیان کرتے ہین وہ کچھہ ضعیف سے مسایل فلسفیہ فیثا غورس کے ہین جو حکماء متقدمین مین سے ہے اور اُس کا مذہب سارے حکماء فلاسفہ کے مذہب سے زیادہ سست اور ضعیف ہے۔ جسکی تردید حکیم ارسطا طالیس نے کی ہے ۔ بلکہ اُس کے کلام کو رکیک اور ضعیف سمجھا ہے جسکی حکایت رسالہ اخوان الصفا مین ہے ۔یہ مذہب از روئے حقیقت علم فلسفہ کے ردّی اور بھرتی اور حشو ہے ۔ پس تعجب ہے کہ ایک شخص ساری عمر علم کی طلب مین ضایع کرے ۔ اور پھر اس قسم کی ضعیف اور فاسد باتون پر اعتماد کر بیٹھے ۔ اور یہ سمجھے کہ ہم اعلےٰ مقاصد علوم پر کامیاب ہوگئے ۔ اس فریق کا بھی ہمنے از روئے ظاہر و باطن کے تجربہ کیا اُن کے اقوال و احوال کا خلاصہ یہی نکلا کہ عوام سادہ لوحون کو دہوکا دیتے ہین ۔ کہ تمہارا مذہب درست نہین تمہین تعلیم کی ضرورت ہے اور نیز معلم کی حاجت ہے ۔ یہ سادہ لوح ضرورت تعلیم اور معلم کا انکار شروع کرتے ہین ۔ اور وہ مضبوط دلایل سے تعلیم اور معلم کی ضرورت کو ثابت کر کے قایل کر لیتے ہین ۔ اگر کوئی انہین کہے کہ ہم تعلیم اور معلم کی ضرورت

حال سے اور اپنی صفات کے پلٹنے سے حاصل ہو سکتی ہین
اس کا ایسا حال ہے جیسے کوئی شخص صرف صحت اور سیر
شکم ہونے کی تعریف سیکھ لے اور اُن کے اسباب اور شرائط
پر بخوبی حاوی ہوجاوے مگر اس سے وہ صحیح اور سیر شکم
نہین ہوتا۔ اس لیئے کہ ان دونون حالتون مین بڑا فرق ہے
علیٰ ہذالقیاس۔ ایک شخص نے نشہ کی تعریف سیکھ لی کہ
وہ ایک حالت ہے جو معدہ سے دماغ کی طرف بخارات کے
صعود کرنے اور چشمہ فکر وغیرہ پر مستولی ہونے سے طاری
ہوتی ہے اور ایک شخص سکر اور نشہ مین چور ہوا ہوا
ہے لیکن وہ سکر کی تعریف اور اُس کے اسباب کو نہین
جانتا۔ ان دونون مین بڑا فرق ہے۔ دیکھو طبیب سکر
اور نشہ کی تعریف اور اُس کے ارکان بخوبی جانتا ہے مگر
اس سے اُسے نشہ حاصل نہین ہوتا۔ اور نیز طبیب حالت
مرض مین صحت کی تعریف اور اُس کے اسباب اور ادویات
بخوبی جانتا ہے حالانکہ وہ صحت سے بے بہرہ ہے اور اسیطرح
جو کوئی زہد کی حقیقت اور شرائط اور اسباب اُسکے دریافت
کرلے وہ زاہد نہین ہوتا اور اُس کے نفس کو فی الواقع دنیا سے
بے رغبتی حاصل نہین ہوتی۔ پس جب مجھکو یقیناً یہ معلوم
ہوگیا کہ صوفیہ کرام رح صاحب حال ہین۔ نہ صرف صاحب اقوال

والعمال وتبدیل الصفات فکم من الفرق بین ان یعلم حد الصحة وحد الشبع واسبابهما وشروطهما وبین ان تکون صحیحا وشبعان وبین ان یعرف حد السکر وانه عبارة عن حالة تحصل من استیلاء ابخرة تتصاعد من المعدة علی معادن الفکر وبین ان یکون سکران بل السکران لا یعرف حد السکر وعلمه وهو سکران وما معه من علمه شیء والصاحی یعرف حد السکر وارکانه وما معه من السکر شیء والطبیب فی حالة المرض یعرف حد الصحة واسبابها وادویتها وهو فاقد لها فکذلک فرق بین ان تعرف حقیقة الزهد وشروطها واسبابها وبین ان یکون حالک الزهد وعزوف النفس عن الدنیا فعلمت یقینا انهم ارباب الاحوال لا اصحاب الاقوال

عن غیر اللہ تعالیٰ وتحلیتہ بذکر اللہ وکان العلم ایسر علی من العمل فابتدأت بتحصیل علمہم من مطالعۃ کتبہم مثل قوت القلوب لابی طالب المکی رحمہ اللہ وکتب الحارث المحاسبی والمتفرقات المأثورۃ عن الجنید والشبلی وابی یزید البسطامی وغیر ذلک من کلام مشایخہم حتی اطلعت علی کنہ مقاصدہم العلمیۃ وحصلت ما یمکن ان یحصل من طریقہم بالتعلم والسماع فظہر لی ان اخص خواصہم ما لا یمکن الوصول الیہ بالتعلم بل بالذوق

ہوکر اخلاق محمودہ اور صفات حمیدہ سے آراستہ اور پیراستہ ہوجاتا ہے۔ اور دل غیر اللہ تعالیٰ سے خالی ہوکر۔ ذکر اللہ تعالیٰ سے متجلی ہوجاتا ہے۔ اور چونکہ مجھکو اُن کے عمل کی بہ نسبت اُنکے علم کا مرحلہ طے کرنا سہل اور آسان تھا۔ اس لیئے مین نے پہلے اُن کا علم تحصیل کرنا اُنکی کتابون سے شروع کیا۔ جیسے کہ کتاب قوت القلوب حضرت حضرت ابوطالب مکی رحؒ کی۔ اور دیگر کتابین حضرت حارث محاسبی رحؒ اور حضرت جنید رحؒ اور حضرت شبلی رحؒ اور بایزید بسطامیؒ وغیرہ مشایخ قدس اللہ اسرارہم کی ہین اس مطالعہ سے مجھکو اُن کے علمی مقاصد کی کُنہ اور ماہیت معلوم و مفہوم ہوگئی۔ اور جہان تک اُن کے طریق کی تحصیل تعلّم اور سماع کے ذریعہ سے ممکن تھی۔ مینے حاصل کرلی۔ لیکن اس سے مجھکو ثابت ہوگیا کہ اُنکے اخص خواص اور لطایف نکات تعلّم سے حاصل نہین ہوسکتے۔ ذوق اور

۱؎ دیکھو لغات صفحہ ۹۸ - وفات آپکی ۳۸۶ھ مین بغداد مین ہوئی ۱۲
۲؎ ,, ,, ,, ۴۵ - وفات ,, ۲۴۳ھ ,, ,, ,,
۳؎ ,, ,, ,, ۵۳ - ,, ,, ۲۹۹ھ ,, ,, ,,
۴؎ ,, ,, ,, ۱۱۵ - ,, ,, ۳۳۴ھ ,, ,, ,,
۵؎ ,, ,, ,, ۳۰ - ,, ,, ۲۶۱ھ مین بُسطام مین ہوئی ۱۲

مال و جاہ سے رُوگردانی کرنے اور شور و غل اور علایق سے متنفر ہونیکے سوا حاصل نہیں ہوتیں ۔ تب مین نے اپنے احوال کی طرف دیکھا تو پایا کہ مین تو دنیوی علایق و عوایق مین گرفتار ہون ۔ جو مجھ ہر چہار طرف سے گھیرے ہوئے ہین ۔ پھر مین نے اپنے اعمال کی طرف نظر دوڑائی تو مین نے دیکھا کہ میرا بہت اچھا کام تدریس و تعلیم ہے لیکن اُسمین بھی بہت سے علوم غیر ضروری داخل ہین جو طریق آخرت مین کچھ مفید نہین ۔ پھر مین نے اپنی تدریس کی نیت کو دیکھا کہ کیسی ہے تو ثابت ہوا کہ خالصاً للہ نہین بلکہ طلب جاہ اور شہرت و ناموری کے لیئے ہے ۔ پس ان سب وجوہات سے مجھے یقین ہوگیا کہ مین دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر ہون اور قریب ہے کہ مین اُسمین گر جاؤن ۔ اگر اپنے حال کی تلافی نہ کرون ۔ پس مجھے یہ فکر دامنگیر ہوگیا ۔ اسوقت تک زمام اختیار میرے ہاتھ مین تھی ۔ کبھی تو مین بغداد سے چلے جانیکا قصد مصمم کرتا تھا ۔ اور اس حالت کے پلٹنے کا اور کبھی اس قصد کی کمر کو کھول بیٹھتا تھا ۔ ایک پاؤن آگے بڑھاتا تھا تو دوسرا پاؤن پیچھے کو ہٹاتا تھا ۔ اگر کبھی صبح کو حصولِ عقبیٰ کی صادق رغبت پیدا ہوتی تھی تو اُسی شام کو خواہشات نفسانیہ کا لشکر حملہ آور ہوکر اُسکو مغلوب کردیتا تھا ۔ دنیاوی ہوس کے زنجیر مجھے کھینچ کھینچ کر ایطرف لیئے جاتے تھے

الا بالاعراض عن الجاه والمال والهرب من الشواغل والعلائق ثم لاحظت احوالي فاذا انا منغمس في العلائق وقد احدقت بي من الجوانب ولاحظت اعمالي واحسنها التدريس والتعليم فاذا انا فيها مقبل على علوم غير مهمة ولا نافعة في طريق الآخرة ثم تفكرت في نيتي في التدريس فاذا هي غير خالصة لوجه الله تعالى بل باعثها ومحركها طلب الجاه وانتشار الصيت فتيقنت اني على شفا جرف هار واني قد اشفيت على النار ان لم اشتغل بتلافي الاحوال فلم ازل اتفكر فيه مدة وانا بعد على مقام الاختيار اصمم العزم على الخروج من بغداد ومفارقة تلك الاحوال يوما واحل العزم يوما واقدم فيه رجلا واؤخر عنه اخرى لا تصدق لي رغبة في طلب الآخرة بكرة الا ويحمل عليها جند الشهوة حملة فيفترها عشية فصارت شهوات الدنيا تجاذبني بسلاسلها الى المقام

وان ما یمکن تحصیله بطریق العلم فقد حصلته ولم یبق الا ما لا سبیل الیه بالسماع والتعلم بل بالذوق والسلوک وکان قد حصل معی من العلوم التی مارستها والمسالک التی سلکتها فی التفتیش عن صنفی العلوم الشرعیة والعقلیة ایمان یقینی بالله تعالی وبالنبوة وبالیوم الآخر فهذه الاصول الثلاثة من الایمان کانت رسخت فی نفسی لا بدلیل معین محرر بل باسباب وقرائن وتجارب لا تدخل تحت الحصر تفاصیلها وکان قد ظهر عندی انه لا مطمع لی فی سعادة الآخرة الا بالتقوی وکف النفس عن الهوی وان رأس ذلک کله قطع علاقة القلب عن الدنیا بالتجافی عن دار الغرور والانابة الی دار الخلود والاقبال بکنه الهمة علی الله تعالی وان

اور یہ بھی مجھے دریافت ہوا کہ جو تصوف کا حصہ علم سے تعلق رکھتا ہے اور پڑھنے اور سننے سے حاصل نہیں ہوتا وہ ہنوز باقی ہے۔ الا علوم شرعیہ اور علوم عقلیہ سے جن میں مجھکو مزاولت اور مشق تھی مجھکو ان تین امور کا یقین کلی حاصل ہوچکا تھا۔ اور نقش بر سنگ کی طرح ذہن نشین ہوچکے تھے۔ کہ

۱- اللہ تعالیٰ حق ہے
۲- نبوت و رسالت برحق ہے۔
۳- روز آخرت حق ہے۔

اور ان تینوں باتوں پر ایمان کامل بدون کسی دلیل معین اور برہان کے میرے دل میں جما ہوا تھا۔ اور جن اسباب و قراین اور تجربوں سے ان اصول پر مجھکو ایمان کامل حاصل ہوا تھا اُن کی تفصیل تحریر میں نہیں آسکتی۔ اور جبکہ مجھکو یہ معلوم ہوگیا کہ سعادت آخرت کی بدون تقویٰ کے اور نفس کو ہوا سے بچانے کی کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور ان سب کی اصل علاقہ دل کو دنیا سے قطع کرنا اور اس دار غرور سے منھ پھیر کر دار پائیدار کی طرف رجوع لانا نہایت ہمت سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور یہ باتیں

لہ نوٹ:- اے جوانانِ محمدی ان تین باتوں پر آپکا ایمان بھی ایسا ہی ہونا چاہیے جیسے کہ لیکن ایمان ہونے کے لیے ان تین باتوں میں دلیل کی ضرورت نہیں ہے نہ جانے کہ قرآن حق ہے۔ کہ ما پیرا عتقاد وہ تو کچھ میں نے حاصل کرلیا ہے مگر جو حصہ ذوق و حال اور سلوک و عمل سے تعلق رکھتا ہے۔ ۱۲

ان ادرس یوما واحدا تطییبا لقلوب المختلفة فکان لا ینطق لسانی بکلمة ولا استطیعها البتة ثم اورثت ہذہ العقلة فی اللسان حزنا فی القلب بطلت معه قوة الہضم ومراءة الطعام والشراب فکان لا ینساغ لی ثرید ولا تنہضم لی لقمة وتعدی الی ضعف القوی حتی قطع الاطباء طمعہم من العلاج وقالوا ہذا امر نزل بالقلب ومنه سری الی المزاج فلا سبیل الیه بالعلاج الا بان یتروح السر عن الہم الملم ثم لما احسست بعجزی وسقط بالکلیة اختیاری التجأت الی الله تعالی التجاء المضطر الذی لا حیلة له فاجابنی الذی یجیب المضطر اذا دعاہ وسہل علی قلبی الاعراض عن الجاہ والمال والاولاد والاصحاب واظہرت عزم الخروج الی مکة وانا ادبر فی نفسی سفر الشام

کے دل خوش کرنے کے لیے کچھہ اُنہیں پڑہاؤں تو زبان سے ایک لفظ نہیں نکل سکتا تہا - اور زبان نہیں چلتی تھی - اس زبان کی بندش سے نہایت رنج و قلق ہوا - اور میری قوت ہاضمہ بھی جاتی رہی اور کھانا پینا ہضم ہونے سے رہگیا - نہ ایک گھونٹ پانی کا پیا جاسکتا تھا اور نہ ایک لقمہ ہضم ہوتا تھا - سب خواہشیں منقطع ہوگئیں اور سب قوتیں ضعیف - حتیٰ کہ اطبا علاج سے مایوس ہوگئے - اور اُنہوں نے بتلایا کہ پہلے کوئی صدمہ اس کے دل پر پہنچا ہے - پھر اُسکی سرایت مزاج کی طرف ہوئی ہے اب اس کا علاج بدون اس کے ممکن نہیں کہ پہلے دل کو اس صدمہ اور غم و اندوہ سے راحت اور آفاقہ ملے - پس جب میں نے معلوم کرلیا کہ میں عاجز محض ہوگیا اور کوئی اختیار میرا باقی نہیں رہا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں التجا کی جس طرح کہ بے اختیار اور بے حیلہ اور بے وسیلہ التجا کیا کرتا ہے - پس اُس حضرت مجیب الدعوات نے جو بیقراروں اور بے اختیاروں کی دُعا قبول کرتا ہے میری دعا و استدعا قبول فرمائے - اور میرے دل پر جاہ و منصب اور عیال و مال اور اولاد و احباب سے روگردانی کرنی آسان ہوگئی - پس میں نے ظاہر کیا کہ میں مکہ معظمہ کو جانا چاہتا ہوں - لیکن میرے دل میں ملک شام کا

ومنادي الايمان ينادي الرحيل الرحيل فلم يبق من العمر الا القليل وبين يديك السفر الطويل وجميع ما انت فيه من العلم والعمل رياء وتخييل فان لم تستعد الآن للآخرة فمتى تستعد وان لم تقطع الآن العلائق فمتى تقطع فعند ذلك تنبعث الداعية وينجزم العزم على الهرب والفرار ثم يعود الشيطان ويقول هذه حال عارضة اياك ان تطاوعها فانها سريعة الزوال وان اذعنت لها وتركت هذا الجاه العريض والشان المنظوم الخالي عن التكدير والتنغيص والامر المسلم الصافي عن منازعة الخصوم ربما التفتت اليه نفسك ولا يتيسر لك المعاودة فلم ازل اتردد بين تجاذب شهوات الدنيا ودواعي الآخرة قريبا من ستة اشهر اولها رجب سنة ثمان وثمانين واربعمائة وفي هذا الشهر جاوز الامر حد الاختيار الى الاضطرار اذ اقفل الله على لساني حتى اعتقل عن التدريس فكنت اجاهد نفسي

اور ایمان کی منادی کرنیوالا وہان پر یہ آواز دیتا تھا کہ کوچ ہے کوچ - اب عمر بہت تھوڑی باقی ہے اور سفر دور و دراز درپیش ہے اور یہ جو علم و عمل تیرے گرد وپیش ہین یہ سب ریا اور توہم ہین - اگر تو آخرت کے لیئے اب مستعد نہوا تو پھر کب مستعد ہوگا - اور اگر اب قطع علایق نہین کریگا تو پھر کب کریگا - اس حالت مین جب ارادہ ہوتا تھا کہ یہان سے بھاگ جاؤن تو شیطان آکر کہتا تھا کہ یہ تو عارضی خیالات ہین ان کی پیروی مت کرنا کیونکہ یہ سریع الزوال ہین - اگر تو اس خیال موہوم کی پیروی کرکے اس جاہ و منصب اور شان و شوکت کو جو آج تجھکو بلا خدشہ اور بلا کدورت حاصل ہے چھوڑ دیگا تو غالباً تیرا نفس پھر اسکی طرف مایل ہوگا - اور پھر یہ اعزاز حاصل نہوسکیگا - مین ہمیشہ اسی تردد مین تھا کہ ادہر سے شہوات دنیوی کی کشمکش دنیا کی طرف کھینچتی تھی - اور ادہر آخرت کی رغبت اپنی طرف - اول رجب ۴۸۸ھ ہجری سے آخر ذی الحجہ سنہ مذکور تک چھ مہینے مین اسی کشاکش اور تردد مین رہا - اس ماہ ذی الحجہ مین معاملہ حد اختیار سے نکلکر حد اضطرار و عدم اختیار پر پہونچگیا - یعنی اللہ تعالے نے مجھپر یہ اکرام کیا کہ میری زبان ایسی بند کردی کہ پھر مین پڑھا نہ سکا - اس حال مین اگر مین کوشش بھی کرتا تھا کہ طلبا و شائقین

ماله وقفا على المسلمين فلم أر في العالم مالا يأخذه العالم لعياله أصلح منه ثم دخلت الشام وأقمت به قريبا من سنتين لا شغل لي إلا العزلة والخلوة والرياضة والمجاهدة اشتغالا بتزكية النفس وتهذيب الأخلاق وتصفية القلب لذكر الله تعالى كما كنت حصلته من علم الصوفية فكنت أعتكف مدة بمسجد دمشق أصعد منارة المسجد طول النهار وأغلق بابها على نفسي ثم رحلت منها إلى بيت المقدس أدخل كل يوم الصخرة وأغلق بابها على نفسي ثم تحركت في داعية فريضة الحج والاستمداد من بركات مكة والمدينة وزيارة رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الفراغ من زيارة الخليل صلوات الله عليه

مین صرف کرنے کے لیے میرے مال سے زیادہ اَور کونسا مال لائق تر ہے - بعدہ مین ملک شام کو چلا گیا - اور وہان دو سال کے قریب رہا - اس عرصہ مین بدون عزلت اور کنج خلوت اور مجاہدہ و ریاضت کے اَور کوئی شغل مجھکو نہین تہا - اور نیز تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق اور ذکر الٰہی سے قلب کا تصفیہ رہا جس طرح کہ مین نے علم تصوف مین سیکہا[1] تھا - میرا کام تھا دمشق کی ایک مسجد مین ایک مدت معتکف رہا کہ دن کو ایک منارہ پر چڑھکر اُسکا دروازہ بند کرلیا تہا اور سارا دن وہان ہی بیٹھا رہتا تھا - پھر بیت المقدس مین جاکر ہر روز ایک حجرہ مین جا گہستا تھا اور اُس کا دروازہ بند کرلیتا تھا - اس کے بعد میرا ارادہ سفر حج کا ہوا تاکہ حج کا فرض ادا کرون اور مکہ شریف اور مدینہ منورہ کی برکات فیضیات سے مستفید ہون - اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ وعلی نبینا صلوات اللہ کی زیارت سے فارغ ہوکر حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت پُرہ افاضت سے مشرف ہون تب

[1] یہان کسی صاحب کو یہ خیال نہ گذرے کہ حضرت امام کا کوئی مرشد نہ تھا انہون نے کتابون ہی کو پڑھکر آپ ہی آپ مجاہدہ کرکر تزکیہ نفس کرلیا کہ یہ اکسپٹنٹ رول ہے - مرشد حضرت امام کے حضرت شیخ ابو علی فارمدی رح تھے - (دیکھو نفحات صفحہ ۳۳ و رسالہ قدسیہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ)

سفر مقصد اور مستتر تھا۔ یہ اخفا اس خوف سے تھا کہ کہین خلیفہ وقت اور میرے یار دوست میری اس عزم سے اطلاع نہ پائین کہ ملک شام مین قیام کرنا چاہتا ہون۔ تب مینے لطایف الحیل کے ساتھ بغداد سے اس طرح نکلنے کا ارادہ ظاہر کیا کہ پھر وہان کبھی واپس نہ آؤنگا۔ اسپر عراق کے علماے دائمہ نے مجھکو تیر ملامت کا نشانہ بنایا کیونکہ اُن مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جو ترک منصب اور ترک دنیا کو امر دینی سمجھے۔ اس لیے کہ اُن کا خیال یہ تھا کہ دین مین سب سے زیادہ منصب اور اعلےٰ رتبہ یہی ہے جو اسے حاصل ہے اور عام لوگون کا حال کچھ نہ پوچھو جو عراق عرب سے بعید فاصلہ پر تھے وہ تو سمجھتے تھے کہ یہ استعفا اور ترک جاہ حکام کے اشارہ سے ہے اور جو حکام کے پاس رہتے تھے وہ دیکھتے تھے کہ حکام بصد الحاح و اصرار میری قیام تعلق کے لیے کوشش کر رہے ہین لیکن مجھے انکار ہے اور مجھے اُن سے اور اُن کی بات سے نفرت ہے آخر عوام یہ کہتے تھے کہ یہ آسمانی تقدیر ہے اور اہل اسلام اور فریق طالبان علم پر نظر بد لگی ہے پس مین نے بغداد کو چھوڑا اور جو مال میرے پاس تھا اُسمین سے بینے بقدر کفاف اور قوت اطفال کے رکھکر باقی سب یہ کہکر چھوڑ دیا کہ عراق کا مال عوام کے سود و بہبود کے لیئے ہے اور مسلمانون پر وقف ہے پس مصالح عوام

حذرا من ان يطلع الخليفة وجملة الاصحاب على عزمي في المقام بالشام فتلطفت بلطائف الحيل في الخروج من بغداد على عزم ان لا اعاودها ابدا واستهدفت لائمة اهل العراق كافة اذ لم يكن فيهم من يجوز ان يكون للاعراض عما كنت فيه سبب ديني اذ ظنوا ان ذلك هو المنصب الاعلى في الدين وكان ذلك مبلغهم من العلم ثم ارتبك الناس في الاستنباطات فظن من بعد عن العراق ان ذلك كان لاستشعار من جهة الولاة واما من قرب من الولاة فكان يشاهد الحاحهم في التعلق بي وانكبابي عليهم واعراضي عنهم وعن الالتفات الى قولهم فيقولون هذا امر سماوي وليس له سبب الا عين اصابت اهل الاسلام وزمرة العلم ففارقت بغداد وفرقت ما كان معي من المال ولم ادخر الا قدر الكفاف وقوت الاطفال ترخصا بان مال العراق مرصد للمصالح

من العلماء ليغيروا شيئا من سيرهم واخلاقهم ويبدلوه بما هو خير منه لم يجدوا اليه سبيلا فان جميع حركاتهم وسكناتهم في ظاهرهم وباطنهم مقتبسة من نور مشكاة النبوة وليس وراء نور النبوة على وجه الارض نور يستضاء به وبالجملة فماذا يقول القائلون في طريقة طهارتها وهي اول شروطها تطهير القلب بالكلية عما سوى الله تعالى ومفتاحها الجاري منها مجرى التحريم من الصلاة استغراق القلب بالكلية بذكر الله وآخرها الفناء بالكلية في الله وهذا آخرها بالاضافة الى ما يكاد يدخل تحت الاختيار والكسب من اوائلها وهي على التحقيق اول الطريقة وما قبل ذلك كالدهليز للسالك اليه

علوم دینیہ کے علوم جمع کیے جاویں تو صوفیہ کرام رح کے اخلاق و اطوار اور سیرت اور طبیعت کی ذرہ بھی برابری نہ کر سکیں اور اُنکو نہ پلٹا سکیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ صوفیہ کرام رح کے جمیع حرکات اور سکنات ظاہری اور باطنی مشکوٰۃ نبوت کے نور سے مقتبس ہیں اور روئے زمین پر کوئی نور سوائے نور نبوت کے روشن نہیں[1]۔ حاصلکلام یہ ہے کہ جو طریق ایسا مقدس ہو کہ اُسکی پہلی شرط ماسوی اللہ سے دل کا پاک اور مطہر کرنا ہو اور اُسکا پہلا ہی مرحلہ بجائے تحریمہ نماز کے ذکر الٰہی میں دل کا مستغرق ہونا ہو اور اُسکا آخری درجہ فنا فی اللہ بالکلیہ ہو ایسے طریق پر تحقیق کی بابت کوئی کیا نکتہ چینی کر سکتا ہے۔

یہ جو ہمنے طریق تصوف کا اخیر درجہ فنا فی اللہ کا بیان کیا ہے یہ درحقیقت اخیر درجہ نہیں ہے۔ اسکا آخری ہونا بہ نسبت اسکے ہے کہ جہاں تک کسب و اختیار اور محنت و مجاہدہ سے یہ طریق حاصل ہو سکتا ہے۔ اُسکا یہ آخری درجہ ہے ورنہ درحقیقت یہ اوّل درجہ سلوک کا ہے اور اس سے پیشتر کا جو حصہ تھا وہ سالک کے لیے شل دہلیز کے تھا۔ یہ وہ ابتدائی مرحلہ ہے جسکے پہلے مرحلہ ہے

نوٹ[1] اسکو غور سے پڑھیے گا اور صوفیہ کرام رح کا رتبہ اس بیان سے سمجھ لیجیے گا کہ کیسا عالی ہے ان سے حسن عقیدت علیہ السلام ہے۔

فسرت الى الحجاز ثم جذبتني الهمم ودعوات الاطفال الى الوطن فعاودته بعد ان كنت ابعد الخلق عن الرجوع اليه وآثرت العزلة به ايضا حرصا على الخلوة وتصفية القلب للذكر وكانت حوادث الزمان ومهمات العيال وضرورات المعاش تغير في وجه المراد وتشوش صفوة الخلوة وكان لا يصفو الحال الا في اوقات متفرقة لكني مع ذلك لا اقطع طمعي منها فتدفعني عنها العوائق واعود اليها ودمت على ذلك مقدار عشر سنين وانكشفت لي في اثناء هذه الخلوات امور لا يمكن احصاؤها واستقصاؤها والقدر الذي اذكره لينتفع به اني علمت يقينا ان الصوفية هم السالكون لطريق الله تعالى خاصة وان سيرتهم احسن السير وطريقهم اصوب الطرق واخلاقهم ازكى الاخلاق بل لو جمع عقل العقلاء وحكمة الحكماء

مین نے ملک حجاز کا سفر کیا۔ وہان سے بال بچہ کی محبت نے پھر مجھکو وطن کی طرف کھینچا۔ اگرچہ مین خلقت کی طرف رجوع کرنے کے لائق نہین تھا۔ مگر مین پھر اپنے وطن مالوف مین واپس آگیا۔ وہان آکر بھی بدستور تصفیہ قلب اور ذکر الٰہی کے لیئے خلوت گزین اور عزلت پسند رہا۔ آخر زمانہ کے حوادث اور عیال و اطفال کی ضروریات اور وجہ معیشت کی تنگی صورت مراد کو متغیر کرتی تھی۔ اور اخلاق کی صفائی کو مکدر کرتی تھی۔ اور کبھی کبھی متفرق اوقات مین ہی صفائی اور جمعیت حاصل ہوتی تھی۔ لیکن باایہمہ مین صفائی وقت اور جمعیت خاطر سے مایوس نہین تھا۔ علایق اور عوایق دنیوی مجھے اس سے روکتے تھے۔ لیکن پھر مین اس کی طرف رجوع کرتا تھا۔ اسی حالت مین قریب دس برس کے گزر گئے ان خلوتون اور عزلتون مین بہت سے امور و اسرار مجھ پر منکشف ہوئے۔ جن کا احاطہ اور شمار ناممکن ہے۔ ان صرف اسیقدر بیان کرنا کافی سمجھتا ہون جس سے لوگون کو فائدہ پہنچے۔ اس عرصہ مین مجھے یقیناً معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والے صوفیہ کرام رح ہی ہین۔ اور انہین کی سیرت و عادت سب سے افضل ہے۔ انہین کا طریقہ اور راستہ سب راستون سے سیدھا ہے انہین کے اخلاق سب اخلاق سے پاکیزہ ہین۔ بلکہ اگر کل عقلاء کی عقلین اور سب حکما کی حکمتین اور کل علماء شریعت اور واقفان

وكرامات الاولياء على التحقيق بدايات الانبياء وكان ذلك اول حال رسول الله عليه السلام حين اقبل الى جبل حراء حيث كان يخلو فيه بربه ويتعبد حتى قالت العرب ان محمدا عشق ربه وهذه حالة يتحققها بالذوق من يسلك سبيلها فمن لم يرزق الذوق فيتيقنها بالتجربة والسماع ان اكثر معهم الصحبة حتى يفهم ذلك بقرائن الاحوال يقينا ومن جالسهم استفاد منهم هذا الايمان

اولیاء اللہ کی کرامات[1] انبیاء علیہم السلام کی بدایات ہین اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حالت اُنہین دنون حاصل تھی
جب دنیا سے قطع تعلق کرکے غار حرا مین تشریف لے گئے
تھے - اور وہان خلوت مین معبود برحق کی عبادت مین
مشغول تھے - یہان تک کہ عرب کے لوگ یہ کہتے تھے
کہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خدا پر عاشق ہوگئے
ہین - یہ وہ حالت ہے جسکو اہل ذوق جو سلوک کے
رستہ مین چلتے ہین بخوبی جانتے ہین اور جو اس
ذوق و شوق سے محروم ہے وہ تجربہ اور سننے سے
دریافت کر سکتا ہے - بشرطیکہ ایسے لوگون سے بکثرت
صحبت رکھے - یہ حال اہل صحبت کو علامات و
قراین سے بھی یقینی طور پر سمجھہ مین آسکتا ہے جو شخص ان
پاک لوگون سے صحبت رکھیگا - وہ یہ ایمان اُن سے[2] حاصل کرلیگا

[1] یہان ظاہر ہے کہ حضرت امام رحمہ اولیاء اللہ کی کرامت کے قایل ہین - اور کیونکر قایل نہون کہ آپ اہل سنت والجماعت سے تھے اور اہل سنت والجماعت کے عقاید کا یہ مسئلہ ہے کہ کرامت الاولیاء حق - منکر اس کا اُن کے فرقے سے نہین -

[2] اس سے ظاہر ہے کہ جو ذوق وشوق سے محروم ہے اسکو اس ذوق وشوق کی اصلیت سے لوجہ اپنی محرومی کے انکار نکرنا چاہیئے بلکہ اسکا یقین اس طرح حاصل کرنا چاہیئے جس طرح حضرت امام رحمہ نے آگے بیان کیا ہے یعنی پہلے عقاید سنت والجماعت پر قایم ہو - پھر ان اولیاء اللہ کی صحبت مین حسن عقیدت سے حاضر ہو اور ان سے جو کلام سنے اور اپنی سمجھہ مین نہ آوے - تو اپنی غلطی اور کم فہمی کا معترف ہو - اُن کے کلام مین شبہہ یا حرف گیری نکرے اگر صحبت نصیب نہو تو اُن کی کتابون ہی کا مطالعہ کرے اور اُسمین بھی ایسی ہی آل پر عمل کرتا

وکان من اول الطریقۃ تبتدی المکاشفات والمشاہدات حتی انہم فی یقظتہم یشاہدون الملٰئکۃ وارواح الانبیاء ویسمعون منہم اصواتاً ویقتبسون منہم فوائد ثم یترقی الحال من مشاہدۃ الصور والامثال الی درجات یضیق عنہا نطاق النطق فلا یحاول معبر ان یعبر عنہا الا اشتمل لفظہ علی خطاء صریح لا یمکنہ الاحتراز عنہ وعلی الجملۃ ینتہی الامر الی قرب یکاد یتخیل منہ طائفۃ الحلول وطائفۃ الاتحاد وطائفۃ الوصول وکل ذالک خطاء وقد بینا وجہ الخطاء فیہ فی کتاب المقصد الاقصی بل الذی لابستہ تلک الحالۃ لا ینبغی ان یزید علی ان یقول شعر وکان ما کان مما لست اذکرہ فظن خیرا ولا تسئل عن الخبر وبالجملۃ فمن لم یرزق منہ شیئاً بالذوق فلیس یدرک من حقیقۃ النبوۃ الا الاسم

مشاہدات اور مکاشفات شروع ہوجاتے ہین- یہان تک کہ وہ عالم بیداری مین فرشتون کو اور ارواح انبیا علیہم السّلام کو دیکھتے ہین اور اُن کی آوازین سُنتے ہین اور اُن سے فوائد حاصل کرتے ہین پھر اس حال مشاہدہ صور اور امثال مین اسقدر ترقی کرجاتے ہین کہ اُس کے حال کے بیان سے قوت ناطقہ عاجز ہوجاتی ہے- اور کوئی متکلم اُس کی تعبیر ایسے الفاظ مین نہین کرسکتا جو صریح خطا پر مشتمل نہون- آخر کو مقام قرب الٰہی پر اس درجہ تک پہونچ جاتے ہین کہ بعض لوگ اُسے حلول خیال کرنے لگتے ہین اور بعض اتحاد اور بعضے وصول- مگر یہ سب خیالات غلط ہین اور ان کے غلط ہونے کی وجہ ہمنے کتاب مقصد الاقصےٰ مین بیان کی ہے ہان جس نے اس حال کا مزا چکھا ہے وہ صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ میان تھا جو کچھ تھا- کیا اُسکا ذکر کرون- کوئی بہت اچھی ہی چیز تھی کیا پوچھتے ہو کیا تھی [1]

پس جس شخص نے اس علم تصوف کا مزا نہین چکھا اُسنے حقیقت نبوت سے سوائے نام کے اَور کچھ نہین جانا-

[1] یہان ظاہر ہے کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ اِن واقعات کے عینی گواہ ہین اگر کوئی ان پر یقین نکرے تو اُس کا اپنا قصور ہے امور واقعہ کی تردید اُس کے یقین نہ کرنے سے نہین ہوسکتی ہے-

وما بان لی بالضرورۃ من ممارسۃ طریقتہم حقیقۃ النبوۃ وخاصیتہا ولا بد من التنبیہ علی اصلہا لشدۃ مسیس الحاجۃ الیہا

القول فی حقیقۃ النبوۃ واضطرار کافۃ الخلق الیہا

اعلم ان جوہر الانسان فی اصل الفطرۃ خلق خالیا ساذجا لا خبر معہ من عوالم اللہ تعالی والعوالم کثیرۃ لا یحصیہا الا اللہ تعالی کما قال وما یعلم جنود ربک الا ہو وانما خبرہ من العالم بواسطۃ الادراک وکل ادراک من الادراکات خلق لیطلع الانسان بہ علی عالم من الموجودات ونعنی بالعوالم اجناس الموجودات

کو جو مرتبہ علم پر پہونچے ہوئے ہین کہتے ہین کہ دیکھو اُس نے آج کیا کہا یہ وُہی لوگ ہین جن کے دلون پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ہے اور وہ اپنی ہوا وہوس کی پیروی کرتے ہین اب اسبات کو جانئے کہ جو حقیقت نبوت اور اُسکی خاصیت مجھکو صوفیہ کرام کے طریق پر تحقیق پر چلنے اور مزاولت کرنے سے حاصل ہوئی ہے اُسکی اصلیت کو جتلاتا ہون کہ اُس کی اصلیت کا جتلانا ضروری ہے۔ کیونکہ اُس کی بہت حاجت ہے۔

قول ہے حقیقت نبوت کے بیان مین اور اس بیان مین کہ خلق کو اُس کی ضرورت ہے

واضح ہو کہ جوہر انسانی اول فطرت مین خالی اور ساذج یعنی سادہ پیدا ہوا تھا اُسکو اللہ تعالیٰ کے عالم ہائے مختلفہ اور اقسام مخلوقات کی کچھ خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے عالم پیدا کئے ہین جن کا شمار سوائے اُسکے اور کوئی نہین جانتا۔ جیسا کہ اُسنے فرمایا ہے۔ وما یعلم جنود ربک الا ھو۔ یعنی تیرے پروردگار کے لشکرون کو سوائے اُس کے اور کوئی نہین جانتا۔ اِن عوالم کو انسان صرف ادراک اور سمجھ ہی سے معلوم کرسکتا ہے۔ ہنوز ہر ایک ادراک اسی لئے پیدا کیا گیا ہے کہ انسان اُس کے ذریعے سے کسی عالم پر مطلع ہووے۔ عالمون سے ہماری مراد موجودات کی مختلف قسام

نوٹ ۱؎ اور جو کوئی صاحب اہل اسلام سنت والجماعت طریق صوفیہ کرام پر چلینگے وہ بھی اِس حقیقت کو معلوم کرلینگے۔ ۲؎ اور اب بھی اُس کی حاجت ہے اسیلئے یہ ترجمہ کیا گیا۔

فهم القوم لا يشقى جليسهم ومن لم يرزق صحبتهم فليتعلم امكان ذلك يقينا بشواهد البرهان على ما ذكرناه في كتاب عجائب القلب من كتب احياء علوم الدين والتحقيق بالبرهان علم وملابسة عين تلك الحالة ذوق والقبول من التسامع والتجربة بحسن الظن ايمان فهذه ثلاث درجات يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات ووراء هؤلاء قوم جهال هم المنكرون لاصل ذلك المتعجبون من هذا الكلام يستمعون ويسخرون ويقولون العجب انهم كيف يهذون وفيهم قال الله تعالى ومنهم من يستمع اليك حتى اذا خرجوا من عندك قالوا للذين اوتوا العلم ماذا قال آنفا اولئك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا اهواءهم فاصمهم واعمى ابصارهم

یہ ایسا فرقہ ہے کہ جن کا ہم صحبت کبھی محروم اور بدنصیب نہیں رہا اور جسکو دولت صحبت اور سعادت ذوق و شوق حاصل نہین ا دلایل و براہین سے بھی اس حالت کا یقین کرسکتا ہے جیساکہ ہم نے احیاء العلوم کی کتاب **عجایب القلب** مین بیان کیا ہے براہین و دلیل سے اس حالت کا ثابت کرنا علم ہے اور اس حالت کی مزاولت اور مشق رکھنا ذوق ہے۔ اور سنکے اور تجربہ کرکے حسن ظن سے مان لینا اور قبول کرلینا ایمان ہے۔

یہ تین درجے ہین[1] جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات۔ ترجمہ جو لوگ تم مین سے ایمان لائے ہین اور نیز جو لوگ علم عطا کیئے گئے ہین۔ اللہ تعالی ان سب کے درجے بلند کرتا ہے۔ ان کے ماسوی ایک جاہل قوم[2] ہے جو اس اصل حالت سے بالکل منکر ہے وہ لوگ ایسی باتون کو سنکر تعجب اور مسخری کرتے ہین اور العجب العجب کہتے ہین۔ ان لوگون کو کب ہدایت ہوگی۔ انہین کے حق مین قرآن مجید مین آیا ہے ومنہم من یستمع الیک حتی اذا خرجوا من عندک قالوا للذین اوتوا العلم ماذا قال آنفا۔ اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبہم واتبعوا اہواءہم۔ ترجمہ بعض منکرین مین سے وہ لوگ ہین جو تیری باتین سنتے ہین یہان تک کہ جب تیرے پاس سے باہر نکل کرجاتے ہین تو ان لوگون

---

[1] ان تین درجون علم ایمان اور ذوق کو خوب سمجھ لیجئے۔ [2] یہ قوم فلسفی اور متفلسفین کی ہے

کرتا ہے۔ جو پہلے اطوار مین معلوم نہین ہوتے تھے۔ پھر عقل کے بعد ایک اور طور ہے جسمین انسان کے لیئے ایک اور آنکھ کھلتی ہے جس کے ذریعے سے عالم غیب کو اور زمانہ مستقبل کی باتون اور دیگر ایسے امور کو معلوم کرسکتا ہے جن مین عقل ایسی ہی نکمی ہے جیسے حس قوت تمیز کے معلومات کی دریافت سے اور قوت تمیز مدرکات اور معلومات عقل کے دریافت سے نکمی ہے۔ اگر اسپر عقل کے معلومات پیش کیئے جاوینگے تو بیشک قوت ممیزہ اُس سے انکار کریگی اور اُن کو بعید اور تقریباً ناممکن سمجھیگی۔ اسی طرح اگر عقل پر نبوّت کے معلومات پیش کیئے جاوینگے۔ تو وہ بھی حسب معمول اُن سے انکار کریگی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض عقلا[1] نے مدرکات نبوت سے انکار کردیا ہے اور انہین بعید از عقل سمجھا ہے۔ یہ نہایت نادانی ہے ان کا انکار محض اس وجہ سے تھا کہ یہ اس سے بے بہرہ تھے اور اس سے انہون نے یہ گمان کرلیا کہ وہ درحقیقت بھی موجود نہین۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ اندھا مادرزاد۔ اگر اسکو متواتر شنوائی کے ذریعے سے مختلف رنگ اور اشکال معلوم نہوتے اور دفعتہً اسکے پاس رنگون اور شکلون کا ذکر کیا جاتا۔ تو وہ انکو کبھی نہ سمجھتا اور اُن کا اقرار نہ کرتا۔ اور اسی علم نبوت اور غیب کے دریافت ہوجانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات پر اس طرح سے واضح کیا ہے

سلہ لم توجد في الطور التي قبله وكما ان فوق العقل طور اخر تنفتح فيه عين اخرى يبصر بها الغيب وما سيكون في المستقبل وامور اخرى العقل معزول عنها كعزل قوة التمييز عن ادراك المعقولات وكعزل قوة الحس عن مدركات التمييز وكما ان المميز لو عرضت عليه مدركات العقل لاباها واستبعدها فكذلك بعض العقلاء ابوا مدركات النبوة واستبعدوها وذلك عين الجهل اذ لا مستند لهم الا انه طور لم يبلغوه ولم يوجد في حقهم فيظنون انه غير موجود في نفسه والاكمه لو لم يعلم بالتواتر والتسامع الالوان والاشكال وحكي له ذلك ابتداء لم يفهمها ولم يقر بها وقد قرب الله تعالى ذلك على خلقه بان اعطاهم

[1] جو عقل غریزی رکھتے ہیں عقلا ہیں جو اس سے بے بہرہ ہوگا وہ انکار کرتے تھا۔

فاول ما يخلق في الانسان حاسة اللمس فيدرك بها اجناسا من الموجودات كالحرارة والبرودة والرطوبة واليبوسة واللين والخشونة ونحوها واللمس قاصر عن الالوان والاصوات قطعا [illegible]

ہین ۔ اول آلہ ادراک جو انسان مین پیدا کیا گیا ہے حسِ لمس ہے جس سے بہت سے اقسام موجودات کو انسان پہچان سکتا ہے جیسکہ حرارت ۔ برودت ۔ رطوبت ۔ یبوست ۔ نرم ۔ کھردار وغیرہ لیکن قوت لامسہ رنگ اور آواز کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے بلکہ یہ اقسام موجودات کے قوت لمس کے حساب سے ترمعدوم محض ہین ۔ اس لیئے آنکھ عطا کیئے گئی اور اُس مین قوت باصرہ رکھی گئی جس کے ساتھ رنگ روپ ۔ اور شکل وصورت دریافت کرتا ہے اور یہ عالم محسوسات مین بہت وسیع ہے ۔ علےٰ ہذالقیاس پھر اُس کے لیئے قوت سمع کا دروازہ کھول دیتا ہے جس سے آواز اور نغمات سُنتا ہے پھر قوت ذائقہ عطا کرتا ہے اور اور قوتین عطا کرتا ہے یہان تک کہ وہ عالم محسوسات سے قدم بڑھاکر عالم تمیز مین پہنچ جاتا ہے ۔ اُس وقت اُسکو قوت تمیز عطا کیجاتی ہے ۔ یہ قوت سات برس کی عمر کے قریب قریب دیجاتی ہے یہ طور اُسکے اطوار وجود مین ایک نیا ہی ہوتا ہے جسمین محسوسات سے بڑھکر وہ زاید امور معلوم کرتا ہے جو اس سے پیشتر عالم حس مین معلوم نہین ہوتے تھے ۔ اسکے بعد وہ ایک اور طور مین ترقی کرتا ہے کہ اُسمین اللہ تعالیٰ عقل پیدا کردیتا ہے جسکے ذریعے سے امور واجب اور جائز اور مستحب اور ایسے امور دریافت

[illegible]

ثم يترقى الى طور آخر فيخلق له العقل فيدرك الواجبات والجائزات والمستحيلات وامورا [illegible]

غیب کی باتیں منکشف ہوتی ہیں اور ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جنکو عقل دریافت نہیں کرسکتی - اگر کوئی شخص نبوت میں شک کرے تو تین حال سے خالی نہیں - یا تو اُس کے ممکن ہونے میں شک ہوگا یا اُس کے موجود اور واقع ہونے میں یا ایک شخص معین کے لیئے اُس درجہ نبوت کے حصول میں اُس کے امکان کے ثبوت کی دلیل تو یہ ہے کہ نبوت موجود ہے اور جو چیز موجود ہے اُس کے امکان میں شک نہیں ہوسکتا - اب آپ پوچھینگے کہ نبوت کے موجود ہونے کا کیا ثبوت ہے - تو ہم کہینگے کہ دنیا میں بعضی معلومات ایسے ہیں کہ عقل کے ذریعے سے کبھی دریافت نہیں ہوسکتے جیسا علم طب اور علم نجوم - جو شخص ان علوم کو پڑھتا ہے وہ بالضرور جان لیتا ہے کہ (ابتداءً) بدون الہام الٰہی اور توفیق ایزدی کے ان علوم کے پیدا ہونیکی کوئی صورت نہیں اگر کوئی کہے کہ یہ سب علوم تجربہ سے ثابت ہوگئے ہیں اور ہوسکتے ہیں - اُسکے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ بعض احکام علم نجوم کے ایسے ہیں جنکا وقوع ہزار برس میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور تجربہ کئی دفعہ کے آزمانے کا نام ہے تو بتلائیے کہ اس صورت میں کس حکیم کی عمر ایسے مسائل کے تجربہ کیواسطے مکتفی ہوئی ہے یا ہوسکتی ہے - علیٰ ہذا القیاس ادویہ کے خواص - پس اس دلیل سے ثابت ہوا کہ ممکن ہے کہ ایسے امور کے دریافت کرنے کے لیئے ایک اور طور سوائے طور عقل کے ہو اور اسی طور اور قوت کو ہم

بها امور يطلع فيها نور فيها الغيب في معنى ... العقل فيه والشك في النبوة ان يقع في امكانها او في وجودها ووقوعها او في حصولها لشخص معين ودليل امكانها وجودها ودليل وجودها وجود معارف في العالم لا يتصور ان تنال بالعقل كعلم الطب والنجوم فان من بحث عنها علم بالضرورة انها لا تدرك الا بالهام الهي وتوفيق من جهة الله تعالى ولا سبيل اليها بالتجربة فمن الاحكام النجومية ما لا يقع الا في كل الف سنة مرة فكيف ينال ذلك بالتجربة وكذلك خواص الادوية فتبين بهذا البرهان ان في الامكان وجود طريق لادراك هذه الامور التي لا يدركها العقل

انموذجا من خاصية النبوة وهو النوم اذ النائم يدرك ما سيكون من الغيب اما صريحا واما في كسوة مثال يكشف عنه التعبير وهذا لو لم يجربه الانسان من نفسه وقيل له ان من الناس من يسقط مغشيا عليه كالميت ويزول عنه احساسه وسمعه وبصره فيدرك الغيب لانكره واقام البرهان على استحالته وقال القوى الحساسة اسباب الادراك فمن لم يدرك الاشياء مع وجودها وحضورها فبان لا يدركها مع ركودها اولى وهذا نوع قياس يكذبه الوجود والمشاهدة فكما ان العقل طور من اطوار الآدمي يحصل فيه عين يبصر بها انواعا من المعقولات والحواس معزولة عنها فالنبوة ايضا عبارة عن طور يحصل فيه عين

کہ اُن کو خاصیت نبوت کا ایک نمونہ عطا فرمایا ہے جسکا نام خواب ہے کیونکہ کبھی خواب مین ایسے امور غیبی دریافت ہوتے ہین جو آیندہ وقوع مین آتے ہین یعنی یا تو صریحًا اُن کو وہ دیکھتا ہے یا صورت مثالی مین جس کی تعبیر اُسکی اصلیت کو ظاہر کرسکتی ہے۔ اور اگر خواب کو لوگ نہ دیکھتے اور پھر اُن کے سامنے یہ کہا جاتا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اُن کی حالت مثل غش آجانیوالے کے اور مثل مردہ کے ہوجاتی ہے۔ اور اُن کے حواس سب معطل ہوجاتے ہین۔ اور اُس حالت مین اُن کو غیب کی کچھ باتین معلوم ہوجاتی ہین۔ تو بیشک لوگ اسکا انکار کرتے اور اسکے ناممکن ہونے پر دلیل قایم کرتے اور یہ کہتے کہ قوائے حسیہ ادراک علم کے اسباب ہین جس کو ان کے ہوتے ہوئے وہ امور غیبی معلوم نہوئے تو ان کے کھو جانے سے بطریق اولیٰ معلوم نہونگے۔ مگر یہ دلیل ایسی ہے جسکو مشاہدہ اور واقعات جھوٹا ثابت کرتے ہین۔ پس جیسا کہ عقل آدمی کے اطوار مین سے ایک طور یعنی قوت ہے جسکے ذریعہ سے آدمی کے لیئے ظاہری آنکھون کے سوا ایک اَور آنکھ کھل جاتی ہے جس سے بہت سے ایسے معلومات کو دریافت کرسکتا ہے جن کے اندر حواس ظاہری معطل اور نکمّے ہین۔ اسیطرح نبوت بھی ایک طور ماسوئی دیگر اطوار مذکورہ بالا کے ہے جس کے ذریعہ سے ایک تیسری آنکھ کھل جاتی ہے۔ جسکے نور سے

ثم بالتواتر والتسامع فانك اذا عرفت الطب والفقه يمكنك ان تعرف الفقهاء والاطباء بمشاهدة احوالهم وسماع اقوالهم وان لم تشاهدهم ولا تعجز ايضا عن معرفة كون الشافعي رحمه الله فقيها وكون جالينوس طبيبا بمعرفة بالحقيقة لا بالتقليد عن الغير بل بان تتعلم شيئا من الفقه والطب وتطالع كتبهما وتصانيفهما فيحصل لك علم ضروري بحالهما فكذلك اذا فهمت معنى النبوة فاكثر النظر في القرآن والاخبار يحصل لك العلم الضروري بكونه صلى الله عليه وسلم على اعلى درجات النبوة واعضد ذلك بتجربة ما قاله في العبادات وتاثيرها في تصفية القلوب وكيف صدق في قوله من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم يعلم وكيف صدق في قوله من اعان ظالما سلطه الله عليه وكيف صدق في قوله من اصبح وهمومه هم واحد كفاه الله

سماعت کے ذریعہ سے۔ دیکھو جب آپنے علم طب اور علم فقہ پڑھا تو آپکو یہ طاقت حاصل ہوگئی کہ آپکو اطبا اور فقہا کا حال دریافت ہوئیگا یا تو اُن کے حالات کے دیکھنے سے یا اُن کے اقوال کے سُننے سے اگر آپ اُنہیں دیکھ نہیں سکتے تو یہ امر تو آپ بخوبی معلوم کرسکتے ہین کہ امام شافعی رح فقیہہ تھے۔ اور جالینوس طبیب تھا۔ یہ علم بطور تحقیق حاصل ہوا ہے نہ بطور تقلید۔ سُن سُنا کے۔ بلکہ اُنکی کتابوں اور تصنیفات کے دیکھنے سے جو آپنے علم فقہ پڑھتے وقت دیکھے ہین۔ پس اس طرح سے آپ اُنکے حالات بالضرورت جان سکتے ہو جب آپ نبوت کے معنی سمجھکر قرآن اور احادیث مین نظر کروگے تو تمکو بالضرورۃ ثابت ہوجائیگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلےٰ درجہ کے نبی تھے۔ اور اس امر کی تائید اس طرح سے ہوجائیگی کہ جب آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اقوال کو دیکھوگے جو عبادات سے تصفیہ قلب ہونیکے باب مین ارشاد فرمائے ہین تو اُن کو برحق اور راست پاؤگے اور نیز آپ نے دیکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کیسا سچا ہے کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کریگا اللہ تعالی اُسکو اُن علوم کا وارث کردیگا۔ جنکو وہ نہین جانتا اور نیز یہ قول کہ جو شخص ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ تعالی اُسی ظالم کو اُسپر مسلط کردیتا ہے۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم کہ جو شخص صبح کو اُٹھے جس حالت مین کہ اُسکو صرف ایک ہی فکر ہو

نبوت کہتے ہین - بلکہ ایسی چیزون کا دریافت کرنا جو مدرکات عقل سے خارج ہین - نبوت کے خواص مین سے ایک خاصہ ہے اور ماسوائے اسکے اور بہت سے خواص نبوت کے ہین جو بیان مین نہین آسکتے - اور جو خواص مینے بیان کیئے ہین وہ سمندر مین سے ایک قطرہ ہین کیونکہ تمہارے پاس اُس کا ایک نمونہ معلومات خواب ہے اور دوسرا نمونہ علم طب اور علم نجوم وغیرہ ہین اور یہی انبیا علیہم السلام کے معجزات ہین جن کو عقلا اور حکما اپنی عقل کے سرمایہ سے ہرگز دریافت نہین کرسکتے تھے الخ ماسوائے بعض خواص نبوت ایسے ہین کہ وہ صرف اُس ذوق سے حاصل ہوسکتے ہین جو تصوف کے راستہ پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے - اگر نبی کے لیئے کوئی ایسا خاصہ ہو - جسکا نمونہ آپ ہکے پاس نہین - تو اس صورت مین آپ اُسکو کبھی نہ سمجھ سکین گے - چہ جائیکہ اُسکی تصدیق کیونکہ تصدیق سمجھنے کے بعد ہوا کرتی ہے - یہ نمونہ سلوک تصوف کے ابتدائی درجہ ہی مین حاصل ہوسکتا ہے کہ اتنے ہی سے ایک طرح کا ذوق پیدا ہوجاتا ہے اور اُس سے ایک طرح کی تصدیق اُن معلومات کی حاصل ہوجاتی ہے جو صرف عقل و فکر سے حاصل نہین ہوسکتی - اور ایک ہی خاصیت اصل نبوت پر ایمان لانے کے واسطے کافی ووافی ہے - اگر آپکو کسی خاص آدمی کی نبوت پر شک ہے کہ وہ نبی ہے یا نہین تو یہ شک اُسکے احوال کے دریافت کرنے سے رفع ہوسکتا ہے - اور نبوت کا یقین حاصل ہوسکتا ہے - یہ احوال کی معرفت یا تو اُس نبی کے مشاہدہ سے ہوسکتی ہے یا تواتر

وهو المراد بالنبوة لان النبوة عبارة عنه فقط بل ادراك هذا الجنس خارج عن مدركات العقل احدى خواص كثيرة سواها وما ذكرناه قطرة من بحرها انما ذكرناها لان معك انموذجا منها وهو مدرك في النوم ومعك علوم من جنسها في الطب والنجوم وهي معجزات الانبياء لا سبيل اليها للعقلاء ببضاعة العقل اصلا واما عدا هذا من خواص النبوة فانما يدرك بالذوق من سلوك طريق التصوف لان هذا انما فهمته بانموذج رزقته وهو النوم ولولاه لما صدقت به فان كان للنبي خاصية ليس لك منها انموذج ولا تفهمها اصلا فكيف تصدق بها وانما التصديق بعد التفهيم وذلك الانموذج يحصل في اوائل طريق التصوف فيحصل به نوع من الذوق بالقدر الحاصل ونوع من التصديق بما لم يحصل بالقياس اليه فهذه الخاصية الواحدة تكفيك للايمان باصل النبوة فان وقع لك شك في شخص معين انه نبي ام لا فلا يحصل اليقين الا بمعرفة احواله اما بالمشاهدة او بالتواتر

والقرائن في جملة نظرك حتى يحصل لك علم ضروري لا يمكنك ذكر مستنده على التعيين كالذي يخبره جماعة بخبر متواتر لا يمكنه ان يذكر ان اليقين مستفاد من قول واحد معين بل من حيث لا يدري ولا يخرج من جملة ذلك ولا بتعيين الآحاد فهذا هو الايمان القوي العلمي واما الذوق فهو كالمشاهدة والاخذ باليد ولا يوجد الا في طريق التصوف فهذا القدر من حقيقة النبوة كاف في الغرض الذي اقصده الآن وسأذكر وجه الحاجة اليه

مدار کل ثبوت نبوت کا نہین ٹھہرانا چاہیے - بلکہ انکو منجملہ دیگر قرائن دلائل کے ایک دلیل اور قرینہ سمجھنا چاہیے - تاکہ آپ کو ان مجموعہ دلائل سے ایک ایسا ضروری علم نبوت کا حاصل ہوجائے جسکی سند مین کوئی ایک معین خاص دلیل پر آپکا تکیہ اور بھروسا نہ ہو جیسا کہ کسی چیز کا علم تواتر اور شہرت عادیہ سے حاصل ہووے تو وہان یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ یقین فلان شخص واحد مخصوص سے حاصل ہوا ہے بلکہ اس علم و یقین کا منبع غیر معین ہوتا ہے - اور مجموعہ اعداد کثیرہ سے باہر نہین ہوتا - یہی علم قوی ایمان علمی ہے - اور جو نبوت کا علم بطور ذوق کے ہو وہ تو حکم مشاہدہ کا رکھتا ہے - یا یون کہو کہ گویا اسکو ہاتھ سے پکڑ لیا - اس قسم کا علم و یقین سوائے طریق صوفیہ کرام رہ کے حاصل نہین ہوتا - اسی قدر نبوت کا بیان اس مطلب کیواسطے کافی ہے جسکو مین اب یہان بیان کرنا چاہتا تھا - اور آیندہ بھی وقت ضرورت کے اسکا ذکر کرون گا

قولہ - اس بیان مین کہ پھر مین نے علم کی اشاعت کی طرف کیون توجہ کی باوجودیکہ پہلے مین اس سے اعراض کر چکا تھا

واضح رہے کہ مین نے جب عزلت گزینی اور خلوت نشینی قریب دس برس کے اختیار کی - تو اس اثنا مین مجھکو اس امر کا علم ضروری بے شبہ

القول في سبب نشر العلم بعد الاعراض عنه ثم اني لما واظبت على العزلة والخلوة قريبا من عشر سنين بان لي في اثناء ذلك على الضرورة

هموم الدنيا والآخرة) فإذا جربت ذلك في ألف وألوف حصل لك علم ضروري لا تتمارى فيه فمن هذا الطريق فاطلب اليقين بالنبوة لا من قلب العصا ثعبانا وشق القمر فإن ذلك إذا نظرت إليه وحده ولم تنضم إليه القرائن الكثيرة الخارجة عن الحصر ربما ظننت أنه سحر وتخييل وأنه من الله إضلال فإنه يضل من يشاء ويهدي من يشاء وترد عليك أسئلة المعجزات فإن كان مستند إيمانك كلاما منظوما في وجه دلالة المعجزة فينخرم إيمانك بكلام مرتب في وجه الإشكال والشبهة عليها فلتكن هذه الخوارق إحدى الدلائل

(یعنی فکر آہی) تو اللہ تعالی اُسکے ساری دنیا اور آخرت کے غم رفع کردیتا ہے۔ جب آپ ان اقوال کی صداقت کا تجربہ ہزار اقوال مین یا دہ ہزار یا کئی ہزار اقوال مین کرینگے تو آپکو معلوم ہوجائیگا کہ یہ ارشادات محض صدق ہین جن مین کوئی شک نہین۔ پس آپ اس طریق کی تعلیمات سے نبوت کا یقین تلاش کیجیئے نہ لاٹھیا کے سانپ ہوجانیسے یا چاند کے پھٹ جانے سے[1]۔ کیونکہ جب آپ صرف کسی ایسے ایک معجزہ کی طرف نظر دوڑائینگے اور اس کے ساتھ اور بے شمار قرینے اور دلائل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور راستی پر دلالت کرین شامل نہووین تو اس صورت مین کبھی آپکا خیال گذرے کہ وہ سحر تھا یا خیال بندی تھی اور شاید یہ شبہ جو آپکے دل مین پیدا ہو۔ خداوند تعالی کی طرف سے گمراہی مین ڈالنے کے لیئے ہووے۔ کیونکہ اللہ تعالی جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے یا اور شبہات معجزات کی بابت آپکے دل مین پیدا ہون۔ لیکن اگر آپکا ایمان نبوت پر ایسی کلام کی سند سے ہوگا جو ایک سلسلہ وار ہو۔ اور اُنمین بہت صداقتین ہون۔ تو بصورت دلالت معجزہ کے تو آپکا ایمان یقینی اور پختہ ایسی سلسلہ وار کلام سے ہوجائیگا جسپر کوئی اعتراض نہ وارد ہوسکیگا۔ پس ثابت ہوا کہ خوارق عادات کو ہی اصل دلیل اور

[1] یہان انکار معجزہ شق القمر نہین نکلتا اس عبارت کی مراد کو سمجھنا چاہیئے۔

اوریہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح بدن کا معالجہ بدون ادویہ کے نہین ہوتا اور بدن کو مرض سے صحت حاصل نہین ہوتی - اسی طرح دل کا معالجہ بھی بدون ادویہ خاص کے نہین ہوتا اور اُسکو مرض سے صحت حاصل نہین ہوتی اور جس طرح جسمانی علاج مین ادویہ جسمانی اظہار صحت بدن مین اپنی خاصیت ذاتی کا ایسا اثر دکہاتی ہین جس کو عقلا اپنے سرمایہ عقل سے دریافت نہین کرسکتے بلکہ اس جسمانی علاج مین اُن اطبا کی پیروی ضروری ہے جنہون نے اُسکو اُن انبیاؑ علیہم السّلام سے سیکہا تہا جنکو شرف نبوت کی وجہ سے خواص اشیاؑ اور تاثیرات ادویہ پر اطلاع ہوئی تھی - اسی طرح روحانی علاج مین ادویہ روحانی یعنی ادویۃ القلوب جو عبادات مخصوصہ ہین اور انبیا علیہم السلام نے اُن کی حدود اور مقادیر محدودہ مقرر کی ہین اظہار صحت قلب مین اپنی ذاتی خاصیت سے ایسا اثر رکھتی ہین - کہ عقل اُسکی دریافت سے بے بہرہ ہے اور اُسمین انہین انبیا علیہم السّلام کی تقلید ضروری ہے جنہون نے اس قسم کے خواص عبادات کو بدون ذریعہ عقل کے دریافت فرمایا ہے اور جس طرح کہ ادویہ مرکبہ مختلف نوع اور مختلف مقدار کی اجزاء سے مرکب ہوتے ہین - بعض کا وزن بعض سے دُگنا ہوتا ہے اور اس اختلاف اوزان کا بھی ایک خاص سِر اور راز ہے جو از قبیل خاصیت اشیا ہے اسی طرح عبادات جو ادویۃ القلوب ہین مختلف نوع ہین اور مختلف مقادیر کے افعال سے مرکب ہین - جیسے سجدہ رکوع سے دُگنا رکہا گیا ہے - اور

وانه لا سبيل الى معالجته بازالة مرضه وكسب صحته الا بادوية كما لا سبيل الى معالجة البدن الا بذلك ... تركبها ... بخاصية لا يدركها العقلاء ببضاعة العقل بل يجب فيها تقليد الاطباء الذين اخذوها من الانبياء الذين اطلعوا بخاصية النبوة على خواص الاشياء فكذلك بان لي على الضرورة ان ادوية العبادات بحدودها ومقاديرها المحدودة المقدرة من جهة الانبياء لا يدرك وجه تاثيرها ببضاعة عقل العقلاء بل يجب فيها تقليد الانبياء الذين ادركوا تلك الخواص بنور النبوة لا ببضاعة العقل وكما ان الادوية تركب من النوع والمقدار وبعضها ضعف البعض في الوزن والمقدار فلا يخلو اختلاف مقاديرها عن سر هو من قبيل الخواص فكذلك العبادات التي هي ادوية داء القلوب مركبة من افعال مختلفة النوع والمقدار حتى ان السجود ضعف الركوع

من أسبابها أحصيها مرة بالذوق ومرة بالعلم البرهان ومرة بالقبول بالإيمان أن الإنسان خلق من بدن وقلب وأعني بالقلب حقيقة روحه التي هي محل معرفة الله دون اللحم والدم الذي يشارك فيه الميت والبهيمة وأن البدن له صحة بها سعادته ومرض فيه هلاكه وأن القلب كذلك له صحة وسلامة لا ينجو إلا من أتى الله بقلب سليم وله مرض فيه هلاكه الأبدي الأخروي كما قال الله تعالى في قلوبهم مرض وأن الجهل بالله سم مهلك وأن معصية الله بمتابعة الهوى داؤه الممرض وأن معرفة الله تعالى ترياقه المحيي وطاعته بمخالفة الهوى دواؤه الشافي

اسباب اور وجوہات سے حاصل ہوا کبھی ذوق سے اور کبھی دلیل وبرہان کے ذریعہ سے۔ اور کبھی قبول ایمانی کے وسیلہ سے کہ انسان دو چیزوں سے بنا ہوا ہے۔ جنمین ایک بدن ہے۔ دوسرا دل[1]۔ اور دل سے یہان میری مراد حقیقت روحانی سے ہے جو واجب تعالیٰ کی معرفت کی جگہ ہے نہ کہ وہ صنوبری شکل کا مضغہ گوشت جو ہمارے جیسا مُردون اور چوپایون مین بھی موجود ہے۔ اور یہ بات معلوم ہوئی کہ جسطرح بدن کے لیے ایک حالت صحت ہے جو اُسکی سعادت کا موجب ہے اور ایک حالت مرض ہے جو اُسکے لیے ہلاکت اور تباہی کا باعث ہے اسی طرح دل کے لیے بھی دو حالتین ہین۔ ایک حالت صحت وسلامت ہے جسکی نسبت یون کہا گیا ہے کہ نجات نہین پائیگا مگر وہی شخص جسکو خداوند تعالیٰ نے دل سلیم عطا کیا ہو۔ دوسری حالت مرض ہو جسمین اُسکی ہلاکت ابدی اور اُخروی ہو۔ اگر اُسکا علاج نہ کیا جاوے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ۔ یعنی اُن کے دلون مین مرض ہو اور ہمکو یہ بھی ثابت ہوا کہ جہل باللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا نہ جاننا سم قاتل ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بے فرمانی جو ہوائے نفس کی متابعت سے ہو دل کے لیے مرض قمرض ہے۔ اور معرفت اللہ تعالیٰ کی اُسکے لیے تریاق محیی ہو اور اللہ تعالیٰ کی طاعت اور نفس کی مخالفت اُسکے لیے دوائے شافی ہے

[1] دوسرے لفظون مین اسی کو روح کہہ سکتے ہین۔ یہ ایک لطیفہ ہے ۱۲

لا يعجب من [illegible] ما يدرك بعين النبوة فأخذ بأيدينا وسلمنا إليها تسليم العميان إلى القائدين وتسليم المرضى المتحيرين إلى الأطباء المشفقين إلى ههنا مجرى العقل ومخطاه وهو معزول عما بعد ذلك إلا عن تفهيم ما يلقيه الطبيب إليه فهذه أمور عرفتها بالضرورة الجارية مجرى المشاهدة في مدة الخلوة والعزلة ثم رأيت فتور الاعتقادات في أصل النبوة وفي حقيقة النبوة وفي العمل بما شرحته النبوة وتحققت شيوع ذلك بين الخلق فتشوفت إلى أسباب فتور الخلق وضعف إيمانهم فإذا هي أربعة أسباب سبب من الخائضين في علم الفلسفة وسبب من الخائضين في طريق التصوف

کے درک سے جو چشم نبوت سے معلوم ہوسکتی ہین - نابینیا[1] اور اندہا تصور کرے اور اپنا دخل اُسمین نہ دے - بلکہ ہمکو اپنے ہاتھ سے پکڑکر حضرت نبوت کے حوالہ کردے جیساکہ اندھون کو لاٹھی کھینچنے والون کے حوالہ کردیا جاتا ہے - یا حیران بیمار کو طبیب مہربان کے سپرد کردیا جاتا ہے - یہان تک تو عقل کو راہ ہے اور وہ قدم مار سکتی ہے لیکن آگے اُس کے وہ معزول[2] ہے اور اُسکو کچھ نہین معلوم ہوسکتا - سوائے اسکے کہ طبیب اُسکو کچھ بتلائے یہ وہ امور ہین جو اس دس برس کی خلوت اور عزلت مین بالضرورت مجہکو معلوم ہوئے اور مشاہدہ ہوئے ہین - پھر مینے دیکھا کہ بعض لوگون کے دلون مین اعتقادات اصل نبوت مین فتور اور قصور ہے - بعض حقیقت نبوت کو نہین سمجھتے بعض اُن احکام پر عمل کرنیمے قاصر ہین جن کی تشریح حضرت نبوت نے فرمائی ہے اور مجھے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ بلا[3] خلقت مین پھیلی ہوئی ہے - پھر مین نے خلقت کے فتور اخلاق اور ضعف ایمان کے اسباب مین غور کی تو ثابت ہوا کہ اُس کے چار سبب ہین - ایک تو اُن لوگون کی جانب سے ہے جو علم فلسفہ مین غور کرتے ہین - اور ایک اُن لوگون کی طرف سے ہے جو طریق تصوف مین خوض کرتے ہین

[1] نابینا اور اندہا تصور کرنا عقل غریزی اور جزوی کا یہی ہے کہ اُن امورات کی درک سے جو عقل کلی اور چشم نبوت سے معلوم ہوتے ہین نابینا ہین اُس کی بینائی یہی ہے کہ اپنے مقام پر ٹھہری رہے اور اپنی حد سے آگے نہین بڑہتی - اور بیماری مین نہین پڑتی - ۱۲

[2] حضرت امام رح کا یہ کلام یقین کرنے کے قابل ہے کہ آپ اس کے عینی گواہ ہین -

[3] اور اب بھی یہ بلا خلقت مین پھیلی ہوئی ہے - ۱۲

وصلاة الصبح نصف صلاة العصر ... المقادير هو من قبيل الخواص التي لا يطلع عليها الا بنور النبوة فلقد تحامق وتجاهل من اراد ان يستنبط ذلك بطريق العقل او ظن انها ذكرت على الاتفاق لا عن سر الهي يقتضيها ... ثم الادوية لها اركان هي اصولها وزوائد هي متمماتها ولكل واحد منها خصوص تاثير في اعمال اصولها كذلك النوافل والسنن متممات لتكميل آثار اركان العبادات وعلى الجملة فالانبياء اطباء امراض القلوب وانما فائدة العقل وتصرفه ان عرفنا ذلك وشهد للنبوة بالتصديق

صبح کی نماز - نماز عصر سے نصف ہے - اسمین بھی موجد حقیقی نے کوئی سر از قبیل خواص رکہا ہے جسکی اطلاع بدون نور نبوت کے حاصل نہین ہوسکتی - جس شخص نے اپنی عقل کے ذریعہ سے عبادات کے اسرار دریافت کرنے مین کوشش کی - اُس نے اپنا حمق[1] ظاہر کیا ہے اور جس شخص نے یہ خیال کیا کہ اعداد رکعت اور ارکان صلوٰت اور دیگر عبادات کی کمی و بیشی محض امر اتفاقی ہے - اسمین کوئی سر الٰہی نہین جو بالخاصیت اُسکا مقتضی ہو اُسنے بھی اپنی جہالت[2] ظاہر کی اور جیسے کہ ادویات مین اجزاء دو قسم کے ہوتے ہین - ایک تو اصول جن کو ارکان کہتے ہین یعنی اصل اجزاء دوسرے زوائد جو اُن کے متمم ہوتے ہین کہ اُن مین سے ہر ایک کو اُن اصول کے اعمال مین خاص تاثیر ہے اسیطرح سنن اور نوافل ارکان عبادات کے متمم ہین اور تکمیل ارکان عبادات کے لیے ضروری - حاصل کلام کا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام امراض دل کے طبیب ہین - جب عقل کو یہ امر معلوم ہوجائے تو اُسکا فائدہ اسیقدر ہے کہ نبوت کی صداقت پر گواہی دے - اور اپنے آپکو اُن امورات

[1] اس وجہ سے کہ عقل غریزی اور جزوی کو جسکو اسلام سے کچھ خصوصیت نہین ہے مسلم اور غیر مسلم دونون مین ہوتی ہے بلکہ کبھی ایک مسلم سے غیر مسلم مین زیادہ ہوتی ہے یہ طاقت نہین بخشی گئی کہ عبادات کے اسرار کو دریافت کرسکے پس جو کوئی اس عقل سے اُن کو دریافت کرنا چاہے اُسکا حمق ظاہر ہے - اُسکی یہ کوشش ایسی ہے جیسے کوئی آنکھ سے سُننا چاہے اور کان سے دیکھنا - دوہرہ

اکہ جتن کوئی کرے لاکھ کرے کوئی و بیان + آنکھ کبھی نہین سُن سکے دیکھ سکے نہین کان

حکمت اسکو کہتے ہین جس کا کام ہے وہ اُس سے لینا چاہیئے ورنہ حکمت نہوگی - حماقت ہوگی -

[2] یہ اس وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہین ہے - اور امر و نواہی الٰہی مین بھی ایک حکمت ہے - جو صرف نبوت سے معلوم ہوتی ہے - ۱۲

یقول هذا امر لو وجبت المحافظة علیه لکان العلماء احق بذلک وفلان من مشاهیر الفضلاء لا یصلی وفلان یشرب الخمر وفلان یاکل اموال الاوقاف واموال الیتامی وفلان یاکل ادرار السلطان ولا یحترز عن الحرام وفلان یاخذ الرشوة علی القضاء والشهادة وهلم جرا الی امثاله وقائل ثان یدعی علم التصوف ویزعم انه قد بلغ مبلغا ترقی عن الحاجة الی العبادة وقائل ثالث یتعلل بشبهة اخری من شبهات اهل الاباحة وهؤلاء هم الذین ضلوا عن طریق التصوف وقائل رابع لقی اهل التعلیم فیقول الحق مشکل والطریق الیه متعسر والاختلاف فیه کثیر ولیس بعض المذاهب اولی من بعض وادلة العقول متعارضة فلا ثقة برای اهل الرای والداعی الی التعلیم متحکم لا حجة له فکیف ادع الیقین بالشک

نے یہ کہا کہ اگر شریعت کی محافظت واجب ہوتی تو بے شک علما اس التزام کے زیادہ تر مستحق ہوتے حالانکہ فلان مشہور فاضل نماز نہین پڑھتا اور فلان عالم شراب پیتا ہے اور فلان مولوی صاحب مال حرام از قسم مال وقف و مال یتیم کھاتا ہے اور فلان قاضی عدالت مین رشوت لیتا ہے۔ دوسرے قایل نے یہ کہا کہ مین علم تصوف کا عالم ہون اور اس درجہ پر پہونچ گیا ہون کہ وہان عبادت کی کچھ حاجت نہین۔ تیسرے قایل نے اہل اباحت کے شبہات اٹھائے اور اہل اباحت وہ فرقہ ہے جو طریق تصوف مین تصوف کو چھوڑکر اور بھٹک کر گمراہ ہوگیا ہے۔

چوتھا قایل فرقہ تعلیمین کی سند پر چلا اور کہا کہ امر حق کا دریافت کرنا ہی مشکل ہے اور حق پہچاننے کا راستہ ہی بند ہے کیونکہ مختلف مذاہب شایع ہین اور ایک مذہب دوسرے سے اولے نہین۔ اور عقلی دلایل باہم متعارض ہین اہل الرا کی رائے کا اعتماد نہین۔ ان جو کوئی مذہب تعلیم پر چلے۔ اُسکو یقین حاصل ہوتا ہے۔ حجت کی اُسکو ضرورت نہین پس شک کے عوض یقین کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے۔

سلہ یہ وہ فرقہ ہے جو ہمہ اوست کہتا ہے۔ اور حفظ مراتب نہین کرتا جامی رح
ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

وسبب من المنتسبين الى دعوى التعليم وسبب من معاملة الموسومين بالعلم بين الناس فاني تتبعت مدة آحاد الخلق أسأل من قصر منهم في متابعة الشرع وأسأله عن شبهته وأبحث عن عقيدته وسره وقلت له ما لك تقصر فيها فإن كنت تؤمن بالآخرة ولست تستعد لها وتبيعها بالدنيا فهذه حماقة فإنك كنت لا تبيع الاثنين بواحد فكيف تبيع ما لا نهاية له بأيام معدودة وإن كنت لا تؤمن فأنت كافر فدبر نفسك في طلب الإيمان وانظر ما سبب كفرك الخفي الذي هو مذهبك باطنا وهو سبب جراءتك ظاهرا وإن كنت لا تصرح به تجملا بالإيمان وتشرفا بذكر الشرع فقائل

اور ایک وہ ان لوگون کی جانب سے ہے جو امام معصوم سے تعلیم پانیکا دعوی رکھتے ہین - اور ایک وہ اہل معاملہ کی طرف سے ہے جو ایسے ہین جو لوگون مین عالم کہلاتے ہین - مین ایک مدت تک عام لوگون سے یہ پوچھتا رہا - اور اسکی خوب تحقیق کرتا رہا کہ تم شریعت کی متابعت مین کوتاہی اور تقصیر کیون کرتے ہو - مین ہمیشہ اُن سے پوچھتا تھا کہ آپ کا کیا شبہہ اور اعتراض ہے - اور نیز آپ کا عقیدہ اور رازِ دل کیا ہے اور مین اُن سے یہ کہتا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ تم شریعت کی متابعت نہین کرتے - اور اگر آخرت پہ ایمان رکھتے ہو تو کیون اُسکے لیئے تیار اور آمادہ نہین ہوتے اور اُسکو دنیا کے عوض بیچتے ہو یہ تو ایک قسم کی حماقت ہے - کیونکہ جب تم دو روپیہ کو ایک روپیہ کے عوض نہین دے سکتے تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ تم بے انتہا ایام راحت کو چند ایام محنت کے عوض بیچ ڈالو - اور اگر آخرت پہ آپ کو ایمان نہین ہے - تو پھر آپ کافر ہین آپکو چاہیئے کہ اپنا فکر کرین اور اپنے نفس کو طلب ایمان کی طرف لاوین اور دیکھین کہ کفر خفی کا کیا سبب ہے جو آپکے باطن کا مذہب ہے اور ظاہر مین اُسپر جراٴت کرنیکا سبب ہے اور ایمان کے تجمل سے یا عظمت شریعت سے یا سلطان وقت کے خوف سے اُس کفر خفی کو ظاہر نہین کرتے ہو - اسپر ایک قایل

ط یہ کفر خفی بہت بڑی بلا ہے طالبان طریق الی اللہ اس کی بڑی تفتیش کرتے ہین - اور باطن کو ظاہر کے مطابق رکھتے ہین ۱۲

کہ اگر شریعت برحق نہیں تو پھر آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں اسکا
جواب کبھی تو آپ یہ دیتے ہیں کہ جسمانی ریاضت کے لیے اور شہر
کے لوگوں کی عادت کے سبب اور نیز مال اور اولاد کے بچاؤ اور
حفاظت کیواسطے - اور کبھی یہ کہدیتے ہیں کہ شریعت درحقیقت صحیح
ہے اور نبوت برحق ہے - پھر جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ پھر آپ
شراب کیوں پیتے ہیں تو یہ جواب دیتے ہیں کہ شراب سے خداتعالے
نے اس لیے منع فرمایا ہے کہ اسمیں نشہ ہے اور نشہ موجب فساد
ہے - لیکن میں حکیم ہوں اور حکمت سے اس طرح پیتا ہوں کہ فساد
سے بچ جاتا ہوں - اور اس غرض سے شراب پیتا ہوں کہ قوت ہاضمہ
درست رہے - ذہن تیز رہے - رنج و غم نزدیک نہ پھٹکے - یہانتک
کہ ابن سینا نے اپنی وصیت میں لکھا ہے کہ میں اللہ تعالی
سے ایسا اور ایسا عہد کرتا ہوں - اور قواعد شرعیہ کی تعظیم اور عبادات
دینیہ کے ادائے کی بابت عہد کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی
لہو و لعب کیلئے شراب نہ پیونگا بلکہ دوا اور تشفی دل کے لیے - دیکھیے اسکی صفائی ایمان
اور التزام عبادات کی یہ منتہی حالت تھی کہ تشفی کے لیے شراب کا پینا مستثنے
کر لیا - یہ وہ ایمان ہے جس کا حکمت پڑھنے والے لوگ دعوی کرتے ہیں
اور اسی مکر و فریب سے سادہ لوحوں کی ایک جماعت کو بہکا لیتے ہیں - اور
زیادہ تر اُن کے فریب اور مکر میں آنیکی اور اُن سے بار کھانیکی ایک

له یہ انتہا تجربہ عقل جزوی اور نابالغی کی ہے عقل کلی اور بالغ ایسا ہیچ اور لغو بیان نہیں کرسکتے -

إنما هي رياضة البدن وعادة أهل البلد وحفظ المال والولد وإن الشريعة صحيحة والنبوة حق فيقال فلم تشرب الخمر فيقول إنما نهي عن الخمر لأنها تورث العداوة والبغضاء وأنا بحكمتي محترز عن ذلك وإنما أقصد به تشحيذ خاطري حتى أن ابن سينا كتب في وصية له أنه عاهد الله تعالى على كذا وكذا وأن يعظم الأوضاع الشرعية ولا يقصر في العبادات الدينية البدنية ولا يشرب تلهيا بل تداويا وتشفيا فكان منتهى حالته في صفاء الإيمان والتزام العبادات أن استثنى شرب الخمر لغرض التشفي فهذا إيمان من يدعي الإيمان منهم وقد انخدع بهم جماعة وزادهم انخداعا

وقایل خامس یقول لست افعل هذا تقلیداً ولکنی قرأت علم الفلسفة وادرکت حقیقة النبوة وان حاصلها یرجع الی الحکمة والمصلحة وان المقصود من تعبداتها ضبط عوام الخلق وتقییدهم عن التقاتل والتنازع والاسترسال فی الشهوات فما انا من العوام الجهال حتی ادخل فی حجر التکلیف وانما انا من الحکماء اتبع الحکمة وانا بصیر بها مستغن فیها عن التقلید فهذا منتهی ایمان من قرأ مذهب فلسفة الالهیین منهم وتعلمه من کتب ابن سینا وابی نصر الفارابی وهؤلاء هم المتجملون بالاسلام وربما تری الواحد منهم یقرأ القرآن ویحضر الجماعات والصلوات ویعظم الشریعة بلسانه ولکنه مع ذلک لا یترک شرب الخمر وانواعاً من الفسق والفجور واذا قیل له

پانچوان یہ کہتا ہے کہ میرا یہ فعل تقلیدی نہین ہے مین نے علم فلاسفہ بخوبی پڑھا - اور حقیقت نبوت کو بخوبی دریافت کیا - اُسکا مال اور خلاصہ حکمت اور مصلحت وقت ہے اور انبیاؑ نے جو عبادات کی قید لگائی ہے اُس سے اُن کا مقصود صرف عامہ خلایق کو ضبط مین رکہنا اور باہمی جھگڑون اور فسادون سے روکنا اور شہوات مین نہ ڈوبنے دینا - اور خصت سے بچانا ہے - اور مین عوام جہلا سے نہین ہون جو مُکلّف ہون - اور تکالیف شرعیہ کا بھاری پتھر سر پر اُٹھاؤن مین فرقہ حکماء وقت سے ہون اور حکمت کا تابع ہون اور اسمین سے کچھ دیکھتا ہون - اور اسوجہ سے مجھے کسی کی تقلید کی کچھ ضرورت نہین یہ آخری درجہ اُن لوگون کے ایمان کا ہے جنہون نے علم فلسفہ الٰہی پڑھا اور اُسکو علی بن سینا اور ابو نصر فارابی وغیرہ کی کتابون سے سیکھا ۱؎ یہ وہ لوگ ہین جو اسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہین بعض ان مین سے قرآن مجید بھی پڑھتے ہین اور رمضان مین روزہ بھی رکھتے ہین اور نماز جمعہ اور جماعتون مین بھی حاضر ہوتے ہین اور زبان سے شریعت کی بڑائی بھی کرتے ہین لیکن شراب خوری اور دیگر اقسام کے فسق و فجور نہین چھوڑتے - اور جب اُن سے کہا جاتا ہے

۱؎ اور اب مغربی زبانون مین اُن کو پڑہا اور وہ باتین کہنے لگے جو امام رح نے بیان کی ہین

ولا يتيسر ذلك الا بزمان مساعد وسلطان متدين قاهر فترخصت بيني وبين الله تعالى بالاستمرار على العزلة تعللا بالعجز عن اظهار الحق بالحجة فقدر الله تعالى ان حرك داعية سلطان الوقت من نفسه لا بتحريك من خارج فامر امر الزام بالنهوض الى نيسابور لتدارك هذه الفترة وبلغ الالزام حدا كان ينتهي لو اصررت على الخلاف الى حد الوحشة فخطر لي ان سبب الرخصة قد ضعف فلا ينبغي ان يكون باعثك على ملازمة العزلة الكسل والاستراحة وطلب عز النفس وصونها عن اذى الخلق ولم ترخص نفسك عسر معاناة الخلق والله تعالى يقول بسم الله الرحمن الرحيم الم احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون ولقد فتنا الذين من قبلهم

اُٹھا سکیگا۔ اور برداشت کرسکیگا۔ یہ تو کسی اچھے زمانے مین اور کسی ایسے دیندار بادشاہ کے عہد مین ہوسکتا ہے جس سے دین کی سستی کوسون دور ہو۔ پس مین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ عجز ظاہر کرکے کہ مین دلائل اور مباحثہ سے اظہار حق نہین کرسکتا۔ ہمیشہ کے لیے گوشہ نشین رہنے کا عہد کیا مگر بعد اسکے خداوند تعالیٰ کی تقدیر سے از خود بدون کسی خارجی محرک کے بادشاہ وقت کے دل مین یہ لازمی خیال پڑا کہ وہ فتنہ کے مٹانے کے لیئے کوشش کرے چنانچہ اس مہم کے تدارک کے واسطے وہ نیشاپور کیطرف نہضت فرما ہوا۔ اور اس حد تک اس التزام مین مبالغہ فرمایا کہ مین نے سمجھ لیا کہ اگر مین اُن کے برخلاف اصرار کرون گا تو یہ امر انسانیت سے بعید ہوگا۔ اور وحشیانہ حرکت ہوگی جب میرے دلمین گذرا کہ ابتو اس عہد و پیمان کا سبب ضعیف ہوگیا ہے۔ اب عزلت کی حفاظت اور آرام طلبی اور ذاتی آسایش کے لیئے عزلت گزینی مناسب نہین اور یہ بہانہ کرنا درست نہین کہ ہم خلقت کی تکلیفین برداشت نہین کرسکتے جبحالت ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون۔ ولقد فتنا الذین من قبلہم الآیہ

ف حضرت امام رح مباحثہ سے اظہار حق نہ کرسکے تو ظاہر ہے کہ اور کوئی بھی اسمین جیسا کہ چاہیئے کامیاب نہ ہوگا۔ صوفیہ کرام رح نے خوب اصول قرار دیا ہے کہ باب مناظرہ و جدل بالکل بند کیا ہے اور وقت ضرورت قوت باطنی سے کام لیتے ہین ۱۲

ضعف اعتراض المعترض عليهم اذا اعترضوا بمجاهدة علم الهندسة والمنطق وغيره ذلك مما هو ضروري لهم علمه من قبل فلما رأيت اصناف الخلق قد ضعف ايمانهم الى هذا الحد بهذه الاسباب ورأيت

وجہ یہ ہے کہ بعض معترضین اُنپر تشنیعاً [1] اعتراض کردیتے ہین۔ اور خصوص علم ہندسہ اور منطق وغیرہ سے اُن پر اعتراض کرتے ہین جن سے وہ خوب واقف ہوتے ہین اور یہ اُتنا نہین جانتے جیساکہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ پس جبکہ مین نے دیکھا کہ بہت سے لوگون کے ایمان مین ان اسباب سے ضعف آگیا ہے اور یہان تک آگیا ہے جس کا بیان مین نے کیا اور مینے دیکھا کہ مین اس قسم کے شبہات رفع کرنیکا مشتاق ہون اور ایسے لوگون کا قایل کرنا اور فضیحت کرنا میرے نزدیک کچھ بھی بات نہین ہے۔ کیونکہ مین فلسفہ اور صوفیہ اور تعلیمیین اور علماء متوسمین کے علوم اور طریقون مین بہت کچھ خوض کرچکا ہون تو میرے دل مین یہ بات آئی کہ اس وقت جو یہ بلا ایسی پھیل گئی ہے کہ مرض عام ہوگئی ہے اور طبیب خود اس مرض مین مبتلا ہوگئے ہین اور خلقت ہلاکت کے کنارہ پر پہونچگئی ہے میرا خلوت نشین اور عزلت گزین ہونا کچھ مفید نہین۔ مگر پھر مینے اپنے جی مین کہا کہ تو اس بلا کے دفع اور اس اندھیر کے رفع کرنے مین اس فتور کے زمانے اور سستی دین کے وقت مین کب مستقل طور پر قایم رہسکے گا۔ کیونکہ اگر تو اس زمانہ مین لوگون کو طریق حق اور راہ راست کیطرف دعوت کریگا اور بلائیگا تو ساری اہل زمانہ تیرے دشمن ہوجائینگے تو اُن سب کا مقابلہ کیونکر کرسکیگا۔ اور تو اُن کی تکالیف کب

[1] اور اب بھی جو کوئی ایسا اعتراض کریگا اُس سے کچھ حاصل نہوگا ۱۲

نفسي مليئة بكشف هذه الشبهة حتى كان افتضاح هؤلاء ايسر عندي من شربة ماء لكثرة خوضي في علومهم وطرقهم اعني طرق الصوفية والفلاسفة والتعليمية والمتوسمين من العلماء انقدح في نفسي ان ذلك متعين في هذا الوقت محتوم فماذا تغنيك الخلوة والعزلة وقد عم الداء ومرض الاطباء واشرف الخلق على الهلاك ثم قلت في نفسي متى تستقل انت بكشف هذه

الغمة ومصادمة هذه الظلمة والزمان زمان الفترة والدور دور الباطل ولو اشتغلت بدعوة الخلق عن طرقهم الى الحق لعاداك اهل الزمان باجمعهم وانى تقاومهم فكيف تعايشهم

ان وجوہات سے میرا عزم ترک خلوت پر مستحکم ہوگیا ہے اور ان شہادتوں
پر مجھے حسن ظن حاصل ہوگیا ہے۔ پس حکم الٰہی سے مجھکو ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۹۹ھ
میں نیشاپور کی طرف روانہ ہونا نصیب ہوا۔ اور بغداد سے نکلنے کی بھی
تاریخ یہی تھی۔ یعنی ماہ ذیقعد سنہ ۴۸۸ ہجری۔ اس حساب سے میری عزلت
کا زمانہ گیارہ سال ہوا۔ یہ حرکت عجائب مقدرات الٰہی سے تھی جو کبھی
زمانہ عزلت میں میرے دل میں بھی نہ گذرتی تھی۔ جیسے بغداد سے
جلا وطن ہونا اور ان سب تعلقات کا چھوڑنا کبھی بطور امکان کے بھی
دل میں نہ گذرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی مقلب القلوب اور احوال کو پلٹنے
والا ہے اور مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہے اور میں نے
جان لیا کہ اگرچہ بظاہر میں نے اشاعت علم کی طرف رجوع کیا ہے مگر یہ
در اصل رجوع نہیں کیونکہ رجوع تو وہ ہوتا ہے کہ اسی چیز کی طرف پھر
متوجہ ہو جس کی طرف پہلے تھا۔ لیکن میں اس سے پیشتر وہ علوم پڑھاتا
تھا جن سے جاہ و مناصب اور اعزاز و مال حاصل کیا جاتا تھا۔ اور میں
اپنے قول و فعل سے اسی کی طرف لوگوں کو بلاتا تھا۔ اور اب میں
اس علم کو لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں جس سے جاہ و مال چھوڑا جاتا
ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اب یہی نیت میری ہے
اور میں ہمہ تن یہی چاہتا ہوں کہ اس سے میرے نفس کی اور اور
لوگوں کی صلاح ہو۔ مگر یہ میں نہیں جانتا کہ اس کام میں کامیاب ہونگا
یا نہیں۔ الا میں یہ ایمان یقینی اور مشاہدہ رکھتا ہوں کہ لاحول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم)

وبقوله عز وجل لرسوله وهو اعز خلقه ولقد كذبت رسل من قبلك فصبروا على ما كذبوا واوذوا حتى اتاهم نصرنا ولا مبدل لكلمات الله ولقد جاءك من نبإ المرسلين وبقوله عز وجل بسم الله الرحمن الرحيم يس والقرآن الحكيم انك لمن المرسلين ... لتنذر قوما ما انذر اباءهم فهم غافلون لقد حق القول على اكثرهم فهم لا يؤمنون انا جعلنا في اعناقهم اغلالا الى قوله تعالى انما تنذر من اتبع الذكر فتشاورت في ذلك مع جماعة من ارباب القلوب والمشاهدات فاتفقوا على الاشارة بترك العزلة والخروج من الزاوية وانضاف الى ذلك منامات من الصالحين متواترة تشهد بان هذه الحركة مبدأ خير ورشد قدرها الله سبحانه على رأس هذه المائة فقد وعد الله سبحانه باحياء دينه على رأس كل مائة

یعنی کیا لوگ یہ سمجھتے ہین کہ ان کو صرف اتنی ہی بات پر چھوڑ دیا جائیگا کہ وہ کہدین کہ ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمایش نہ کی جائیگی اور ہم آزمایش کر چکے ہین ایمانداروں کی جو اس سے پیشتر ہوچکے ہین اور نیز خداوند تعالیٰ اپنے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جو ساری مخلوقات سے زیادہ معزز ہین خطاب کرکے فرماتا ہے۔ ولقد کذبت رسل من قبلک فصبروا الآیۃ۔ یعنی جو پیغمبر تیرے سے پہلے ہوئے ہین اُن کو بھی لوگون نے جھوٹا کیا مگر اُنھون نے اُسپر صبر کیا۔ اور نیز خداوند تعالیٰ نے سورہ یٰسین مین فرمایا ہے۔ انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم لتنذر قوما ما انذر آباؤہم فہم غافلون۔ یعنی آپکو راہ راست پر بھیجا گیا ہے تاکہ آپ اُن لوگون کو ڈر سناوین جن کے باپ دادون کو بھی نہین سنایا گیا اور وہ غافل ہین۔ تو مین نے اس بارہ مین چند اہل دل اور ارباب مشاہدہ سے مشورہ کیا۔ اُنھون نے بھی ترک عزلت کی طرف اشارہ فرمایا اور بہتیرے صالحین سے بھی اس معاملہ مین راز کہا گیا اُنھون نے بھی یہی شہادت دی کہ اس حرکت اور ترک عزلت کا منشأ خیر ہے اور اسکا منبع ہدایت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس صدی کے شروع پہ مقدر کیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ وہ ہر صدی کے شروع پہ اپنے دین کو زندہ کریگا

سلہ یہان ظاہر ہوگیا ایسے حال مین جیسا کہ امام رح نے فرمایا ہے ترک عزلت بہتر ہے ۱۲۰۰

کہ اصل نبوت سے بھی منکر ہیں۔ نبوّت کی حقیقت تو ہم بیان کرچکے ہیں اور اُسکے وجود کو بالضرورت وجود علم خواص الادویہ والنجوم وغیرہ سے ثابت کرچکے ہیں۔ اور ہمنے اس مُقدّمہ کو اسی لیئے پہلے ہی بیان کردیا ہے۔ اور ثبوت نبوت کے لیئے ہم نے خواص طب و نجوم کی اس لیئے دلیل پیش کی ہے کہ یہ دلیل عین اُنھین کے نفس علوم مین سے ہے اور جو فلسفوں ان اپنے علوم سے مثلاً نجوم۔ طب۔ طبعی۔ سحر۔ طلسمات وغیرہ سے بخوبی واقف ہوگا اُسکے لیئے اُسی کے علم سے نبوّت کی دلیل واضح ہوجائیگی۔ مگر جو شخص نبوت کو اپنی زبان سے ثابت کرے اور مسائل شرعیہ کی بنا حکمتوں پر رکھے وہ درحقیقت نبوت کا کافر اور منکر ہے۔ اور اپنے نفس امّارہ اور طبیعت مخصوص کا حکم ماننے والا ہے جو یہ چاہتی ہے کہ وہ میلّر تابع ہے اور یہ امر الایمان بالنّبوت سے بہت دُور ہے۔ کیونکہ نبوّت پر ایمان لانے کے یہ معنی ہین کہ ایکایسے طور کے اثبات کا مقر ہو جو ورائے طور عقل ہے جسکے ذریعہ سے وہ آنکھین کھلجاتی ہین جو ایسے معلومات کو دریافت کرتی ہین جنمین عقل بکمی اور معزول ہے۔ جیسا کہ قوت سامعہ رنگ و اشکال کے دریافت سے معزول ہی اور چشم ادراک اصوات سے محروم ہے اور حواس ادراک معقولات مین بکمے ہین اور اگر کوئی اسکو نمانے تو اس دلیل سے جو ہمنے قایم کی ہے اُسکا امکان اُسکو ماننا پڑیگا گو کہ اُسکا وجود بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور جو مان

مکانه مل علی وجود ه فان جز هان ا-۲

یعنی کسی کو طاقت اور قوت سوا خدا کے کسی کام کے پورا کرنیکی نہین ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مین نے بھی کوئی حرکت خود نہین کی بلکہ اُسی نے حرکت دی ہے۔اور جیتے کوئی کام نہین کیا۔مگر اُسی نے کام کرایا ہے۔ پس مین اللہ تعالی کی جناب مین ملتجی ہون کہ اوّلاً مجھکو اس سے صلاحیت بخشے اور پھر میرے سے اورون کو اور پہلے مجھکو ہدایت پر چلاوے اور میرے سے دوسرون کو ہدایت بخشے اور یہ چاہتا ہون کہ وہ مجھکو حق کو حق دکھلاوے اور اُس کی اتباع کی توفیق بخشے۔اور باطل کو باطل دکھلاوے اور اُس سے بچنے کی توفیق بخشے۔

اب سنیئے کہ مین ضعف الایمان مذکورہ بالا کے اسباب اور ضعیف الایمانون کی ہدایت کے راستو اور اُنکو ہلاکون اور ہلاکتون سے بچانے کے طریق بیان کرتا ہون۔ جاننا چاہیئے کہ جو لوگ کہتے ہین کہ ہم اہل تعلیم یعنی فرقۂ تعلیمین کی باتین سُن کر حیران ہین۔اسکا علاج وُہی ہے جو ہم کتاب قسطاس المستقیم مین بیان کرچکے ہین اور اس رسالہ مین اُن کو بلحاظ طوالت ذکر کرنا مناسب نہین اور دوسرے جو اہل اباحت کا توہم اور شبہ ہے اُسکو ہمنے سات قسم مین منحصر سمجھا ہے۔جس کا جواب ہمنے کتاب کیمیائے سعادت مین لکھدیا ہے۔باقی رہے وہ لوگ جو طریق فلسفہ سے بہکے ہوئے ہین یہانتک

پیش کی ہے - علم آلہیات اور طبعیات کی اور بہت سی براہین اور دلائل فلاسفہ ایسے ہی ہین جو غلط اور نادرست ہین -

بات یہ ہے کہ فلاسفہ نے اپنا خیال خام ہر ایک امر کی نسبت اُسیقدر پکایا ہوا ہے کہ جس قدر اُنہون نے اُسکو اپنی عقل ناقص سے سمجہا اور پایا ہے - اور جسکو اپنی عقل ناقص اور نابالغ سے نہ سمجھ سکے نہ پا سکے اُسکو محال ٹھہرالیا ہے - اگر رویا صادقہ یعنی خواب سچا جو تجربہ اور واقعات سے سچا ثابت ہوتا ہے نہوتا - اور کوئی مدعی یہ دعویٰ کرتا کہ جب حواس معطل اور اپنے کام سے بیکار ہوجاتے ہین تو غیب کی باتین معلوم ہوجاتی ہین تو بلا شک وہ لوگ اسکا انکار کرتے جو ایسی عقول ناقص رکھتے ہین -

اسی طرح اگر کسی شخص کو یہ کہا جاتا کہ دنیا مین کوئی ایسی چیز ہوسکتی ہے کہ اگر ایک حبہ بھر وہ کسی شہر مین رکھدیجاوے تو سارے شہر کو کھا جاوے اور پھر اپنے تئین بھی کھا جاوے تو وہ اگر ایک چنگاری آگ سے شہر کا جل جانا اور پھر اُس آگ کا بجھ جانا نہ دیکھ لیتا تو ضرور اُس سے انکار کرتا - اور یہی کہتا کہ یہ محال ہے اور از قبیل خرافات ہے -

پس جاننا چاہیئے کہ عجایبات آخرت کا انکار بھی اکثر اسی قبیل سے ہے ہم طبعی اور فلسفی سے افیون کے خاصہ کے بابمین یہ کہینگے کہ ہماری اس دلیل کو سنکر آپ اِسبات کے کہنے پر مجبور ہین کہ افیون

وحيث ترتيب براهين الفلاسفة في الطبيعيات والالهيات مبني على هذا الجنس فانهم تصوروا الامور على قدر ما وجدوه وعقلوه وما لم يألفوه قدروا استحالته ولو لم تكن الرؤيا الصادقة مألوفة وادعى مدع انه عند ركود الحواس يعلم الغيب لانكره المتصفون بمثل هذه العقول ولو قيل لواحد هل يجوز ان يكون في الدنيا شيء هو مقدار حبة يوضع في بلدة فيأكل تلك البلدة بجملتها ثم يأكل نفسه فلا يبقى من البلدة وما فيها ولا يبقى هو في نفسه لقال هذا محال وهو من جملة الخرافات وهذه حالة النار اذا سمعها من لم ير النار واكثر عجائب الآخرة هو من هذا القبيل فنقول للطبيعي قد اضطررت الى ان تقول في الافيون

فقد اثبت ان صفات امور اقتضت خواص بعد ضرب من العقل حق الحكمة اصلا بل يكاد العقل يكذبها ويقضي باستحالتها فان وزن دانق من الافيون سم فانه يجمد الدم في العروق لفرط برده

لیگا اُسپر یہ ثابت ہوجائیگا۔ جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے کہ ادویات مین ایسے خواص ہین جو عقل سے کوسون دور ہین بلکہ عقل انکی تکذیب کرتی ہے اور اُن کو محال سمجھتی ہے دیکھو کہ افیون کا ایک دانگ سم قاتل ہے جس سے کثرتِ برودت کے سبب خون رگون مین منجمد ہوتا ہے اور جو کوئی علم طبعی جاننے کا دعویٰ کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مرکبات کو جو ٹھنڈا کیا جاتا ہے تو اُسمین عنصر پانی اور مٹی کو بڑھا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہی دو عنصر بارد ہین مگر یہ بات اُس شخص کو جو دانا اور فہیم ہے بخوبی معلوم ہے کہ مٹی اگر سیرون کھالیجاوے تو اُس سے اتنی ٹھنڈ پیدا نہین ہوتی جتنی افیون کے ایک دانگ سے پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اگر فرض کرلیا جاوے کہ جسقدر اجزا افیون مین ہین وہ پانی اور مٹی ہی ہین تو پھر بھی اُسقدر پانی اور مٹی کے اجزا سے اسقدر ٹھنڈ پیدا نہین ہوسکتی جس قدر افیون سے خون مین پیدا ہوجاتی ہے اور جب اُنکے ساتھ اجزا حار منضم ہون جیسے اجزا ناریہ اور ہوایہ ہین تو اسصورت مین توکسی طرح اُسقدر ٹھنڈ پیدا نہین ہوسکتی جس قدر افیون سے پیدا ہوجاتی ہے تو ہس امر کو کہ افیون سے اسقدر ٹھنڈ پیدا ہوجاتی ہے محال کہتا اور محال ہونے کی یہ دلیل لاتا کہ افیون مین چونکہ اجزا ناریہ و ہوایہ ہین اور اجزا ناریہ و ہوائیہ برودت پیدا نہین کرتے افیون سے ٹھنڈ پیدا ہونا محال ہے۔ یہ خاصہ برودت کی تو ہمنے تھوڑی سی دلیل

ورثته والذي يدعي علم الطبيعة ويزعم ان ما يبرد من المركبات انما يبرد بعنصري الماء والتراب فهما العنصران الباردان ومعلوم ان ارطالا من الماء والتراب لا يبلغ تبريدها في الباطن الى هذا الحد فلو اخبر طبيعي بهذا ولم يجربه لقال هذا محال والدليل على استحالته ان فيه نارية وهوائية والنارية والهوائية لا تزيده برودة

فيمنع الكلام عقليا فاذا حصل في التجربة بعد هذه الالفاظ فان السببية فان التعجب اولى ويشبه ما ذكرنا هذا

فتنظر اليهما وتضعهما تحت قدميها فيسرع الولد في الحال الى الخروج وقد اقروا بامكان ذلك واوردوه في عجائب الخواص وهو شكل فيه تسعة بيوت يرقم فيها رقوم مخصوصة يكون مجموع ما في جدول واحد خمسة عشر قراته في طول الشكل او في عرضه او على التاريب فليت شعري من يصدق بذلك ثم لم يتسع عقله للتصديق بان تقدير صلاة الصبح بركعتين والظهر باربع والمغرب بثلاث هي لخواص غير معلومة بنظر الحكمة وسببها اختلاف هذه الاوقات وانما تدرك هذه الخواص بنور النبوة والعجب انا لو غيرنا العبارة الى عبارة المنجمين لعقلوا اختلاف هذه الاوقات فنقول اليس يختلف الحكم في الطالع بين ان تكون الشمس في وسط السماء او في الطالع او في الغارب حتى بنوا على هذا في تسييراتهم اختلاف العلاج وتفاوت الاعمار والآجال ولا فرق بين الزوال وبين كون الشمس في وسط السماء ولا بين المغرب وبين كون الشمس في الغارب فهل لتصديقه سبب الا ان استماعه بعبارة منجم

اور وہ اُسکو دیکھتی ہے اور پاؤن کے نیچے رکھتی ہے تو فوراً بچہ
باہر آجاتا ہے ۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو کوئی اس نقش
کی تاثیر کو مانتا ہے اُسکی عقل اس بات کے ماننے اور تصدیق
کرنے پر دلیری کیون نہین کرتی سکہ نماز صبح کی دو رکعت اور
ظہر کی چار رکعت اور مغرب کی تین رکعت ہونے مین بھی ایسا ہی
خواص غیر معلوم ہے جو نظر حکمت سے معلوم نہین ہوتا عین نبوت
سے معلوم ہوتا ہے اور سبب اُسکا اختلاف اوقات نماز ہے اور
بڑے تعجب کی بات ہے کہ اگر ہم اسی کو منجم کی عبارت مین بیان
کرین اور یون کہین کہ جب آفتاب وسط آسمان مین ہو تو طالع کا
حکم اور ہوتا ہے اور جب غارب مین ہو تو اَور ۔ ایسے اختلاف احکام
پر جنم پتریون اور عمرون اور علاجون مین فرق بتاتا ہے تو وہ شخص
جو منجم کو سچا جانتا ہے جھٹ مان لیتا ہے کیونکہ وہ منجم کے کہنے کو
یہان تک سچا جانتا ہے گوکہ اُس کا قول بارہا جھوٹا نکلا ہو کہ اگر وہ
یون کہدے کہ جب آفتاب وسط آسمان مین ہو اور اُسکی طرف فلان
ستارہ دیکھتا ہو اور فلان طالع ہو ۔ اُسوقت اگر تو نیا کپڑا پہنے گا
تو اُسی کپڑا مین مارا جائیگا اُسکو اس کا یہان تک یقین ہوجاتا ہے
کہ ایسی صورت مین جاڑے مرتا ہے مگر وہ کپڑا نہین پہنتا ۔ ایسے
اب آپ غور کرین کہ ہمارے دعویٰ کی جو وہ تصدیق کرتا ہے سوا
اَور کوئی بات نہین کہ ہمنے اُسکو عبارت منجم مین بیان کیا ہو ورنہ

بل برہان بالحکمۃ العقلیۃ قبل الإبصار ذلک کالعین
وتصفیتہا لما
مداواۃ القلوب
من الخواص فی
لا أوضاع الشرعیۃ
ان یکون فی
فلم یجوز
العقول الطبیعیۃ
لیس علی قیاس
خاصیۃ فی التبرید

مین بالخصوص ایک خاصیت تبرید یعنی ٹھنڈ پیدا کرنیکی ہے گو کہ
یہ قیاس عقل کا بقواعد حکمت طبعیہ نہو۔ پھر آپ اس بات
کو کیون نہین مانتے اور ناجایز فرماتے ہین کہ اوضاع شرعیہ
مین بھی قلوب کے علاج اور اظہار صحت اور اُسکے تصفیہ مین
خواص ہین جو حکمت عقلیہ سے معلوم نہین ہوتے بلکہ عین
نبوت سے معلوم ہوتے ہین اور دیکھے جاتے ہین۔ ایک اور
بات سُنیئے۔ حکما کی کتابون مین ایک نقش پندرہ کا لکھا ہے
جو ہندسون اور حرفون مین حسب ذیل لکھا جاتا ہے۔

د	ا	ح		۶	ا	۸
ز	ہ	ج		۷	۵	۳
ب	ط	د		۲	۹	۴

اسمین نو خانے ہین جنمین نو مختلف اعداد یا حروف لکھے جاتے ہین جسطرف سے اسکو جوڑو
پندرہ ہوتے ہین اگر اوپر سے نیچے کو کسی خانے کو جوڑو تب بھی
پندرہ ہوتے ہین اگر دائین سے بائین کو کسی خانہ کو جوڑو تب
بھی پندرہ ہی ہوتے ہین۔ اگر دائین سے بائین کو کسی خانے کو جوڑو
تب بھی پندرہ ہوتے ہین۔ حکمانے اسکی اس عجائب غرایب
خاصیت کا اقرار کیا ہے کہ جب دو ٹھیکرین پر جن کو پانی نہ
لگا ہو یہ نقش لکھکر حاملہ عورت کو دیا جاتا ہے۔

بل ہذا أعجب من ذلک فانہ عجیب الخواص فی
ومن ہذا أعجب
أو من دون ذلک بکثیر
وہی من الخواص
العجیبۃ المجربۃ فی
معالجۃ الحامل
التی عسر علیہا
الطلق بہذا الشکل
یکتب علی
خرقتین لم
یصیبہما الماء ۱۲

نوٹ ؎ اگرچہ حال کے فلسفی اس نقش کی تاثیر کو نہین مانتے اور یہ
دلیل اُن کے اعتراض کو قطع نہین کرتی۔ مگر حضرت امام رح نے پہلے فلسفیون کی تردید اُنہیکے
خیالات سے کی ہے۔ حال کے فلسفیون کے خیالات کی تردید اور بہت سے دلائل سے ہوتی ہے ۱۲

؎ دیکھو شکل مندرجہ متن ۱۲

سُنکر اُن کی تقلید کرلی ہے۔ جیسے طب اور تجربہ کے بارہ مین آپنے
اُن تجربہ کاروان کے اقوال سُنے۔ اور اُن کو یقین کرکے اُنکی تقلید
کی ہے ایسے ہی شریعت کے بارہ مین انبیاء علیہم السلام اور اولیاء
کے اقوال سنیئے۔ جنہون نے اُس کا تجربہ کیا ہے جو شرع مین وارد
ہوا ہے اور اُس کے حق ہونے کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور اُن کے
طریق پر چلیئے۔ آپ بھی اُن خواص کو مشاہدہ کرلینگے۔ علاوہ برین
اگر آپ نے تجربہ نہین کیا تو بھی لازم تھا کہ آپکی عقل وجوب
تصدیق و اتباع پر حکم دیتی۔ کیونکہ اقتضائے عقل سلیم یہی ہے
فرض کیجیئے کہ کوئی عاقل آدمی بالغ ہوتے ہی بیمار ہوجائے اور
اُسکا پدر مہربان طبیب حاذق ہو جسکی طبی کمال کا شہرہ ابتداً نشأ
شعور سے وہ لڑکا سُنتا رہا ہو۔ اور اُس کا وہ پدر مہربان اُس کے لیے
ایک معجون تیار کرکے کہے کہ تیری مرض کی یہ دوا ہے اس سے
تیری مرض کو شفا ہوجائیگی۔ تو اب آپ بتلایئے کہ آپ کے نزدیک
وہ لڑکا کیا کریگا۔ آیا اپنے پدر مہربان کے فرمانے کی تصدیق
کریگا اور وہ دوا گو کڑوی ہو کھالیگا۔ یا اُسکی تکذیب کریگا
اور یون کہے گا کہ شفا کو اس دوا سے کیا نسبت۔ میری
عقل نہین مانتی اور نہ مینے اسکا تجربہ کیا ہے۔ اس لیئے
مین اسکو نہین کھاتا۔ کیا ایسی صورت مین آپ اُس کو
احمق نہین سمجھینگے۔ اسی طرح ارباب بصیرت آپکو بھی احمق سمجھینگے

آفتاب کو وسط آسمان مین کہا تو وہی بات۔ اور زوال مین کہا تو وہی بات۔ آفتاب کو غارب مین کہا تو وہی بات اور مغرب مین کہا تو وہی بات۔ پھر مجھکو اسکا بڑا تعجب ہے کہ جسکی عقل ان بدایع کو قبول کرتی ہے اور اس بات کا اعتراف بحکم اضطرار کرتی ہے کہ انہین کوئی ایسا خواص ہے جسکی معرفت بعض انبیا کے معجزون سے ہوتی ہے تو وہ ایسے ہی اور باتون کو ایسے نبی سے سنکر جو صادق ہو اور معجزات سے تائید کیا گیا ہو۔ اور کبھی اسکی طرف جھوٹ کی نسبت بھی نہوئی ہو کیون نہین یقین کرتا اور کیون نہین ایسے ہی خواص کا امکان اعداد رکعات مین اور صفا مروہ دوڑنے مین اور طواف کعبہ مین اور کنکریان مارنے وغیرہ عبادات شرع مین مان لیتا۔ جبکہ ان مین اور خواص ادویہ اور خواص نجوم مین اصلا کچھہ فرق نہین پایا جاتا یہان اگر کوئی فلسفی یون کہے کہ ہمنے نجوم کی چیزون کو اور طب کی چیزون کو تجربہ کرکے دیکھہ لیا بعض ان مین اپنے خواص مین ٹھیک اور درست ہین اس لیئے ہمارے دل مین انکی تصدیق بیٹھہ گئی ہے۔ اور ذہن نشین ہوگئی ہے اور استبعا و نفرت دل سے جاتی رہی مگر شرعیات کا ہمنے تجربہ نہین کیا۔ پس اگر ہم انکے خواص کے امکان کا اقرار بھی کرلین تو ان کا وجود اور تحقق کسطرح معلوم کرین۔ اسکے جواب مین ہم کہینگے کہ آپکے بیان مین کچھہ غلطی ہے۔ آپنے خود علم نجوم کا تجربہ تو نہین کیا بلکہ تجربکارون سے بطور اخبار کے

وفي الاخبار الصادقة وفي اخبار الزمان وظهوره كما ذكره عليه السلام علما ضروريا انه بلغ الطور الذي وراء العقل وانفتحت له العين التي ينكشف منها الغيب الذي لا يدركه الا الخواص والامور التي لا يدركها العقل

فهذا هو منهاج تحصيل العلم الضروري بصدق النبي عليه السلام فجرب وتأمل القرآن وطالع الاخبار تعرف ذلك بالعيان وهذا القدر يكفي في تنبيه المتفلسفة ذكرناه لشدة الحاجة اليه في هذا الزمان واما السبب الرابع وهو ضعف الايمان بسبب سوء سيرة العلماء فداوى هذا المرض بثلاثة امور

پر خبر دیگئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی ہین اور نیز اُن حالات کا ذکر جنکی بابت آخر زمانہ مین واقع ہونیکی خبر دی ہے سوچے سمجھے گا تو بالضرور اُسی کو یہ علم یقینی حاصل ہوجائیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ طور جو وراء طور عقل ہے بدرجہ کمال حاصل تھا۔ اور آپکے لیئے وہ دیدۂ دل کشادہ تھین جن سے وہ امور غیب اور خواص عبادات دریافت ہوسکتے ہین۔ جنکو عقل دریافت نہین کرسکتی اور یہی طریق مستقیم اس علم ضروری کے حاصل کرنے کا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی برحق اور سچے رسول تھے۔

پس اب تجربہ کیجئے اور احادیث کا مطالعہ کریئے اور قرآن شریف کو غور سے پڑھیئے[1]۔ ان امور مذکورہ بالا سے صداقت نبوت مشہود وعیان و مستغنی از بیان ہوجائیگی اور جو متفلسف ہو۔ یعنی اسلام کا دعویٰ کرکر دینیات مین فلسفہ کے قولون پر چلے اُسکے لیئے اسی قدر تنبیہ و اطلاع کافی ہے اور اس زمانہ مین اسکی سخت حاجت[2] اور بہت ضرورت ہے۔ چوتھا سبب ضعف ایمان کا وہ ہے جو عوام مین بدسیرتی علماء ظاہر یعنی عالم بے عمل سے پیدا ہوتا ہے اس مرض کے دور کرنے کے تین علاج

[1] اور ایسا نہ پہلے کبھی کسی کو حاصل تھا نہ حاصل ہوگا ۔ ۱۲

[2] اور کاملین صحیح فیاور روشن ضمیر درویشون سے ملیئے جو اکثر نا بہ سان حالت اور سادہ صورت مین مثل عوام کے رہتے ہین اور درحقیقت پختہ کار اور انسان کامل ہین۔

[3] اور اس زمانہ مین بھی اس کی سخت ضرورت ہے ۱۲ مترجم

فان قلت فبم اعرف شفقة النبي عليه السلام ومعرفته بهذا الطب فاقول وبم عرفت شفقة ابيك وليس ذلك امرا محسوسا لكن عرفته بقرائن احواله وشواهد اعماله في مصادره وموارده علما ضروريا لا تتمارى فيه ومن نظر في اقوال رسول الله عليه السلام وما ورد من الاخبار في اهتمامه بارشاد الخلق وتلطفه في حق الناس بانواع الرفق واللطف الى تحسين الاخلاق واصلاح ذات البين وبالجملة الى ما يصلح به دينهم ودنياهم حصل له علم ضروري بان شفقته عليه السلام على امته اعظم من شفقة الوالد على ولده واذا نظر الى عجائب ما ظهر عليه من الافعال والى عجائب الغيب الذي اخبر عنه في القرآن على لسانه

اگر آپ ایسے مہربان نبی کی مجوزہ معجون صحت روحانی کے استعمال کرنے مین توقف کرینگے - اگر آپ یہ کہین کہ ہم کیونکر جانین کہ نبی صاحب ہمارے مہربان ہین اور طب روحانی سے بخوبی واقف ہین تو مین اسکے جواب مین کہونگا - کہ آپنے اپنے والد کا مہربان ہونا کس طرح معلوم کیا ہے کیا وہ محسوس ہے - نہین - بلکہ قراین احوال اور شواہد اعمال سے جو روزمرہ نشست برخاست آمد و رفت مین اُن کی جانب سے وقوعمین آتے رہے ہین آپکو ضرورتاً یہ علم و یقین ہو گیا ہے کہ وہ مہربان ہین اور اسمین آپکو کسی طرح کا کوئی شک باقی نہین رہا اسیطرح جو شخص اقوال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال مین جو عامہ خلائق کی ہدایت اور عوام کے حال پر شفقت کے بارہ مین اخبار مین وارد ہین نظر اور غور کریگا تو پائیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کس درجہ کی نرمی اور حسن اخلاق سے لوگون سے پیش آتے تھے اور لوگون کے رفع فساد اور اصلاح مین کہانتک توجہ فرماتے تھے الغرض جو کچھ ہماری دین اور دنیا کے لیئے مناسب ہے سب کی طرف کامل توجہ رکھتے تھے جو شخص ان سب امور کو بخوبی سمجھیگا وہ بالضرور جان لیگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت عام اُمت کے حال پر اُس سے کہی درجہ بڑھکر تھی - جو ایک پدر مہربان اپنے لڑکے پر رکھتا ہے - اور جب اُن غیبی عجایب چیزون کی بابت نظر کریگا جنکی قرآن شریف مین زبان مبارک

الثانی

ان یقال العامی ... ان العالم ... في الآخرة ... وتظن ان علمه يشفع له ... علمه ... وان ... فيحمد وان ترك العمل ... ليس لي الا العلم ... انت ايها العاصي ... اذا نظرت وانت ... ترك العمل ... عن العمل ...

دوسرا علاج یہ ہے کہ عامی ضعیف الایمان سے یہ کہیں کہ تم یہ جان
لیکہ عالم نے یہ جان لیا ہے اور گمان کرلیا ہے کہ میرا علم آخرت
میں میری شفاعت کریگا اور بخشوا دیگا - اور اس گمان سے وہ
اعمال میں تساہل کرتا ہے تو کچھ عجب نہیں ہے کہ ایسا ہو
بھی جاوے - بلکہ امکان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس علم کے
درجے اور فضیلت کی وجہ سے اُسکو بخشدے اور گناہ معاف کردے
مگر آپ فرمائیے آپ تو علم بھی نہیں رکھتے ہیں آپ اگر اُس عالم
کا حال دیکھکر عمل نہ کرینگے اور عمل کو چھوڑدینگے تو ضرور
ہلاک ہوجائینگے اور کوئی شفیع آپ کا نہوگا -

تیسرا علاج یہ ہے جو درحقیقت اچھا ہے - اس بات کو جاننا
چاہیے کہ عالم حقیقی بجز اس کے کہ اُس سے لغزش ہوجاوے
گناہ کبیرہ تا بمقدور نہیں کرتا - اور گناہوں پر اصرار نہیں
کرتا کیونکہ وہ عالم حقیقی یہ جانتا ہے کہ معصیت سم قاتل ہے اور
آخرت دنیا سے بہتر ہے جو کوئی یہ جان لیگا اعلیٰ کو ادنیٰ کے
عوض نہ بیچے گا - مگر یہ علم اُن علموں سے حاصل نہیں ہوتا جن میں
اکثر لوگ مشغول رہتے ہیں بلکہ اُن علوم سے معصیت پر اور
جرأت ہوجاتی ہے اور علم حقیقی کے عالم پر خشیت اور خوف
و رجا زیادہ ہوتی ہیں اور یہی خوف و رجا اُس عالم کو گناہوں سے
بچاتے ہیں اور اُس کے اور گناہوں کے درمیان میں ایک سد ہوجاتے ہیں

الثالث

وهو ... ان العالم الحقيقي ... معصية ... على سبيل الهفوة ... على الصغيرة ... ان العالم الحقيقي يعلم ان المعصية سم مهلك وان الآخرة خير من الدنيا ومن عرف ذلك لا يبيع الآخرة بما هو دونها ... العلم الحقيقي يزيد صاحبه خشية وخوفا ... الله تعالى ... فذلك يحول بينه وبين المعاصي

(۲) احدها ان تعلم ان العالم الذی تزعم انہ یاکل الحرام مع علمہ بتحریمہ کعلمک بتحریم الخمر والربا بل الغیبۃ والکذب والنمیمۃ وانت تعرف ذلک وتفعلہ لا لعدم ایمانک بانہ معصیۃ بل لشہوتک الغالبۃ علیک فشہوتہ کشہوتک وقد غلبتہ کما غلبتک فعلمہ بمسائل وراء ھذا یتمیز بہ عنک لا یناسب زیادۃ حث عن المحظور وکم من مومن بالطبیب لا یصبر عن الفاکھۃ وعن الماء البارد وعن ما نہاہ عنہ الطبیب ولا یدل ذلک علی عدم ایمانہ بالطب فہذا وامثالہ من ہفوات العلماء

ہین ایک یہ ہے کہ جب کسی کو کسی عالم ظاہری کی نسبت یہ معلوم ہو کہ وہ حرام کا مال کھاتا ہے تو اس سے خود اُسکو حرام کھانے پر جرأت نہین کرنی چاہیئے۔ اور یہ نہ جاننا چاہیئے کہ وہ اُسکو حرام کھانا نہین جانتا۔ جبکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ اُسکا حال ایسا ہے جیسا کوئی شخص شراب اور سود کا حرام ہونا بلکہ غیبت اور کذب اور چغلی کا حرام ہونا جانتا ہے پھر وہ یہ کام کرتا ہے مگر یہ کرنا اُس کا اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ ان امور کے گناہ ہونے پر ایمان نہین رکھتا بلکہ اسوجہ سے کہ شہوت کا غلبہ اُسپر ہے اور اُس غلبہ شہوت ونفس سے اُس سے یہ کام ہوتے ہین۔ جس طرح اُس شخص کی شہوت کا غلبہ ہے اسی طرح اُس عالم کی شہوت کا غلبہ بھی سمجھ لیجئے۔ مگر اُس عالم کا علم اُن باتون کا جو اور ہین عامی سے بڑھکر ہے عامی کو مناسب نہین ہے کہ صرف اسی بُرے کام سے اُسکو بُرا سمجھے۔ اور اُسپر زیادہ طعن کرے۔ کیا نہین دیکھا کہ بہت سے مریض ایسے بھی ہوتے ہین کہ باوجود اسکے کہ وہ طبیب کو حاذق اور صادق جانتے ہین۔ مگر پھر اُن میوون کو سرد پانی کو بے صبری سے کھا پی لیتے ہین جنسے وہ طبیب اُنکو منع کرتا ہے مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ مضر نہین یا طبیب پر اُن کا اعتقاد نہین بلکہ یہ اُنکی بیوقوفی اور غلبہ شہوت کا باعث ہے یہ کچھہ تھوڑا سا حال علماء ظاہر کی لغزش کا تھا۔

التماسِ مترجم

التماسِ مترجم

جنٹلمین - یہ لکچر امام غزالی رح ترجمہ رسالہ منقذ من الضلال پیش کرتا ہوں - اس سے آپ صاحبوں کو واضح ہوگا کہ فلسفیت جو مذموم ہے وہ علم الٰہیات فلاسفہ کے وہ تخیلات اور توہمات ہیں جو مخالف عقائد اہل اسلام ہیں اور جو امور علوم فلاسفہ کے مخالف عقاید اہل اسلام نہیں بلکہ اُنکے موید ہیں وہ مذموم نہیں ہیں بلکہ محمود ہیں - مثلاً صنایع بدایع الٰہی سے محبت رکھنا اُس کی صنعت اور حکمت کا تماشا کرنا عین عبادت ہے - اور صانع عالم نے جو خواص اشیاء میں رکھے ہیں اور جو جو نیچرل لا تا اُن کے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے قرار دیئے ہیں اُنکا دریافت کرنا اور اُن سے کام لینا بڑا عمدہ اور اچھا کام ہے - جو کوئی اس نظر سے علوم فلاسفہ پڑھے اور فلسفیت مذموم اور محمود میں تمیز رکھے - جہاں عقل جزئی اور جزوی سے کام لینا چاہیے وہاں اُس سے کام لے - اور جہاں عقل کلی کا تابع ہونا ہے وہاں اُس کا تابع رہے - تو اُسکو یہ علوم کچھ مضرت نہیں پہونچاتے بلکہ فائدہ پہونچاتے ہیں - ہاں اہل اسلام میں سے جس نے اس اصول کو چھوڑا - مذموم اور محمود میں تمیز نہ رکھی - ایک لاٹھی سے سب کو ہانکا - امور دینیہ اور اسرار میں نور نبوت اور عقل کلی کا اتباع نہ کیا اُس کا اُن علوم کے پڑھنے سے اور فلاسفہ کے تخیلات اور توہمات مذموم کی پیروی کرنے سے اُن آفتوں اور خرابیوں میں پھنس جانے کا اندیشہ ہے جو حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ میں بیان فرمائی ہیں - اللہ تعالیٰ سب طالب علمان اہل اسلام کو اِن آفتوں سے بچائے اور وہ سمجھ عطا فرمائے - جس سے وہ عقائد اہل اسلام پر پورے قائم رہیں - اور فلاسفر یعنے محب حکمت بھی ہوں - آمین -

سنہ ۱۳۱۱

ہجری مقدس

عنها البشر في الفترات وذلك لا يدل على ضعف الإيمان فالمؤمن مفتن تواب وهو بعيد عن الإصرار والإكباب فهذا ما أردت أن أذكره في ذم الفلسفة والتعليم وآفاتهما وآفات من أنكر عليهما لا بطريقه ونسأل الله العظيم أن يجعلنا ممن آثره واجتباه وأرشده إلى الحق وهداه وألهمه ذكره حتى لم ينسه وعصمه من شر نفسه حتى لم يؤثر عليه سواه واستخلصه لنفسه حتى لم يعبد إلا إياه

مگر ان ہفوات یعنی لغزشون سے وہ عالم بھی نہین بچ سکتا ہے۔ کیونکہ بشریت سے خالی نہین اور معصوم نہین۔ مگر یہ لغزش اُس کے ایمان مین ضعف ہونے کی دلیل نہین ہے۔ مومن مفتن تواب ہوتا ہے یعنی اُسکا امتحان کیا جاتا ہے اور وہ پھر اُسی طرف پھرتا ہے گناہ پر کبھی اصرار نہین کرتا۔ نرم دل ہوتا ہے اور خدا کی طرف ہردم رجوع رکھتا ہے یہ وہ مضمون ہے جو مذمت فلسفہ جو مذمت فلسفہ اور مذمت فلسفہ اور تعلیمین اور اُن کی آفتون کے باب مین اور اُس شخص کی آفتون کے باب مین جو نامناسب طریقہ سے اُن کا رد کرتا ہے بیان کرنیکا میرا ارادہ تھا۔ اب مین اللہ تعالی کی جناب مین التجا کرتا ہون کہ وہ مجھکو اُن لوگون کا کفش بردار کرے جنکو اُس نے برگزیدہ اور پسندیدہ کیا ہے۔ اور راہِ حق پر چلایا ہے۔ اور ایسا اپنے ذکر مین اُن کو رکھا ہے کہ پھر وہ اُسکو کبھی نہین بھولے۔ اور شر نفس سے ایسا بچایا ہے کہ اُن پر پھر اُس کا اثر نہین ہوا۔ اور بندگی نفس سے ایسا چھوڑا دیا ہے کہ اُنھون نے سوائے اُس کے اور کسی کی عبادت نہین کی۔

۱۲/۱۲

الحمد للہ کہ یہ لکچر امام غزالی رح نمبر اوّل
ترجمہ رسالہ منقذ من الضلال تمام ہوا

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
...پسندیدہ	[illegible]	طلسم ہوش ربا جلد ششم	[illegible]	سوانح عمری ابو الفضل	۲/
...بے کی شادی	۱/	" " ہفتم	[illegible]	" بابر بادشاہ	۳/
...ب خراب	۲/	ابن الوقت	[illegible]	" تیمور بادشاہ	۲/
...ش عشق	۱۲/	گلشن دانش	۸/	" نور جہان	۲/
...دی کا عاشق	۳/	دام محبت	۳/	" حکیم بو علی سینا	۳/
...ہم حصہ اول	[illegible]	فسانہ جمیل	۶/	" ملا دو پیازہ	۲/
" دوم	[illegible]	جہانگیر	[illegible]	" جبیس پاشا	۲/
...چا پاتری	۱۴/	فسانہ معقول	۸/	" جعفر زٹلی	۳/
...ستان خیال جلد اول	[illegible]	فسانہ دلپذیر	۸/	الجزیہ مصنفہ شبلی	۲/
" دوم	[illegible]	طلسم حیرت	[illegible]	مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم	۸/
" سوم	[illegible]	گلشن جانفزا	۶/	" صبح امید	۳/
" چہارم	[illegible]	روسی زمیندار	۶/	کتب خانہ اسکندریہ "	۵/
" پنجم	[illegible]	ثمرہ دیانت	۱۰/	سوانح عمری [illegible] شہید "	[illegible]
" ششم	[illegible]	پانسو لطیفے حصہ اول	۸/	اسلامی کتب خانے "	۲/
" ہفتم	[illegible]	" " دوم	۸/	رسالہ الجن و الجان سرسید	۵/
" ہشتم	[illegible]	انگریزی مذاق کے لطیفے باتصویر	۸/	رسالہ خلق الانسان "	۲/
" نہم	[illegible]	قوت فیصلہ	۳/	" ذکر سکندر ذو القرنین	۳/
...ہو بہار ہر دو جلد	[illegible]	ثبوت واجب الوجود	۱/	تحریر فی اصول التفسیر سرسید	۵/
...سم ہوش ربا جلد اول	[illegible]	مثنوی صبح عید	۳/	تفسیر احمدی حصہ اول "	[illegible]
" دوم	[illegible]	رباعی بارہ گم در چہار زبان	۱/	لیکچر نیشنل کانگریس [illegible]	۱۰/
" سوم	[illegible]	تواریخ [illegible]	[illegible]	[illegible] کا لیکچر اسلام پر	۲/
" چہارم	[illegible]	سوانح عمری کرنل [illegible]	۶/	آریہ [illegible] صاحب	۳/
" پنجم	[illegible]	" امام حسین	۳/	لیکچر نیشنل کانگریس [illegible]	۱۰/

فہرست المنقذ من الضلال للامام الکامل الفاضل حجة الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی قدس اللہ روحہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
مجموعہ لکچر سید احمد خان بہادر	عہ	رحم انصاف حالی	ا ر	عجائب الحساب
لکچر سید امیر اسلام	۱۰ ر	مسدس تہنیت خدمت "	۲ ر	مقالہ اقلیدس اول دوم
مجموعہ لکچر مولوی نذیر احمد خان	۱۲ ر	مرثیہ حکیم محمود خان مرحوم "	ا ر	اقلیدس کا منتر
ابن الوقت "	عہ ر	قصیدہ الغیاثیہ	۰ ر	مشیر نسوان ہر دو حصہ
مواعظ حسنہ "	۱۰ ر	چہار گلزار حالی	۳ ر	لذت الحیات
محصنات "	۱۰ ر	مخمس سلیم	۴ ر	رسالہ نور العین
ایامی "	۱۰ ر	مخمس حسرت	۲ ر	معمول احمدیہ حصہ اول
مرآۃ العروس "	۸ ر	مسدس سعید	۲ ر	" " دوم
توبۃ النصوح "	۸ ر	جریدۂ عبرت	۲ ر	" " سوم
بنات النعش "	۶ ر	نیرنگ خیال	۵ ر	تغذیۃ الصبیان
منتخب الحکایات "	۴ ر	آب حیات	عہ ۳	اسلام کی [illegible]
اہتمام محبت "	ا ر	دیوان ذوق مکمل	عہ ۲	قانون عشق ہر دو حصہ
رسم الخط "	۲ ر	فضیلت	۱۲ ر	تاریخ اسپین ہر دو حصہ
چند پند "	۴ ر	تہذیب الاخلاق	۶ ر	لکچر نماز سراج الدین
قواعد فارسی "	۳ ر	مکارم الاخلاق	۱۲ ر	لکچر امام غزالی رح
حیات سعدی حالی	عہ ر	محاسن الاخلاق	عہ ۶	مخمس مجید
مسدس حالی مع ضمیمہ "	۹ ر	تعلیم الاخلاق	۸ ر	مثنوی الاخوت
" خورد	۴ ر	تعلیم الخصال	۶ ر	گلزار فریدی
مناجات بیوہ حالی	۲ ر	تعلیم الانتظام	۴ ر	جواہر فریدی
حقوق اولاد "	۲ ر	مبادی الانشا حصہ اول	۸ ر	مرآۃ العاشقین
شکوۂ ہند "	۲ ر	" " دوم	۸ ر	رسالہ دافع الالام ضعف تناسل
برکھا رت "	ا ر	" " سوم	۳ ر	رسالہ گر زبانی حساب
حب وطن "	ا ر	" " چہارم	۸ ر	زبانی حساب کلاں